أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ
(یہ درست ہے کہ اللہ کے تذکروں سے دلوں کو سکون ملتا ہے)

ترجمہ

مُونسُ المریدین

سلطان المحققین حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ

مترجم

جناب سید شاہ قسیم الدین احمد شرفی الفردوسی

ناشر

مکتبہ شرف بیت الشرف خانقاہ معظم بہار شریف (نالندہ)

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

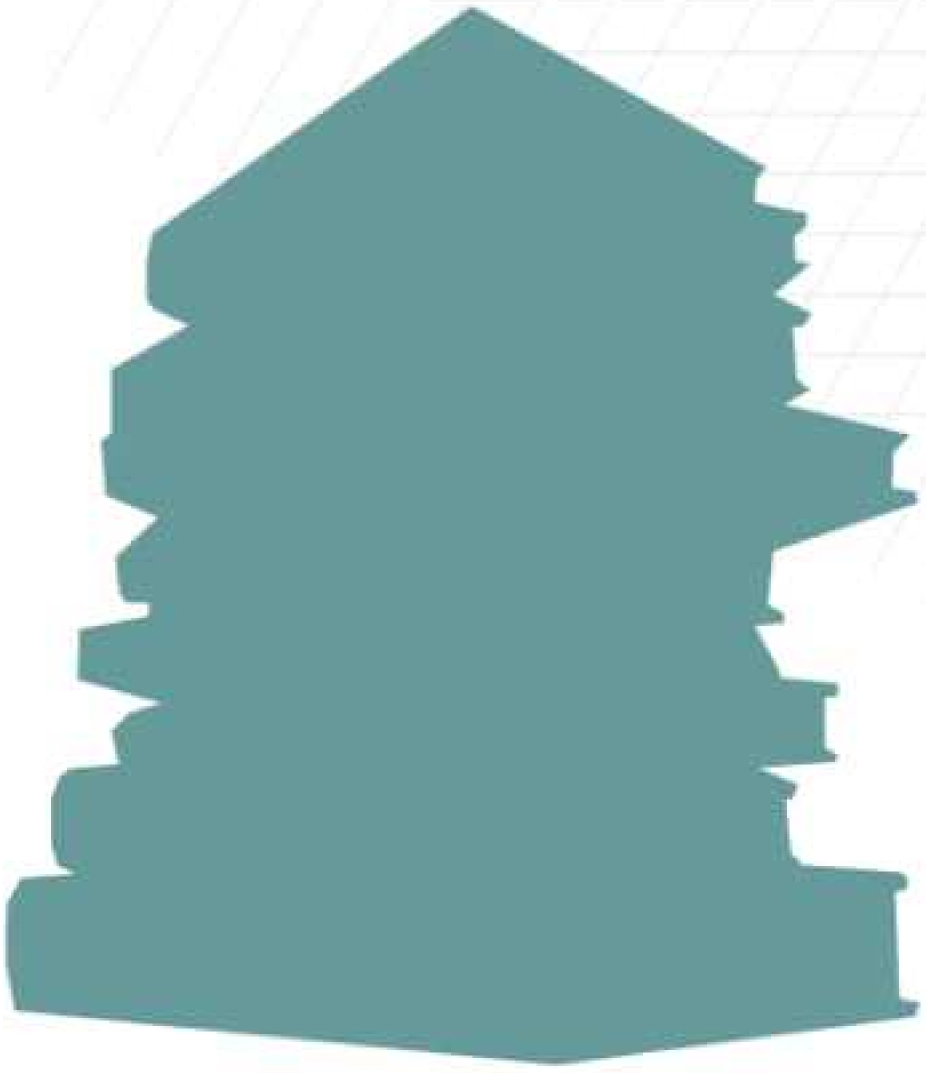

ذخیرۂ پروفیسر محمد اقبال مجددی

جو 2014ء میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو

ہدیہ کیا گیا۔

CALL NO.
PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY
LAHORE

Marfat.com

368

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

(یہ درست ہے کہ اللہ کے تذکرہ ہی سے دلوں کو سکون ملتا ہے)

ترجمہ

مونس المریدین

ذخیرہ محمد اقبال مجددی لاہور

از ملفوظات

سلطان المحققین حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ

مترجم

جناب سید شاہ قسیم الدین احمد شرفی الفردوسیؒ

ناشر

مکتبہ شرف بیت الشرف خانقاہ معظم بہار شریف نالندہ

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : ـــــ ترجمہ مونس المریدین 128536

ملفوظ : ـــــ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ

مترجم : ـــــ سیّد شاہ قسیم الدین احمد شرفی البلخی الفردوسی مدظلہ

ناشر وطابع : ـــــ مکتبۂ شرف خانقاہ معظم ۔ بہار شریف (نالندہ)

مطبع : ـــــ

اشاعتِ اوّل : ـــــ ۲؍شوال المکرم ۱۳۸۳ھ ۔ باردوم ۲؍شوال المکرم ۱۴۰۸ھ مطابق سنہ ۱۹۸۸ء ۱۴-۵

بارسوم نومبر ۲۰۰۳ء

قیمت : ۶۵/ روپے

تعداد : ۵۰۰

ملنے کے پتے

ا۔ مکتبہ شرف بیت الشرف خانقاہ معظم بہار شریف (نالندہ)

۲۔ طارق بن زیاد کالج، شاہ فیصل کالونی نمبر ۳۔ کراچی ۲۵۔ فون نمبر 4573807

۳۔ عزیز الدین پیپر مارٹ، شاپ نمبر ۹، بازارگان، شاہراہِ لیاقت، کراچی۔ فون: 2621540

۴۔ سُپریم شاپنگ سینٹر، دکان نمبر ۵۵، جوہر چورنگی، گلستان جوہر کراچی۔ فون (گھر): 8110286

A-523

بلاک 'L' نارتھ ناظم آباد، کراچی۔ پاکستان۔ فون: 6640269 (گھر کا)

Marfat.com

ذخیرۂ محمد اقبال مجددی

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	مجلس
	انتساب	
۱	پیش لفظ مترجم	
۹	ترجمہ دیباچہ کتاب ہٰذا	
۱۱	خوشی وغم کا بیان واقعہ انگشتری	۱
۱۳	معنی النوم باللہ، النوم للہ و النوم عن اللہ	"
۱۴	مومن کے لئے رنج و تکلیف میں بھلائی ہے	"
۱۵	حضور کا ایک عورت سے ترک عزم نکاح بسبب عدم زحمت	"
"	واقعہ فرعون بسبب عدم زحمت	"
۱۶	عدم جواز محبت از غیر حق	۲
"	مشائخ وعلمائے حق سے محبت کرنے کا جواز	"
۱۸	مخدوم جہاں کے دربار میں دن کو کھانا پیش کیا گیا	۳
"	بہشت کا بہترین کھانا گوشت ہے	"

Marfat.com

صفحہ	مضمون	مجلس
۱۸	نعمت بہشت جس قدر کھائی جائے کم نہ ہوگی	۳
۱۹	قصۂ شیخ جنید بغدادیؒ اور یہودی پیشوا کا معہ پوری قوم کے مسلمان ہونا	"
۲۲	بہشت میں نامشروع کی خواہش کا نہ ہونا	"
۲۳	بہشت میں غم کا نہ ہونا	"
۲۴	رفتار و گفتار میں صدق کی تلقین	"
۲۵	سجادہ اور صاحبِ سجادہ کی تعریف	۴
۲۷	زہد اور زاہد کی تعریف	"
۲۹	اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَان	"
۳۰	قاض فی الجنۃ و قاضیان فی النار کی توضیح	۵
۳۱	قاضی کی چکی کا آٹا	"
۳۳	امام اعظم کا قضا نہ قبول کرنا اور قیدخانہ میں وفات	"
۳۴	ذکر مقطعات قرآن و فضیلت تلاوتِ قرآن	۶
۳۵	مقطعات کے حروف نہ کہنے پر قول فیصل اور حدیث نبوی صلعم	"
۳۶	سوائے امت محمدیہ کے اور کسی امت میں حق اجتہاد کا نہ ہونا	"
"	توریت کی ضخامت اور اسکا تلف حضرت عزیر کو توریت کا یاد ہونا	"

Marfat.com

صفحہ	مضمون	مجلس
۳۸	تمام اگلے صحیفوں کے معنی کا قرآن میں ہونا	۶
″	الم تر الی الذین ظلمو کی تفسیر	″
۳۹	ظالم کے چہرہ کا دیکھنا حرام ہے اور ایک بزرگ کی نقل	″
″	الملک یبقیٰ مع الکفر ولا یبقیٰ مع الظلم کے معنی	″
۴۰	مذمت ظلم	″
۴۲	حدیث شریف خلق اللہ الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیہ من نورہ کی توضیح	۷
۴۴	حدیث شریف حسنات الابرار سیئات المقربین کی تشریح	″
۴۵ و ۴۶	ولاتقربا ہذا الشجرۃ فتکونا من الظالمین وعصیٰ آدم ربہ کی تفسیر	۷
″	اور آدم علیہ السلام کی اجتہادی چوک	″
۴۷	سراندیپ اور جدہ کی مسافت	″
۴۸	علم وعمل کے باب میں سوال کرنے اور اس کے جواب دینے کا ذکر	۸
۴۹	جواب سائل کی حیثیت اور اس کے استفادہ کے مطابق دینا چاہیئے	″
۵۰ و ۵۱	اگر زاد طریق موجود نہیں اور ماں باپ کی اجازت نہیں تو سفر ممنوع ہے	″
۵۱	سفر کی چار قسمیں	″
۵۱ و ۵۲	بعض بزرگوں کا جمعہ کی نماز میں حاضر نہ ہونا اور اسکے اسباب کا ذکر	″
۵۳	ڈولہ پر ادائے نفل نماز کا جواز وعدم جواز	″

Marfat.com

مجلس	مضمون	صفحہ
۸	اختلافی مسئلہ میں جس قول پر مشقت زیادہ ہو اس کو اختیار کرنا	۵۴
"	صاحب القمیصین لا حلاوۃ لایمانہ	۵۵
"	کثرت العیال قلت المال فضیحۃ الرجال	۵۵
۹	حضرت مخدوم کا جامع مسجد سے جمع کثیر کے ساتھ خانقاہ معظم	۵۶
"	میں آنا اور ایک شخص کی بیعت اور طاقیہ چہارترکی	"
"	سعادت وشقاوت کا ذکر	۵۶
"	مکہ میں رہنے کے باوجود حج وطواف سے محرومی	۵۸
"	عہد رسالت میں چار سو منافق تھے	۵۹
"	صحابہ کو جہاد اور کاروبار میں اُن کے سبب دشواری	۵۹
"	اور صحابہ کی ایک جنگی چال	۶۰
"	زمین کی سعادت وشقاوت کا ذکر	۶۱
"	ابو طالب کے ایمان کے لئے سرکارؐ کی دعاء اور جواب باریتعالیٰ	۶۲
۱۰	ذکر نماز لیلۃ الرغایب	۶۳
"	تمام دن اور مہینوں میں ایک دوسرے پر فضیلت کا ذکر	۶۳
"	پیغمبروں کو ایک دوسرے پر فضیلت	۶۴
"	زمین کو ایک دوسرے پر فضیلت	۶۴

Marfat.com

مجلس	مضمون	صفحہ
۱۰	بادشاہوں کے لئے بخل واحسان دونوں ضروری ہیں حکایات	۶۶
"	شمس الدین بادشاہ سنارگاؤں	"
"	کسی مخلوق کا عالم میں سے معدوم ہونا خدائی میں نقص نہیں	۶۸
"	محدث کو قدیم کا وصول مخلوق کو خالق کا وصول گدا کو غنی کا حصول کیونکر	۶۹
"	ذکر رُوح	۶۹
"	نیند میں رُوح کے خروج کلی وجزی کی بحث	۶۹
"	ماہیت رُوح کا کلی طور پر حضورؐ پر منکشف ہونا	۷۰
"	خوبرویاں ہر زماں اسلام غارت میکنند کافرم گر ہیچ خوبی را مسلماں دیدہ ام	۷۱
"	کے مطلب کو سمجھنے پر گفتگو	"
"	دیوانوں کی باتیں خدا کے نزدیک مقبول ہیں	۷۲
"	خشک سالی و دعاء	۷۲
"	قصہ برخ دیوانہ وقصہ حضرت ابواسحٰق نہاوندیؒ	۷۳
۱۱	حدیث شریف نصیب امتی من نار جہنم کنصیب خلیل من نار نمرود	۷۵
"	عذاب فضلی اور عذاب قہری کا ذکر	۷۶
"	یہ امت امت فضلی ہے	۷۶

Marfat.com

صفحہ	مضمون	مجلس
۷۸	أُمَّةٌ مذنبۃٌ و ربٌّ غفور	۱۱
۷۹	حق العباد کی بخشایش کی بشارت	"
۸۱	وعدہ کا مطلق ہونا اور وعید کا مقید بہ مشیت ہونا	"
۸۱	حضورؐ کی شفقت اور حساب امت کی خواہش	"
۸۳	اللہ خلیفتی علیکم امت کو اللہ کے حوالہ فرمایا	"
۸۳	خروج دجال اور ظہور عیسیٰ علیہ السّلام	"
۸۴	نفخ صور۔ حشر اور قیامت کی تعریف	"
۸۵	فرشتوں کی موت مثل خواب کے	"
۸۵	تا قیامت دیو اور شیاطین کی موت نہیں اور جزیروں میں قید	"
"	جنوں کو موت ہے	"
۸۶	عاقبت بخیر ہونے کی تمیز	"
۸۷	عورتوں کا سر میں سیندور لگانا کفر نہیں	۱۲
۸۸	من تشبہ بقوم کی وضاحت	"
۸۹	ابیر بازی کفر ہے	"
۹۰	الراضی بالکفر یکون کافرا	"
۹۰	شب برات کو شب برات کس سبب سے کہا جاتا ہے	"

Marfat.com

مجلس	مضمون	صفحہ
۱۲	فضیلت شب برات	۹۱
"	شب برات میں حضور کا جنت البقیع گورستان تشریف لیجانا	۹۱
"	شب برات میں مخدوم کی خانقاہ میں تذکیر مولینا موید مذکر	۹۲
"	کا بیان	"
"	شب برات میں سَو رکعت نماز با جماعت کی ادائیگی	۹۲
"	مخدوم کا شب برات میں مجمع کے ساتھ گورستان جانا	۹۲
"	والدۂ مخدوم کے مزار پر گنبد اور چبوترہ کی تعمیر	۹۲
"	حضرت والدہ اور دیگر عزیزوں کے مزار پر فاتحہ خوانی	۹۳
"	صلاح مخلص داؤد خاں پر مخدوم کی نوازش	۹۳
۱۳	شریعت و حقیقت کی تعریف	۹۴
"	اصطلاح وقت و حال کی تعریف	۹۴
"	اصطلاح تمکین و مقام کی تعریف	۹۵
"	صوفیوں کی تجویز اصطلاح	۹۷
"	بلا کے برداشت و مقابلہ کی طاقت نہ ہو تو اجتناب پیغمبرؐ	۹۹
"	کی سنت	"
"	حضورؐ کی ہجرت غار پر مکڑے کا جالا	۹۹

Marfat.com

صفحہ	مضمون	مجلس
۱۰۰	بلا سے بھاگنا پیغمبروں کی سنت	۱۳
۱۰۳	من بشرنی بخروج الصفر بشرتہ بدخول الجنتہ کی تاویل	۱۴
۱۰۴	الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب	"
۱۰۵	خواجہ حسن بصری تابعی تھے	"
۱۰۵	حکایت تبع تابعین	"
۱۰۶	صبر ایمان کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے	"
۱۰۸	تبدیل اخلاق کا بیان یعنی مذمومہ کو محمودہ سے بدلنا	۱۵
۱۱۲	ایک بزرگ کا نفس کی مخالفت میں انڈا نہ کھانا	"
۱۱۳	حدیث شریف الشریعتہ اقوالی والطریقتہ افعالی والحقیقتہ	۱۶
"	احوالی کی توضیح	"
۱۱۵	مکتوبات صدی کی عبارت ایمان مقلد اور ایمان عارف	"
"	کے معناً برابر ہونے کی توضیح	"
۱۱۷	بلاؤں میں صبر مثال انبیا علیہم السلام	"
۱۱۸	تبلیغ نوح علیہ السلام اور قوم کی ایذا رسانی کی برداشت	"
۱۲۱	قصہ ہمراہی موسیٰ وخضر علیہ السلام وعلمنٰہ من لدنا علما کی توضیح	"
۱۲۶	ذکر تکبر و خود بینی	"

Marfat.com

مجلس	مضمون	صفحہ
۱۷	ذکر فضیلت خانۂ کعبہ	۱۲۷
"	بنائے کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی پکار، مخلوق کی لبیک	۱۲۸
"	بوڑھی لنگڑی عورت	۱۲۸
"	عربوں کی خاصیت ایفائے عہد، مہمان نوازی	۱۲۹
"	مذمت اس قبیلہ کی جس نے موسیٰ و خضر علیہم السلام کو بھوکا رکھا	۱۳۰
"	ہجرت میں مومنین کو دشواریاں مکہ کے چار طرف سولی	۱۳۲
"	مہاجرین کی تباہ حالی اور انصار کا ایثار انصار کی مدح	۱۳۳
۱۸	عاقبت و خاتمت کا علم کسی کو نہیں بجز عشرہ مبشرہ	۱۳۵
"	ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خوف و رجاء، اُمید و بیم	۱۳۶
"	تذکرہ موت کچھ نہیں معلوم خاتمہ سعادت یا شقاوت پر ہوگا	۱۳۸
"	ایک بزرگ کی طلب موت اور سختی موت کا حال	۱۳۹
"	حضرت عزرائیل ملک الموت کی جانکنی کا حال	۱۴۰
"	احوال وداع و سکرات سرکار دو عالم صلعم	۱۴۱
"	بچوں کو سکرات موجب درجات	۱۴۲
"	مسلمانوں کے بچے ماں باپ کے ایمان کے حکم کے تحت	۱۴۳
"	کافروں کے بچوں کے آخرت کے حکم میں اختلاف	۱۴۳

Marfat.com

صفحہ	مضمون	مجلس
۱۴۳	دنیا کی تمام اندوہ و بلا و مصیبت و ندامت آخرت کی سختی کے نزدیک	۱۸
"	ایک رائی برابر ہے	"
۱۴۴	مذمت نفس کا بیان	۱۹
۱۴۴	نفس کو بھوک کی سزا	"
۱۴۷	نفس کو مغلوب کرنے کی تلقین	"
۱۴۸	حضرت سلیمان علیہ السلام کا نفس کی آزمائش کے لئے یہ دعا	"
۱۴۸	رب ھبلی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوہاب	"
۱۴۹	قصہ سلیمان علیہ السلام	"
۱۵۹	مومن جو رمضان میں مرتا ہے اس پر عذاب نہیں ہوتا	۲۰
۱۵۹	آج حضرت ادریس اور حبیب نجار اور حضرت آسیہ و مریم کا بہشت	"
"	میں ہونا	"
۱۶۰	قصہ حضرت آسیہ اہلیہ فرعون	"
۱۶۳	یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال	"
۱۶۵	دوزخ کا بیان اور گرم ہوا کا ذکر	۲۱
۱۶۵	موسم گرما و سرما کی سختی دوزخ کی دو سانس ہے	"
۱۷۱	سوائے شرک کے تمام گناہوں کی معافی مشیت سے متعلق ہے	"

Marfat.com

انتساب

کتاب انتہائی عقیدت وخلوص سے مشائخین
خانقاہ معظم مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ
منیری قدس سرہٗ کے نام معنون کرتا ہوں جن کے
انوارِ قلوب سے عالمِ انسانیت کے ذرّے منوّر و
تابناک ہیں، اور مجھ گنہگار کو اُمید نجات ہے۔

قسیم الدین احمد فردوسی

Marfat.com

Marfat.com

ضروری التماس

الحمد للہ کہ آپ کا ادارہ مکتبۂ شرف گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی سلطان المحققین حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی اہم تالیف فوائد المریدین ملفوظات مونس المریدین اور مکتوبات بست وہشت پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ یہ کتاب فوائد المریدین حضرت مخدوم الملک کی وہ نادر کتاب ہے جس میں ہر خاص و عام کے لیے وہ سب کچھ ہے جس کی روشنی میں وہ اپنی کشتیٔ حیات کاروانِ زندگی کو ضلالت و گمراہی کے سیلاب سے بچا کر صحت و سلامتی کے ساتھ پہونچا سکتا ہے۔ چونکہ حضرت مخدوم جہاںؒ کے تمام مکتوبات بلند ترین علمی تحقیقی وسیع و عمیق دینی معلومات شریعت و طریقت کے مخفی اسرار و رموز کا بیش بہا خزانہ ہیں اور یہ خطوط زیادہ تر انہی لوگوں کے نام لکھے گئے تھے جو دینی علوم و معارف سے واقفیت رکھتے تھے سلوک و معرفت کی منزلیں طے کر رہے تھے، ظاہر ہے کہ ان سے بھرپور فائدہ تو انھیں لوگوں نے حاصل کیا ہوگا اور انہی لوگوں کو ہو بھی سکتا ہے۔ ان لوگوں کے بعد ہزاروں لاکھوں اشخاص نے اپنی ذکاوت و ذہانت اور حال و مقام کے اعتبار سے فائدہ اٹھایا لیکن بندی

Marfat.com

ومتوسط مریدین جو حضرت کی بلند پایہ تصانیف کے افہام کی صلاحیت نہیں رکھتے اور ضروری دینی علوم سے پورے طور پر واقف نہیں ہیں ان لوگوں کے لیے حضرت نے اپنے بلند ترین مقام سے نزول فرما کر ان کے ذہن و دماغ اور سمجھ کے مطابق ضروری دینی علوم قرآن و سنّت کی روشنی میں بڑے سہل و آسان انداز میں جمع کر دیا جو آج ہم لوگوں کے لیے فلاح و کامرانی کا بیش بہا ذریعہ ہے۔ آج سے تقریباً ۲۵ سال قبل حلقۂ تصنیف خانقاہ مخدوم جہاںؒ بیت الشرف کی طرف سے اس وقت کے صاحب سجادہ حضرت جناب حضور سید شاہ محمد سجاد فردوسیؒ کی زیر قیادت و سرپرستی میں حضرت مخدوم الملکؒ کی کتابوں کے اردو ترجمہ کا جو کامیاب و عظیم الشان سلسلہ شروع ہوا تھا فوائد المریدین اور مونس المریدین اسکی ابتدائی کڑیاں ہیں۔ ان دونوں کتابوں کے چھپے ایک عرصہ ہو گیا اور طویل وقفہ میں کیسے کیسے انقلاب آئے زمانہ نے کتنی کروٹیں بدلیں لیکن اس کے ترجمہ کی جاذبیت و سحر انگیزی میں اصل متن کی طرح کسی طرح کی کوئی تبدیلی و تغیر نہیں ہوا اسلیے بعینہ وہی ترجمہ قارئین مریدین و متوسلین کے پیہم اصرار پر دوبارہ شایع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اس دینی خدمت کو شرف قبولیت بخشے۔ (آمین) جن حضرات نے جس طرح بھی اس عظیم الشان کام میں حصہ لیا اور اپنی بے لوث خدمت پیش کیا اور کر رہے ہیں وہ انشاء اللہ ضرور اجر کے مستحق ہونگے۔

سیف الدین فردوسی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ھُوَ الْحَامِدُ وَ الْمَحْمُوْدُ۔ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ ھُوَ الْمَقْصُوْدُ وَالْمَوْدُوْدُ۔

ایک مکمل زندگی سے متعلق سمجھنے اور سمجھانے کے دو طریقے مروج ہیں تحریر و تقریر۔ اللہ کا شکر ہے کہ مشائخین طریقت سے دونوں طرح کا سرمایہ کچھ نہ کچھ باقیات صالحات کے طور پر موجود ہے جسے اکابرین ملت کے غلام نسلاً بعد نسلٍ جان سے زیادہ عزیز رکھ کر محفوظ رکھتے آئے ہیں۔

بسلسلۂ تحریر بزرگوں کے کچھ خطوط کے مجموعے ہیں کچھ مختلف مضامین پر مستقل تصنیفات متن اور شرح کی شکلوں میں ہیں کچھ مثنویات نظم کے مجموعے ہیں۔

اقوال جو دراصل احوال و افعال بیان و ارشاد اور روزمرہ کے تربیتی نظام کے آئینہ دار ہوتے ہیں اُن کا محفوظ کرنا اور ثقہ شخصیتوں کے واسطے سے محفوظ رہنا یہ بڑا ہی مشکل امر ہے اِلاّ یہ کہ اللہ کو خود باقی رکھنا ہو

Marfat.com

تو وہ ایسا انتظام بھی کر دیتا ہے۔

ہم غلامانِ مخدومِ جہاں پر اللہ رب العزت کی بڑی عنایت ہے کہ اس دورِ فتن کی بے انتہا فتنہ سامانیوں کے باوجود اس نے اپنے محبوب و مقبول ولی حضرت مخدوم جہاں سلطان المحققین شرف الملت والدین احمد یحییٰ منیری قُدِسَ سِرُہٗ العزیز کے مکتوبات، تصنیفات اور ملفوظات کا ایک بہت عظیم الشان ذخیرہ اِس وقت تک باقی رکھا ہے۔

اور نہ صرف یہ کہ "مسلمانی در کتاب" کے اصول پر وہ صرف کتابوں میں محفوظ ہے، بلکہ آج بھی خانقاہ معظم سے قربت رکھنے والے پورے شرح صدر سے محسوس کرتے ہیں کہ خانقاہ معظم کے موجودہ صاحب سجادہ مرشدی و مولائی سیدنا جناب حضور سید شاہ محمد سجاد صاحب مدظلہ العالی ومتع اللہ المسلمین بطول بقائہ مکمل طریقہ پر حضرت مخدوم جہاں کی حیات طیبہ کے آئینہ دار ہیں، اور بحمد اللہ مخدوم کا فیضان آج بھی اسی طرح علیٰ وجہ الکمال ان کے ذریعہ جاری ہے جس مشرب کی خصوصیات اللہ اور اس کے محبوب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت، اپنے احوال و کیفیات میں ستر و اخفا، باطن میں سوزِ مسلسل ظاہر میں برودت تامہ، تعلیم و تربیت تزکیہ نفوس میں مشغول و منہمک ایک نگاہ پُر تاثیر

برسوں کے تقریر و بیان کا فائدہ کس طرح پہونچاتی ہے؟ یہ تو خود اِس کاتبِ تحریر کی آپ بیتی ہے جو اِس خانقاہ معظم کی جاروب کشی سے میسّر آئی۔

خلاصہ یہ کہ مکمل انسانیت سیکھنے کا مستحسن طریقہ تو یہی ہے کہ ان عظیم شخصیتوں کی غلامی میں رہ کر ہی سیکھا جائے جو نیابتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اِس اعلیٰ منصب پر متعین کی جاتی رہی ہیں لیکن اس کا موقع اگر میسّر نہیں ہے تو پھر بھی اوقات رایگاں جانے دینا قرینِ مصلحت نہیں مشائخینِ طریقت اور خصوصاً مخدوم جہاں قدس سرہٗ کے ملفوظات و مکتوبات علیٰ حسب مراتب ضرور مطالعہ میں رکھنا چاہیئے۔ اور بحمد اللہ وہ مطبوع اور غیر مطبوع اِس وقت بھی موجود ہے۔

اِس زمانہ میں اہل ذوق حضرات کو عام دشواری یہ ضرور ہے کہ بزرگوں کے تمام خزانے زبان فارسی میں ہیں کیونکہ اُس وقت فارسی زبان عام طور پر بولی اور سمجھی جاتی تھی۔ اِس کے برعکس اِس وقت اُردو بھی اپنی پُرانی چادر کے گل و بوٹے میں تبدیلی پیدا کر رہی ہے۔ ایرانی نفاست و رنگینی کا ذوق بدل کر ہندی بیراگ کی سادگی اپنائی جارہی ہے، اور شاید یہ بھی زمانہ کی مجبوری ہے، اور وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

Marfat.com

کا کرشمۂ الٰہی ہے۔

ایسے میں کچھ اہل ذوق اور اہل درد طبیعتیں ہیں جو بڑی بےچینی سے یہ ضرورت محسوس کر رہی ہیں کہ جس طرح بھی ہو جس معیار کی زبان بھی ہو، ہر حال بزرگوں کے اس قیمتی خزانہ کو زبان فارسی سے عام فہم اُردو میں جلد سے جلد منتقل کر دینا چاہیئے، اور یہ انہیں بزرگوں کی تعمیل حکم کا نتیجہ ہے کہ اس خاکپا نے مخدوم جہاں کے ملفوظات کا ترجمہ پیش کرنے کی ہمت کی ہے۔ بحمداللہ مجھے احساس ہے کہ ترجمہ کرنا بڑا اہم کام ہے، اور یہ بھی معلوم ہے کہ ایک عبارت کا ترجمہ کن خصوصیات کے بعد ترجمہ کہے جانے کے لائق ہوتا ہے؟ پھر بھی اسے ترجمہ ہی کہنا ہے، کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور عنوان نہیں۔ ہاں، یہ ضرور ہے کہ اصل عبارت سامنے رکھ کر اپنی سمجھ سے اسے روزمرہ کی اُردو میں ہم نے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ترجمہ جو بھی کرے فہم و فکر کی کمی بیشی اور شئے ہے، لیکن ترجمہ پھر بھی مترجم کے فکری پیمانہ ہی میں ہو گا۔ جو حضرات کتاب اصل زبان میں دیکھنے کے اہل ہیں اُنہیں تو اصل ہی کا مطالعہ حظ کامل بخشے گا۔

یہ تو محض فرزندیت کی نسبت ہے جو مجھ بے مایہ سے خود جدا نا

Marfat.com

حضرت مخدوم جہاں نے ترجمہ کی خدمت لے لی ورنہ کہاں میں اور کہاں مخدوم کی کتابوں کا ترجمہ!

لہٰذا دھڑکتے ہوئے دل اور لرزتے ہوئے ہاتھوں سے ملفوظات کا ترجمہ میں اپنے محترم ناظرین کی خدمت میں اِس استدعا کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ مطالعہ سے اگر وقت خوش ہو تو اس خاکپا کے لئے دعاؤں کی نوازش فرمائیں اور اگر خدانخواستہ کوئی غلطی ہوگئی ہو تو میری نا دانستگی پر محمول کر کے نادانستہ تصور کی معافی فرمائیں۔

پیش نظر ترجمہ

مخدوم جہاں کا کتابی سرمایہ اِس وقت تین شکلوں میں ہے۔ مکتوبات یعنی وہ خطوط جو خدمتِ عالی سے کسی مرید، مسترشد، ہم عصر مشایخ، خلفاء وغیرہ کو لکھے گئے جن میں مشہور کتابیں مکتوبات صدی، مکتوبات دو صدی، مکتوبات بست وہشت ہیں، اور یہ کسی وقت طبع ہوئے تھے لیکن اب کمیاب ہیں۔ مستقل تصانیف میں شرح آداب المریدین، فوایدِ رکنی، مراۃ المحققین نیز بڑی معرکتہ الآرا کتابیں ہیں اور اس کے علاوہ دوسری تصانیف بھی ہیں۔

Marfat.com

ملفوظات میں معدن المعانی، خوانِ پُرنعمت، ملفوظ الصفر، تحفۂ غیبیہ، گنج لایفنیٰ، مونس المریدین وغیرہ مشہور کتابیں ہیں، اور بھی اس کے علاوہ بہت ہیں۔ یہ تمام کتابیں حضرت مخدوم جہاں سے اپنی جس نوعیت میں منسوب ہیں، وہ بالکل درست اور صحیح ہیں۔ اس وقت سات سو سال سے یہ تسلیم کی جاتی رہی ہیں اور اب کوئی نئی بات پیدا کرنا نئی بات ہی سمجھی جائے گی قابلِ اعتنا نہ ہوگی۔

مخدوم جہاں کی تصنیفات میں ملفوظات کے حصّہ کو خصوصیت کے ساتھ ترجمہ کے لئے میں نے منتخب کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے نزدیک عامۃ المسلمین کے لئے ملفوظات زیادہ نفع بخش ہیں۔ مکتوبات اور دیگر تصانیف مضامین عالیہ کے لحاظ سے بہت اہم اور بلند و بالا ہیں پھر بھی وہ مخصوص حضرات کے لئے ہیں جو ایک خاص معیار کے ذوق و فکر کے طالب ہیں، بخلاف اس کے ملفوظات کا حصّہ بہت ہی عام ہے اور اسی لئے اس سے عام فائدہ رسانی کی اُمید بھی ہے۔ یہ دراصل مخدوم جہاں کی روزمرہ زندگی کا آئینہ دار ہے۔ اس میں مختلف صحبتوں میں مختلف طبیعت اور مختلف معیارِ فکر کے اصحاب نے جو سوالات کئے ہیں اور مخدوم جہاں کی جانب سے

Marfat.com

جو جوابات ملے ہیں وہ سب ہیں۔ اِس طرح مخدوم جہاں کی صُحبت و خدمت میں حضوری کا مزہ آجاتا ہے۔ مثلاً پیش نظر کتاب مونس المُریدین جو ترجمہ کی شکل میں ہے، اِس کو یکجا کر کے پیش کرنے والے صلاح مخلص داؤد خانی ہیں وہ خود کتاب کی ابتدا میں تالیف کتاب کی نوعیت کو بتاتے ہیں، وہیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ تربت مخدوم میں ان کا مقام کیا ہے، اور یہ بھی کہ کتاب کی نوعیت کیا ہے۔ یہ کتاب دراصل روزمرّہ کی ڈائری ہے جو خدمت میں رہ کر اُنہوں نے لکھی ہے۔ ملفوظات کے اِس مخصوص مجموعہ کی ایک صفت یہ ہے کہ ہر روز کی تاریخ مندرج ہے، اور مخدوم جہاں کی عمر شریف کے اخیر حصّہ کے اقوال ہیں ترجمہ میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کس قدر اہم اور روزمرّہ آنے والے سوالات ہیں اور کتنے محققانہ اور شافی جوابات عنایت ہو رہے ہیں، پھر سوالات بھی مختلف معیار کے ہیں اور جوابات سب کے محققانہ، عارفانہ اور عالمانہ ہیں۔ ایک جانب اگر عورتوں کے سینڈل کے متعلق سوال ہے تو کہیں حرف مقطعات کے حرف کہنے اور نہ کہنے پر قول فیصل کی طلب ہے اور جوابات میں علم و عرفان کا ایک سمندر ہے جو اُمنڈتا آرہا ہے اور تمام تشنہ کاموں کی سیرابی کی جارہی ہے۔

Marfat.com

وَفَّقَنَا اللّٰہُ لِمَطَالِبِہٖ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَصْدِقَائِہٖ وَاَحِبَّائِہٖ وَسَلَّمَ۔

جاروب کشِ آستانہ
مخدوم حسین نوشہ توحید قدس سرہٗ
قسیم الدین احمد عفی عنہ
۲؍شوال المکرم ۱۳۸۳ھ ہجری
بیت الشرف خانقاہ معظم بہار شریف (پٹنہ)

Marfat.com

ترجمہ دیباچہ کتاب ہذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَلِکِ الْعَلَّامِ وَالشُّکْرُ عَلَی النِّعَمِ الْعِظَامِ وَالثَّنَاءُ عَلَی الْاٰلَاءِ نَبِیْلِ الدَّوَامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنَامِ وَعَلٰی اٰلِہِ الْکِرَامِ وَاَصْحَابِہٖ مَصَابِیْحِ الظَّلَامِ وَاَتْبَاعِہٖ وَخُلَفَائِہِ الْعِظَامِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ط ملاحظہ ہو اللہ آپ کو دارین کی سعادت سے نوازے یہ سید السالکین شمس العارفین اکرم اہل ایمان بیحد نیکیوں اور احسان والے حضرت شیخ شرف الملت والدین احمد یحیٰ منیری متع اللہ المسلمین کے ارشادات عالیہ کا ایک مجموعہ ہے اس کی خوبی کا کیا کہنا یہ رموز الٰہی اور بے انتہا انوار کا خزانہ ہے اللہ مخدوم جہاں کی بقا کو طویل کرے اور آپ کی زیارت کی نعمتوں کو مخلوق پر ہمیشہ قایم رکھے" اسے اللہ رب العزت نے اپنے حبیب و محبوب

Marfat.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر توجہ سے اِس ناچیز کے ذریعہ جمع کرایا ہے، مشائخین طریقت کا کمترین غلام ضعیف و ناتواں صلاح مخلص داؤد خاں "اللہ اسکے اور اس کے والدین کے گناہوں کو معاف کرے" اس کی گزارش ہے کہ اِس ناچیز کا وجود تو گناہوں سے ازل ہی سے ممزج ہے اس امید پر کہ مشائخ اور علمائے حق کی جانب ایک نظر اور کچھ دیر اُن کی مجلس میں رہنا گناہوں کے دُھلنے کا سبب ہوتا ہے اکثر ثواب اور آخرت کی نجات کی اُمید سے حضرت شیخی مخدوم جہاں کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور اپنا معمول تھا کہ جو کچھ زبانِ مبارک سے مخدومِ جہاں کی سنتا ایک مجموعہ میں جو آپ ہی کے کلام کا تھا لکھتا جاتا مونس المریدین یہ جو آپ کے پیش نظر ہے مَیں نے اِسی کا نام رکھا ہے یہ کام اللہ کی توفیق سے مَیں نے اکیس مجلس تک پہلی ماہ محرم سات سو چہتر ہجری کو تمام کیا۔

مجھے اُمید ہے کہ میرے جیسے مبتدیوں کو اللہ توفیق دے گا کہ اسے اپنے عمل میں شامل کریں اور شاید یہی اس فقیر کے ثواب آخرت کا سبب بنے اور گناہوں سے چھٹکارے کی صورت حاصل ہو انشاء اللہ تعالیٰ وبہ نستعین۔

(حضرت صلاح مخلص داؤد خاں جامع ملفوظ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی مجلس (۱) اکیسویں ماہ شعبان المعظم روز یکشنبہ، آستانۂ عالیہ کی خاک بوسی کا شرف حاصل ہوا، بندگی شیخ جہاں عظمۃ اللہ بعد نماز ظہر تشریف فرما تھے، یہ بندہ اور سب لوگ حضور میں حاضر تھے، خوشی و غم پر گفتگو ہو رہی تھی، اس مجلس شریف و محفل لطیف میں قاضی حمیدالدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے حاضر تھے، حضرت مخدوم جہاں اُن کی طرف مخاطب ہوئے اور یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک شہر میں ایک بادشاہ تھا، اُس نے اپنے وزیر سے کہا، مجکو ایک ایسی انگوٹھی چاہیئے کہ میں اس انگوٹھی سے خوش رہوں، یعنی جب میں غمگین ہوں تو اس انگوٹھی کو دیکھ لوں جسے دیکھتے ہی میری ناخوشی دُور ہو جائے اور میں بشاش ہو جاؤں۔ بادشاہ کے اِس حکم سے وزیر پریشان ہوا کہ وہ کرے تو کیا کرے۔ اِسی پریشانی کے عالم میں

Marfat.com

اُس نے تمام شہر کے عقلا اور حکما کو طلب کیا ؎

جمع کرد آں مَرد مان کاردا ۔۔۔ چارہ جستند در تدبیر آں

(تجربہ کار اور ہشیار لوگوں کو اُس نے جمع کیا اور اُن سے اس معاملہ کا حل دریافت کیا)

اُن سے کہا کہ میرے بادشاہ نے ایک ایسے کام کا حکم دیا ہے میں حیران ہوں کہ کیا کروں، آپ لوگ بتلائیں کہ اس کا حل کیا ہے اور کیا کرنا چاہیئے۔ اس جماعت میں ایک نہایت عقلمند اور تجربہ کار بزرگ تھے۔ اُنہوں نے کہا اے وزیر اِس نازک امر کا ایک حل میری سمجھ میں آتا ہے کہ ایک انگوٹھی بنائی جائے اور اُس انگوٹھی میں یہ جملہ لکھ دیا جائے کہ "ایں نیز بگذرد" (یہ وقت بھی گذر جائے گا۔) وزیر اور وہاں کے تمام عقلاو حکما کو اِس بزرگ کی یہ بات بہت پسند آئی۔ فوراً انگوٹھی بنوائی گئی اور یہ کلمہ اُس پر لکھوا کر بادشاہ کے حضور میں پیش کی گئی، بادشاہ کو نہایت پسند ہوئی، اس نقش سے اُس کے دل کو سکون ہو گیا۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر یہی نقش لکھا ہوا تھا، جیسا کہ یہ شعر ہے ؎

دانی کہ بر نگین سلیماںؑ چہ نقش بود ۔۔۔ خطے بزر نبشتہ کہ ایں نیز بگذرد

(تمہیں خبر ہے کہ سلیمان علیہ السّلام کی انگشتری پر کیا نقش تھا؟ سُنہرے حروف میں

Marfat.com

لکھا ہوا تھا کہ یہ بھی گذر جائے گا)۔ اس کے بعد گفتگو خواب یعنی نیند کے متعلق ہونے لگی، بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ خواب تین قسم کے ہیں، اَلنَّوْمُ لِلّٰہِ وَالنَّوْمُ بِاللّٰہِ وَالنَّوْمُ عَنِ اللّٰہِ معنی اَلنَّوْمُ لِلّٰہِ کے یہ ہیں اگر کوئی شخص ذکر و فکر میں اس درجہ مشغول ہو کہ اس کا نفس تھک جائے، نفس کی تھکاوٹ کی وجہ سے عبادت میں مدد نہ ملے اور یہ خیال کرے کہ ایک ذرا غنودگی آجائے تاکہ نفس کی تھکاوٹ کی دوری کے سبب عبادت میں مدد ملے، بہتر ہے، پھر اگر اسی نیت سے سو جائے تو یہ بھی عبادت ہوگی۔ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ؕ (نیند کو ہم نے تم لوگوں کے لئے ذریعۂ سکون بنایا) ایسے ہی شخص کے حق میں آیا ہے، اور اسی سبب سے اس نیند کو اَلنَّوْمُ لِلّٰہِ کہتے ہیں۔ اور معنی اَلنَّوْمُ بِاللّٰہِ کے یہ ہیں کہ اگر کسی شخص نے نیند کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہو اور ذکر و فکر میں مستغرق ہے اور اس کثرتِ مشغولی میں اس کو نیند آجائے اور وہ گر کر سو رہے تو یہ نیند اس کی اختیاری نیند نہ ہوگی بلکہ یہ منجانب اللہ ہے اسی سبب سے اس کو اَلنَّوْمُ بِاللّٰہِ کہتے ہیں، اور معنی اَلنَّوْمُ عَنِ اللّٰہِ کے یہ ہیں کہ عبادت سے کنارہ کش ہو کر سو رہے جیسا کہ ہم لوگوں کا سونا ہے اور جو میں معصیت ہے

Marfat.com

کیونکہ نفس کی پرورش اور شیطان کی فرمانبرداری کے لئے سوتے ہیں، خداوند عزّ وجلّ سے غافل ہو جاتے ہیں، وہ جو سنا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ (نیند موت کا بھائی ہے) ایسی ہی نیند کو کہتے ہیں ؎

بغفلت میگذاری روزگارے | مگر در گور خواہی کرد کارے
وہ چہ خواہم گفت فردا من بواب | روز در بازی گذشت و شب بخواب
بیدار گرد اے دلِ غافل کہ در جہاں | ہمچو خراں نیامدہ بہر خواب و خور

(غفلت میں قیمتی وقت کو گذار رہا ہے تو کیا قبر میں کام کو انجام دے گا۔ کل قیامت کے دن کیا جواب دیا جائے گا۔ دن لہو لعب اور رات خوابِ غفلت میں گذر گئی۔ اے غافل دلِ بیدار رہ، دنیا میں گدھوں کی طرح تو کھانے اور سونے کے لئے نہیں آیا) اس کے بعد مومن کی خیریت کے بارے میں گفتگو ہونے لگی بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا بندہ مومن کو چالیس دن کے اندر اگر تکلیف و نقصان پہونچے تو بہتر ہے، اس لئے کہ اس کی بھلائی اسی میں ہے اگر بندۂ مومن پر چالیس روز گذرے کہ اس کو کوئی رنج و تکلیف نہ ہو تو استدراج ضلالت کا ڈر ہے اللہ پناہ میں رکھے، اس کے مطابق ایک حکایت بیان فرمائی گئی کہ ایک روز

Marfat.com

حضور رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک مدینۂ طیبہ میں ایک عورت پر پڑی، حضور نے نکاح کی خواہش ظاہر فرمائی، ایک صحابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس عورت جس سے حضور نکاح کرنا چاہتے ہیں اس کے متعلق ہم یہ جانتے ہیں کہ اس عورت کو اس کی پوری عمر میں کوئی بیماری نہیں ہوئی ہے اور نہ کسی قسم کی کوئی تکلیف اس کو پہونچی ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَاخَیْرَ فِیْھَا (اس میں کوئی بھلائی نہیں) حضورؐ نے ارادہ ترک فرما دیا۔ اور فرمایا کہ فرعون لعین نے چار سو سال کی عمر پائی اس کو کبھی زکام تک نہ ہوا، آخر اس کا نتیجہ کیا ہوا، کس آفت اور کس بلا میں گرفتار کیا کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (ہم تمہارے بڑے رب ہیں) کا دعویٰ شروع کر دیا، دنیا میں اس کی سزا یہ ملی کہ دریائے نیل میں معہ آل و اولاد کے غرق کر دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (اور ہم نے غرق کر دیا فرعون کے ساتھیوں کو اور اس حال کو تم دیکھ رہے تھے) اور آخرت میں دوزخ میں جھونک دیا جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاَخَذَہُ اللّٰہُ نَکَالَ الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی (تو پکڑا اللہ نے اس کو اس کے اول و آخر کی کارستانیوں کے بدلے میں) تو بندۂ مومن کے جان و مال میں چالیس دن کے اندر

Marfat.com

تکلیف ومصیبت ہونی چاہیئے، کیونکہ مومن کی تکلیف میں بہت فائدے ہیں یہ فائدہ محض عافیت کی حالت میں نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ زحمت یہ تکلیف عوام الناس کو ہوتی ہے تو اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اگر سالک کو پہونچتی ہے تو اس کے درجات اور مقامات کی ترقی ہوتی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

دوسری مجلس (۲)

بائیسویں ماہ شعبان۔ وزدوشنبہ آستانہ عالیہ کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس غریب نے عرض کی کہ ایسی محبت جو دو مخلوق کے درمیان ہو قیامت میں نفع بخش ہوگی یا نہیں اور ایسی محبت جائز ہے یا نہیں؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ مخلوق کی محبت مخلوق کے ساتھ قیامت کے دن کچھ نفع نہ دے گی، مگر ایسی محبت جو اللہ تعالیٰ کے لئے کی جائے جیسا کہ علما اور مشایخ سے محبت کرتے ہیں، اس کے علاوہ وہ ساری محبت جو خواہشات نفس کے لئے ہو مذموم (بُری) ہے، بلکہ ایسی محبت سے انسان حرام میں مبتلا ہوجاتا ہے جس طرح اگر کسی غیر محرم عورت پر نظر پڑجائے، لیکن دوسری بار پھر اگر محبت کی نظر سے دیکھے تو یہ دیکھنا اس حدیث کے مطابق حرام ہے اَلْاُوْلیٰ لَکَ وَالثَّانِیْ عَلَیْکَ (تیری پہلی نظر کی پکڑ نہیں لیکن دوسری نظر میں تو محسوب ہوگا) یہ محبت باقی اور ابدی نہیں اس لئے

Marfat.com

ہ محبت اس شخص سے ہوئی ہے جو مخلوق اور فانی ہے' مخلوق کی محبت باقی
ور ابدی نہیں بلکہ فانی ہے اس کو بقا نہیں۔ اور خالق کی محبت باقی وابدی
ہے، اس لئے کہ وہ قدیم ہے حادث نہیں اس کی محبت باقی ہمیشہ رہنے والی
ہوگی کیونکہ اس محبوب کے وجود میں بقا ہے اِس لئے اس کی محبت بھی باقی
و ابدی ہوگی۔ یہ محبت البتہ قیامت کے دن نفع بخش ہوگی ؎

عشق مارا کے بود غایت پدید حُسن جاناں چوں ندارد غایتے

(میرے عشق کی انتہا کیسے ظاہر ہوسکتی ہے جبکہ جانِ آرزو کے حُسن کی انتہا نہیں)

پھر بندہ نے عرض کی آج دنیا میں ہر شخص ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے
اور اُس کے قرابت والے ہیں کیا آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا؟ بندگی
مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ جس طرح دُنیا میں دوست اقربا ہیں بہشت میں
بھی ایسا ہی ہوگا، بلکہ اگر وہاں کسی شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہورہا ہو کہ
میں فلاں دوست یا فلاں قرابت دار سے ملنے اس کے پاس جاؤں
ابھی یہ خیال پورے طور سے گذرا بھی نہ ہوگا کہ وہ تخت جس پر وہ بیٹھا ہے
رواں ہو جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (دوست آج کے دن بعض بعض کے دشمن ہوں گے

Marfat.com

سوائے اِتقار رکھنے والوں کے) بہشت میں کوئی تکلیف و رنج نہیں ہے اہلِ بہشت کی صفت اگر جاننا چاہتے ہو تو قرآن میں دیکھو وَلَهُمْ فِيهَا مَا يَشْتَهُونَ (اور جنت والوں کے لئے جنت میں وہ تمام چیزیں ہوں گی جو چاہیں گے) اِسی طرح دوسری آیتیں بہشت کی صفتوں میں تمہیں ملیں گی اور وہاں کی تمام نعمتوں کا حال تمہیں معلوم ہو جائے گا ؎

ہر سخن کز لطافتش گوئی ہیچ کس را در آں سخن نبود

(اُس کی لطافت کے سلسلہ میں جو کچھ بھی تو کہے وہ ایسی ہے کہ اس میں کسی کو گفتگو کی گنجایش نہیں)۔

تیسری مجلس (۳)

پچیسویں ماہ مذکور روز پنجشنبہ، آستانہ عالیہ کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا، کھانا لایا گیا، ایک شخص نے عرض کی کہ بہشت میں بہترین کھانا کیا ہوگا؟ فرمایا کہ بہشت میں بہترین کھانا گوشت ہے جس کے ہر لقمہ میں ستّر مزہ ہے اور ہر مزہ ایک دوسرے سے جداگانہ ہے، لیکن بہشت کا گوشت دنیا کے گوشت کی طرح نہیں اس لئے کہ یہ فانی ہے اور وہ باقی ہے اور فانی اور باقی میں بہت بڑا فرق ہے بہشت کی نعمت جتنی کھائی جائے کم نہ ہوگی، جس طرح دنیا میں قرآن نعمت ہے

Marfat.com

جتنا بھی اِس کو پڑھیں، بیان کریں، سُنیں، ذرا کمی اِس میں نہیں ہوتی، اِس مفہوم کی ایک حکایت بیان کی گئی کہ ایک یہودی کو شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے محبت تھی، ایک دن وہ یہودی حضرت کے پاس آیا بعد تھوڑی دیر کے جانے لگا، شیخ نے پوچھا کہاں چلے؟ یہودی نے کہا آج ہم لوگوں کے یہاں ایک رسم ہوتی ہے، تمام لوگ شہر سے باہر جاتے ہیں، اور ہم بھی جاتے ہیں، شیخ نے فرمایا ہم کو بھی ساتھ لیتے چلو، یہودی نے کہا اے شیخ آپ وہاں نہیں جا سکتے، کیونکہ یہ لوگ اگر مسلمان کو وہاں دیکھ لیں تو فوراً مار ڈالیں، شیخ نے کہا ہم تمہارے بھیس میں چلیں گے۔ الغرض شیخ اُس یہودی کے ساتھ گئے۔ وہاں ایک منبر اُن لوگوں نے بنایا تھا۔ اس منبر پر ایک نہایت ضعیف شخص کو لا کر بٹھلاتے۔ وہ ضعیف ہر سال ایک بات کہتا تھا۔ اسی ایک بات یا نصیحت پر تمام لوگ عمل کرتے تھے۔ اِس بار اس مجمع میں جس میں شیخ بھی تھے ایک لفظ بھی اُس نے نہیں کہا بلکہ خاموش رہا۔ جب بہت دیر ہوگئی تو لوگ اُس کے قریب گئے اور کہا کہ اے بزرگ آج آپ نے کچھ ارشاد کیوں نہ فرمایا؟ اس ضعیف نے جواب دیا کہ اس مجمع میں ایک مسلمان ہے اِسی سبب سے میں نے کلام نہیں کیا۔ یہودیوں نے کہا بتلایئے

کر وہ کون ہے تاکہ ہم اس کو قتل کر دیں۔ اُس نے کہا کہ اگر تم لوگ وعدہ کرو کہ قتل نہ کرو گے تو ہم بتلا دیں۔ پورے مجمع نے عہد کیا کہ آپ جیسا کہتے ہیں ہم ویسا ہی کریں گے۔ اس ضعیف نے اشارہ کر کے بتلا دیا کہ وہ شخص بیٹھے ہیں ان کو لے آؤ۔ لوگ آپ کو اس شخص کے پاس لے گئے۔ اس نے کہا اس مجمع میں آپ کیسے آ گئے؟ شیخ نے فرمایا تماشہ دیکھنے کو۔ اُس نے کہا کہ جب آپ یہاں آئے ہیں تو میرے سوال کا جواب دیجئے۔ شیخ نے فرمایا کہ اگر میں جواب دیدوں تو تم مسلمان ہو جاؤ گے؟ اس ضعیف نے عہد کیا اور کہا کہ اگر آپ میرے سوالوں کے جواب دیدیں گے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ شیخ نے فرمایا چونکہ تم سائل ہو اس لئے منبر سے نیچے آ جاؤ اور ہم منبر پر آ کر جواب دیتے ہیں۔ وہ اُتر آیا اور حضرت منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اُس نے کہا اے شیخ آپ کے دین کی تین باتیں میری سمجھ میں نہیں آئی ہیں، اگر آپ جواب دیدیں اور اُس کی مثال دُنیا میں دے کر بتلائیں تو میں ایمان لے آؤں اور مسلمان ہو جاؤں۔ شیخ نے فرمایا کہو۔ یہودی نے کہا اوّل یہ کہ یہ جو آپ کہتے ہیں کہ بہشت میں کھانا اور پینا ہوگا اور حاجت بشری نہ ہوگی (یعنی بول و براز وغیرہ نہ ہوگا)

Marfat.com

دوسرے یہ کہ آپ جو کہتے ہیں کہ بہشت میں ایک درخت ہے کہ اس درخت کی شاخیں بہشت کے ہر مکان میں ہوں گی' اور تیسرے یہ کہ نعمت بہشت جتنی کھائی جائے کم نہ ہوگی' یہ سب محال ہے یہ باتیں کیونکر ہوں گی؟ ان مسئلوں کی دنیا میں مثال دے کر بتلایئے، تاکہ ہم ایمان لے آئیں۔ شیخ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ تمہارے پہلے سوال کی مثال یہ ہے کہ بچہ جو ماں کے شکم میں رہتا ہے' اس کی غذا ہوتی ہے، مگر اس کو حاجت بشری نہیں ہوتی' دوسرے سوال کی مثال یہ ہے کہ آفتاب ہے ایک ہی آفتاب ہے لیکن ہر مکان میں یکساں اس کی روشنی پہونچتی ہے گویا ہر گھر میں علیحدہ ایک آفتاب ہے' اور تیسرے سوال کی مثال یہ ہے کہ قرآن ہے جس قدر اس کو پڑھا جائے فکر و تامل کی جائے (یعنی اس سے جتنی روحانی غذا حاصل کی جائے) اس کے معنی زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں اور اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد شیخ نے فرمایا اے ضعیف تم نے تین سوال کئے ہم نے تینوں کے جواب دئے۔ اب میرے ایک سوال کا جواب تم دو' اس نے کہا فرمایئے تاکہ ہم جواب دیں۔ شیخ نے سوال کیا کہ بہشت کے در پر کیا لکھا ہوا ہے؟ وہ ضعیف حیران و ساکت ہو گیا۔ مجمع ٹوٹ پڑا۔ مجمع نے کہنا شروع کیا کہ آپ ہمارے بزرگ

Marfat.com

(ہمارے پیشوا) ہیں، آپ نے تین سوال کئے اُنہوں نے تینوں کے جواب دئے، لیکن آپ ان کے ایک سوال پر خاموش وساکت ہو گئے ہیں اور کوئی جواب نہ دے سکے؛ اس ضعیف نے کہا جو ہم کہیں گے اس کا اقرار تم لوگ بھی کرو گے؛ تمام مجمع نے اس پیر مرد سے وعدہ کیا اور عہدو اثق کیا کہ جو آپ فرمائیں گے ہم اس کا اقرار کریں گے ہم سب وہی کہیں گے۔ اس ضعیف نے کہا کہ بہشت کے در پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِؐ (ظاہر ہے یہودی کا وہ پیشوا اور اس کی ساری قوم مسلمان ہو گئی، سبحان اللہ وبحمدہٖ (مترجم))۔ اِس کے بعد مخدوم جہاں نے فرمایا کہ بہشت میں انسان کے دل میں جس چیز کی خواہش ہوگی اس خواہش کے اظہار کے قبل رازق العباد وہ چیز اُس کو عنایت فرما دے گا، پھر بندہ نے عرض کی اگر بہشت میں نامشروع (یعنی ناجائز چیز کی طلب کرے تو وہ ملیگی یا نہیں؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ بہشت میں کسی شخص کے دل میں نامشروع چیز کی خواہش پیدا ہی نہیں ہوگی وہاں جو فعل اس سے صادر ہو گا وہ محمود ہی ہو گا۔ پھر ارشاد ہوا کہ بعض لوگ یہاں پر یہ سوال کرتے ہیں کہ بہشت میں غم کیوں نہیں ہو گا اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ باپ بہشت میں رہے اور بیٹا

128536

Marfat.com

وزخ میں، یا بیٹا بہشت میں ہو اور باپ دوزخ میں تو بیٹے کے سبب سے
پ یا باپ کے سبب سے بیٹے کو رنج و ملال ہو۔ تو یہ قول کیونکر درست
ہوا کہ بہشت میں رنج و غم نہ ہوگا؟ فرمایا کہ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ
بہشت میں کسی شخص کے دل میں ان لوگوں کا خیال ہی نہیں آئے گا جس کے
سبب غم و اندوہ ہو جیسا کہ کہتے ہیں کہ جب اہل بہشت، بہشت میں داخل ہو کر قیام
کریں گے تو حق تعالیٰ ایک خاص ہوا کو حکم دے گا کہ جا، وہ ہوا جس دم اہل بہشت
کے وجود (جسم) میں لگے گی اس دم ان کے تمام خویش و اقارب جو مستحق دوزخ
ہوئے ہیں ان کی صورت بھلا دے گی جس طرح یوں بھی بہت لوگ یاد
نہیں آتے ہیں، بات اصل یہ ہے کہ اس کی مرضی مرضی اس کی خواہش خواہش
ہے یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ (وہ جو چاہتا ہے کرتا
ہے اور جو ارادہ فرماتا ہے اُس کا حکم دیتا ہے) ؎

زہے صنع نہان و آشکارا — کہ کس را جز خموشی نیست یارا
ترا بر حکمتِ یزداں چہ کار است — مزن دم ورنہ جایت فوق دار است
ترا خاموشی و صبر است راہے — نخواہی یافت بہ زیں بارگاہے

(ظاہر اور باطن کتنی اچھی اُس کی صنعتیں ہیں کون زبان اُٹھا سکتا ہے خاموشی کے سوا

Marfat.com

چارہ نہیں، اللہ کی حکمتوں پر تجھے آواز اُٹھانے کا کیا حق ہے، سانس نہ لے ورنہ پھانسی کے تختہ پر جگہ بنی ہوئی ہے، صبر اور خاموشی ہی تیری راہ ہے اِس سے زیادہ بہتر کوئی ٹھکانا نہیں)۔ اِس کے بعد رفتار و گفتار میں صدق کا ذکر ہوا۔ فرمایا کہ سچائی ایک مضبوط رسّی ہے، مومن کو دینی اور دُنیاوی اُمور میں راستی (سچائی) اختیار کرنی چاہیئے تاکہ اُس کے دینی اور دُنیاوی تمام کام بخوبی انجام پائیں جیسا کہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اَلصِّدْقُ سَیْفُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ مَا وُضِعَ عَلٰی شَیْئٍ اِلَّا قَطَعَہٗ (راستی اللہ کی تلوار ہے زمین میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس پر وہ پڑے اور اُس کو کاٹ نہ دے۔

راستی آور کہ شوی رستگار راستی از تو ظفر از کردگار

(سچائی پیش کرو تاکہ تمہیں رہائی ملے، تمہاری جانب سے صدق ہو خدا کی جانب سے فتح مندی ہے)۔ بندۂ مومن کو چاہیئے کہ ایمان کے معاملے میں سچائی صدق سے بہت زیادہ کام لے اور ہوشیار رہے کہ قدم ڈگمگانے نہ پائے تاکہ کامل طور پر نجات حاصل ہو، جیسا کہ یہ شعر ہے ؎

چوں قدمت شد بہ یقیں استوار گرد ز دریا نم از آتش برار

(تیرے قدم جب قوت یقین سے جم گئے تو دریا سے خاک اور آگ سے نمی نکال لے)

Marfat.com

چوتھی مجلس (۴) پہلی ماہ رمضان روز جمعہ۔ آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کی سعادت نصیب ہوئی، اِس زمانہ کے مشایخ اور اُن کے سجادوں کے متعلق بات آگئی، بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ صاحبِ سجادہ اِس زمانہ میں کون اور کہاں ہیں، صاحبِ سجادہ اُسے کہتے ہیں جو تینوں راہ طے کئے ہوئے ہو اور اس کے نشیب و فراز سے واقف ہو جادہ کی تعریف ہے اَلجَادَۃُ الطَّرِیقِ (جادہ طریق ہے) طریق راہ کو کہتے ہیں۔ حاصلِ سجادہ یہ ہوا کہ جو شخص تینوں راہ طے کئے ہوئے اور اس کے نشیب و فراز سے آگاہ ہو اُس کو صاحبِ سجادہ کہیں گے۔ اوّل راہِ شریعت دوم راہ طریقت سوم راہ حقیقت، جو اِن تینوں راہوں سے محروم ہے اور واقفیت نہیں رکھتا نہ ان راہوں کو طے کئے ہوئے ہے وہ خود صاحب سجادہ نہیں بلکہ وہ اپنی راہ کا شیطان ہے۔ یہ جو بہتوں کو دیکھتے ہو کہ مُصَلَّا پر بیٹھے ہوئے دعویٰ سجادگی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم صاحبِ سجادہ و شیخ ہیں حاشا و کلّا وُ مُصَلَّا نہیں وہ اُن کی راہ کا بُت و زنار ہے ؎

ماہ رویان تیرہ ہوشانند   جاہ جویان دیں فروشانند

Marfat.com

ہمہ در علم سامری دارند | از بروں موسیٰ از دروں مارند
سر بباغ و دلِ زمیں دارند | کہ دل و عقل شرع و دیں دارند
از رہِ شرع و شرط برگشتہ | تشنۂ خونِ یکدگر گشتہ

(حسین چہرہ والے ہوش گم کرنے والے ہیں جاہ طلب کرنے والے دین بیچنے والے ہیں، سب اپنے اپنے کاموں کے علم میں سامری کی طرح ہیں، ظاہر میں موسیٰ نظر آتے ہیں اور اندر میں زہریلے سانپ ہیں، اُن کا خیال باغ میں لگا ہوا ہے، اُن کا دل جوع الارضی کی طرف مائل ہے، کہ عقل و شرع و دین بھی رکھتے ہیں؟ شریعت کی راہ اور اس کے شرائط سے پلٹ چکے ہیں، ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں)۔

ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ مَا الطَّاغُوتُ قَالَ مَا شَغَلَکَ مِنَ الْحَقِّ فَهُوَ الطَّاغُوتُكَ (بُت کیا ہے کہا جو چیز تم کو خدا سے باز رکھے وہ تمہارا بت وزنّار ہے) ہرگز ہرگز ایسے صاحب سجادوں کے دعوؤں پر فریفتہ نہ ہونا اور ان کے نزدیک نہ جانا کہ یہ لوگ اس راہ کے ڈاکو ہیں، کیا خوب کسی بزرگ نے کہا ہے ؎

پوشیدہ مرقع اند ایں خامے چند | برگفتہ بطامات الف لامے چند
نارفتہ رہِ صدق و صفا گامے چند | بدنام کنندۂ نکو نامے چند

Marfat.com

یہ چند خامکار لوگ گدڑی پوش بن بیٹھے ہیں چند زبانی دعووں پر لام قاف لگاتے ہیں، راہِ صدق و صفا میں چند قدم بھی نہیں چلے ہیں نیک لوگ یعنی بزرگوں کے ناموں کو بدنام کرنے والے ہیں)۔

بعد اس کے زہد کے بارے میں گفتگو ہوئی، فرمایا کہ زاہد وہ لوگ ہیں جو اِن صفات سے مُتّصِفْ ہوں جیسا کہ صاحب شرع علیہ السّلام نے بیان فرمایا ہے اَلزَّاهِدُوْنَ فِی الدُّنْیَا وَالرَّاغِبُوْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالرَّاضُوْنَ بِقَضَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَقَدَرِہٖ (زاہد وہ لوگ ہیں جو دُنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے والے ہیں اور آخرت کی جانب رغبت رکھنے والے ہیں، اللہ کے فیصلے اور اللہ کی تقدیر پر راضی رہنے والے ہیں) اے بھائی شیخی اور زاہدی بڑا دشوار کام ہے۔ یہ دولت نفس پرستوں اور خود بینوں کو نہیں دیتے اور جس کو دیتے ہیں بلا استحقاق مفت دیتے ہیں، کسی شخص کو اس کے کاموں، اس کے حکموں پر اعتراض کا حق نہیں وہ حاکم مطلق ہے جو اس نے چاہا وہ کیا اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ (اس کا فعل اپنی مشیت پر ہوتا ہے اور اس کا ارادہ اُس کا حکم ہے) ؎

Marfat.com

ہر چہ خواہد آں کند آں بادشاہ — قادر است او یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ

(وہ بادشاہ ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، وہ قادر ہے اُس کا فعل اس کی منشا پر ہوتا ہے) اے برادر دیکھو ہم سمجھاتے ہیں۔ ہرگز اِس جماعت پر فریفتہ نہ ہونا اور ان دکانداروں پر جن کے متعلق ہم نے کہہ دیا ہے ہرگز نازاں نہ ہونا اِس لئے کہ یہ لوگ راہبر نہیں بلکہ راہ کھوٹی کرنے والے لیٹرے ہیں، پھر فرمایا کہ ساری چیزوں کی جڑ کمال ایمان ہے، اِس کے بعد شیخی و زاہدی کمال ایمانی کا کوئی طالب نہیں، بلاشبہ اگر کمال ایمان کی طلب میں ہوں تو کمال ایمان تک پہونچ جائیں اور مطلوب و مقصود حاصل ہو جائے، لیکن جس کو بھی دیکھو شیخی و زاہدی و عابدی کا طالب ہے اور یہ تمام چیزیں مطلوب و مقصود کے لئے حجاب ہیں یعنی محرومی کا سبب ہیں، اس کے باوجود یہ لوگ اِس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم مطلوب و مقصود کو پائے ہوئے ہیں۔ مانا کہ یہ سب ہوا لیکن جب تک کمال ایمان کے طالب نہیں ہوتے اہل معرفت کی نظر میں گویا ابھی تک وہ مسلمان بھی نہیں ہوئے ہیں ؎

صوفی و سبز پوش شد و شیخ چلہ دار — ایں جملہ شدی و لے مسلماں نہ شدی

(تم صوفی ہو گئے، سبز پوش ہوئے، شیخ چلہ دار بن گئے، یہ سب ہوئے لیکن مسلمان نہ ہوئے)

Marfat.com

لازم ہے کہ بندۂ مومن کو حق تعالیٰ سے پیہم شرم ہو، اس لئے کہ شرم ایمان کے اوصاف میں سے ایک صفت ہے بلکہ یہ شرم ایمان کی روح ہے اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَۃِ الرَّاسِ مِنَ الْجَسَدِ (ایمان میں حیا کا مقام ایسے ہے جیسے بدن میں سر) جس شخص کو شرم نہیں، ایمان نہیں جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی طرف اشارہ ہے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَقَالَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا حَیَاءَ لَہٗ (سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمانی صفات میں سے حیا بھی ہے اور پھر دوسری جگہ ارشاد ہوا جس کو حیا نہیں اس کو ایمان نہیں) معنی یہ ہوئے شرم ایمان سے ہے یعنی شرم ایمان کی صفتوں میں سے ایک صفت ہے جس کو شرم نہیں ہے اس کو ایمان کا وصف نہیں ہے، گویا ایک درخت بے میوہ و بے منفعت ہے، ایسا درخت جس میں پھل نہ آتا ہو ظاہر ہے کہ کیا ہے۔

پانچویں مجلس (۵)

بارہویں ماہ مذکور روز شنبہ، آستانہ عالیہ کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ جاہل قاضیوں کے فتوے اور ان کے احکام کے متعلق بات آگئی بندگی مخدوم جہاں شرفہ اللہ نے فرمایا، وہ جو سُنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے

Marfat.com

قَاضٍ فِی الْجَنَّۃِ وَقَاضِیَانِ فِی النَّارِ (تین میں ایک قاضی جنت میں ہوگا اور دو قاضی آگ میں) تو قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں، ایک قاضی تو وہ ہیں جو قاضی عالم ہیں، اور اپنے علم کے ذریعہ شرع شریف کو جیسا کہ اس کا حق ہے، نافذ کرتے ہیں اور اس کے نفاذ میں لالچ یا کسی سے کوئی امید نہیں رکھتے، ایسے قاضی بہشت میں ہوں گے جیسا کہ قرآن واضح فرما رہا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے کہ ان کی مغفرت ہوگی اور بہت بڑا اجر ملے گا) ایمان کے بعد عمل صالح کیا تو اس وعدہ میں داخل ہو گئے، دوسرے قاضی وہ ہیں جو عالم تو ہوتے ہیں مگر احکام شرعیہ کو رشوت کے ذریعہ نافذ کرتے ہیں، اپنے فیصلے اور اپنے حکم کرنے میں توقع طمع امید و لالچ مدعی و مدعا علیہ سے رکھتے ہیں، ان کا کوئی حکم کوئی کام بغیر طمع کے نہیں ہوتا ؎

ہر آں قاضی کہ رشوت خوار باشد　　مقام وے ہمیشہ نار باشد

(جو قاضی رشوت لیتا ہے بیشک اس کی جگہ آگ میں ہے)

تیسرا قاضی وہ قاضی ہے جو جاہل ہے اور امور شرعیہ کو اپنی جہالت کے ساتھ

Marfat.com

افذ کرتا ہے سہ

جہل چوں آتش بود اندر نہاد عالمے از وے بسوزد اے جواد

انسانی طبیعت میں جہالت آگ کی طرح ہے' اے شریف النفس یہ ایسی آگ ہے جس سے ایک عالم جل سکتا ہے) انہیں دو طرح کے قاضیوں (حکام وقت) کے متعلق حکم ہے کہ قاضیان فی النار سہ

چراغ عقل و دانش پیش خود را وگرنہ در چہ افتی سرنگوں سار

(عقل و دانش کا چراغ اپنے سامنے رکھو ورنہ سر کے بل جہالت کے کنواں میں گر جائیگا)

ایسے ہی ہر دو قاضی دوزخی ہیں' اِلَّا اَنْ یَعْفُوَ اللّٰهُ بِفَضْلِهٖ وَكَرَمِهٖ (لیکن یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے معاف کر دے) اسی معنی کی ایک حکایت بیان فرمائی گئی کہ ایک شہر میں ایک شیخ تھے اور ایک دانشمند (عالم) دونوں کے گھروں کا دروازہ ایک دوسرے کے برابر تھا اور ان دونوں میں بڑی دوستی تھی۔ جب اس شہر کے قاضی کا انتقال ہوا' اللہ کی مصلحت اسی دانشمند کو اس شہر کے قاضی کا عہدہ مل گیا۔ ایک مدت کے بعد حسب عادت قدیم شیخ کے گھر کی لونڈی تھوڑا گیہوں آٹا پیسنے کے لئے لے کر اس دانشمند (قاضی) کے گھر گئی۔ آٹا پیس کر لئے آ رہی تھی کہ شیخ کی نظر پڑ گئی۔ شیخ نے

Marfat.com

اُس لونڈی سے پوچھا کہ تیرے سَر پر کیا چیز ہے ؟ لونڈی نے جواب دیا تھوڑا گیہوں دانشمند کے گھر لے کر گئی تھی وہاں سے پیس کر لا رہی ہوں شیخ نے کہا یہیں پر رکھ دے اور تو جا۔ اپنے مریدوں میں سے ایک مرید کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اِس آنٹے کو لے کر جاؤ اور پورے شہر میں گشت کرو اور یہ صدا لگاتے جاؤ کہ یہ آنٹا قاضی کی چکّی کا پسا ہوا ہے ہے کوئی جو لے ' جو قبول کرے اُس کو دیدو۔ حسب الحکم وہ مرید آنٹا لے کر گیا اور تمام شہر میں گشت لگائی لیکن کِسی نے قبول نہ کیا۔ آنٹا شیخ کے حضور میں واپس لے آیا اور ماجرا بیان کیا کہ جس نے یہ سُنا کہ قاضی کی چکّی کا پسا ہوا ہے ' قبول نہ کیا۔ شیخ نے کہا اچھا لے جاؤ اور اِس آنٹے کو دریا یا تالاب میں ڈال دو۔ وہ لے گئے اور آنٹا کو پانی میں ڈالدیا۔ بعد اس کے شیخ نے قسم کھائی کہ جب تک میں زندہ ہوں اس پانی کو نہ پیوں گا بندگی مخدوم جہاں شرفہ اللہ نے فرمایا کہ اس زمانے کے قاضی (حاکم) کی چکی کا یہ حال ہے جو تم نے سُنا۔ اِس زمانہ کے قاضیوں (حاکموں) پر حسرت و افسوس ہے کل قیامت کے دِن ان کو معلوم ہوگا کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ معاملہ بالکل برعکس ہوگا ؎

Marfat.com

سَوْفَ تَرٰی اِذَا انْجَلَی الْغُبَارُ
اَتَحْتَكَ فَرَسٌ اَمْ حِمَارُ

(بہت جلد تم پر یہ ظاہر ہو جائے گا جب یہ غبار تمہاری نظروں سے ہٹ جائیگا کہ تمہاری سواری میں گھوڑا ہے یا گدھا۔) آج مسند میں آکر جو اچھا معلوم ہو کرگذریں اور جو جی چاہے وہ نافذ کریں مگر کل قیامت کے دن اس احکم الحاکمین جل جلالہٗ کے سامنے جب نامۂ اعمال پیش ہوگا اور دعویداران حاضر ہوں گے اُس وقت کیا جواب دیں گے مصرعہ:۔

فردا کہ کند خمار کامشب مستی

ایسے قاضیوں (حاکموں) کے بارے میں بڑی سخت وعید آئی ہے جیسا کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا ہے مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا فَكَاَنَّمَا ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ (جو قاضی بنایا گیا گویا وہ ذبح کیا گیا بغیر چھری کے)۔ ہارون رشید کے عہد میں امام اعظم (ابو حنیفہ) رضی اللہ عنہ کے ساتھ عہدۂ قضا قبول نہ کرنے کے سبب کیا کچھ نہ ہوا ہے کیا کیا مصیبتیں اور کیا کیا سختیاں آپ نے نہ اُٹھائیں یہاں تک کہ قیدخانہ میں بھی ڈالدئے گئے اور وہیں قیدخانہ میں جان دیدی لیکن آپ نے قضا قبول نہ کی ؎

Marfat.com

آنانکہ ہمیشہ در نمازاند	پندار کہ محرمانِ راز اند
باہیچ کسے نیاز شاں نہ	اِلّا کہ بذکر بے نیاز اند
در بوتۂ فقر می بسوزند	با اندرہ خویش می بسازاند
یکبار بریدہ از دو عالم	وز دون خدا در احتراز اند

(جو لوگ ہر لمحہ نماز کی کیفیت سے متصف ہیں یقین مانو وہی لوگ محرم راز ہیں، کسی غیر سے ان کی نیاز مندی نہیں ہے۔ ذکر الٰہی میں رہ کر ماسوا سے بے نیاز ہیں، فقر کی بھٹی میں جلتے رہتے ہیں، خود کو غم محبوب کا ساز گار بنالیا ہے، آن واحد میں ہر دو عالم سے جُدا ہو جاتے ہیں، خدا کے سوا سے ہمیشہ پرہیز کرتے ہیں۔)

چھٹی مجلس (۶) انیسویں ماہ مذکور، آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مقطعات قرآن کی بات آگئی، ایک عزیز نے عرض کی امام زاہدی تفسیر میں آیا ہے کہ مصطفٰے علیہ السّلام نے قرآن تلاوت کرنے والے کے حق میں فرمایا ہے کہ قرآن کے ہر حرف کے بدلے میں جو اُس نے پڑھا ہے اُس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائنگی اور دس بُرائیاں دُھل جائیں گی اور دس درجے اس کے نام کے بلند کئے جائیں گے اور آخر حدیث میں ارشاد فرمایا ہے لَا اَقُوْلُ الٓـمّٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ

Marfat.com

بِالْاَلِفِ عَشَرَۃٌ وَ بِاللَّامِ عَشَرَۃٌ وَبِالْمِیْمِ عَشَرَۃٌ

(لیکن میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے، لیکن حال یہ ہے کہ الف کے عوض دس اور لام کے عوض دس اور میم کے عوض دس) اس کا سبب کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٓمّٓ کو حرف نہ کہوں، بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ یہ درمیان اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک راز ہے تو اس کو حرف نہیں کہہ سکتے۔ اگر حرف کہیں تو مقطعات کے ذریعہ ابتدا کا کمال ختم ہو جائے گا، اس لئے کہ اگر حرف کہتا ہوں تو اس کے الفاظ معلوم ہیں اور مقطعات میں ابتدا معلق ہو اس کے لفظ کے اعتبار سے بھی اور معنی کے اعتبار سے بھی جس طرح مقطعات کے معنی معلوم نہیں ہیں اسی طرح اس کے الفاظ بھی معلوم نہیں پس اسی سبب سے حرف نہیں کہہ سکتے اور وہ جو یہ فرمایا ہے کہ بِالْاَلِفِ عَشَرَۃٌ (الف کے عوض دس) وَ بِاللَّامِ عَشَرَۃٌ (لام کے عوض دس) وَ بِالْمِیْمِ عَشَرَۃٌ (میم کے بدلے دس نیکیاں) یہ بیان مقطعات کے حروف کے متعلق نہیں ہے بلکہ یہ بیان مقطعات کے پڑھنے کے ثواب کا ہے، پھر اسی عزیز نے عرض کی کہ ایک دوسری کتاب میں آیا ہے کہ مقطعات کی

Marfat.com

چند قسمیں ہیں۔ بعض تین حرف کے، بعض دو حرف کے، بعض ایک حرف کے ہیں۔ اِس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مقطعات حروف ہوئے، بندگی مخدوم جہاں شرف اللہ نے فرمایا کہ تعداد مقطعات سمجھانے کے لئے بتلائی گئی ہے اور خداوند تعالیٰ کی حکمت بالغہ کو بیان کرنے کے لئے یہ کہ اِس میں بھی خدا کی حکمت ہے جو بعض تین حرفی ہیں اور بعض دو حرف کے اور بعض ایک حرف کے۔ اِس کے بعد قرآن اور توریت کا ذکر ہوا بندگی مخدوم عظمۃ اللہ نے فرمایا کہ توریت اتنا ضخیم تھی کہ اسّی اونٹوں کا وہ بار تھی جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے اور اس میں تمام حکمتیں صاف صاف کھلی کھلی پوری صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہیں، اِس لئے کہ اُس زمانہ میں اجتہاد نہ تھا، اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پوری یاد تھی۔ موسیٰ علیہ السّلام کے تشریف لے جانے کے بعد بخت نصر پیدا ہوا، اس نے بیت المقدس کو تباہ کیا اور توریت کو جلا دیا۔ بنی اسرائیل توریت کے زائل ہونے سے سخت پریشان ہوئے، کہنے لگے کہ کام کیسے چلے گا اِس لئے کہ توریت جلا دی گئی اور موسیٰ علیہ السّلام رحلت فرما گئے۔ اِسی سبب سے یہ لوگ سخت مضطرب اور پریشان تھے، لیکن اللہ کی عنایت بنی اسرائیلیوں کے ساتھ

Marfat.com

پہلے سے تھی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ نے اُن میں پیدا کیا' عزیر علیہ السلام بنی اسرائیلوں میں آئے اور فرمائے کہ مجھے توریت یاد ہے، تم لوگ لکھ لو۔ بنی اسرائیل خوش ہو گئے۔ عرض کی فرمایا جائے کہ ہم لوگ لکھ لیں' اُنہوں نے لکھوا دی جو شتر اونٹ کا بوجھ ہو گئی۔ بنی اسرائیلیوں کے دلوں میں یہ خطرہ گذرا اور شیطان لعین نے یہ وسوسہ ڈالا کہ معلوم نہیں یہ نوشتہ اصل توریت کے مطابق ہے یا نہیں۔ دوسری توریت تلاش کرنی چاہیئے تاکہ تصدیق ہو سکے۔ اگر اس کے موافق ہوئی تو قبول کریں گے۔ چنانچہ سابق توریت کی تلاش میں سرگرم ہوئے۔ ایک مدت کے بعد ایک بوڑھی عورت ظاہر ہوئی۔ اس نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک توریت دفن کرا دی گئی تھی۔ اُس جگہ کو میں جانتی ہوں، تم سب وعدہ کرو کہ اگر مل جائے گی تو مجکو کیا کیا انعام دو گے۔ سبھوں نے مختلف انعامات کا وعدہ کیا۔ اس عورت نے وہ جگہ دکھلادی۔ جب کھدائی ہوئی تو وہ توریت دفن شدہ مل گئی۔ ہر ایک شخص نے حسب وعدہ اس کو انعام دے کر خوش کر دیا۔ بعد اس کے مقابلہ کیا گیا تو ایک حرف ایک نقطہ ایک اعراب کا فرق نہ تھا۔ بنی اسرائیلیوں کے ایمان میں تزلزل آ گیا' وہ پھر گئے

Marfat.com

اور یہ کہنے لگے کہ آدمی کی وسعت اور قوت سے یہ باہر ہے کہ اتنی بڑی کتاب جو ستر اونٹوں پر بار ہو کوئی یاد رکھ سکے، لہٰذا یہ عزیر آدم زاد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ اس سے ان کے ایمان میں لغزش آگئی۔ اس کے بعد مخدوم جہاں نے فرمایا کہ جو کچھ توریت، انجیل، زبور اور دوسرے صحیفوں میں تھا وہ سب قرآن میں ہے اور یہ برسبیل ایجاز و اختصار ہے، قرآن کو اللہ تعالیٰ نے صحف فرمایا ہے۔ بنابریں اگلے صحیفوں کے معنی قرآن میں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ (اللہ کی طرف سے رسول ہیں جو پڑھتے ہیں پاک کتاب کو وہ بہت مضبوط کتاب ہے (جس میں بہت مضبوط باتیں لکھی ہوئی ہیں)۔

ایک عزیز نے عرض کی کہ قرآن کو فرقان کس سبب سے کہتے ہیں؟ فرمایا کہ قرآن کفر اور ایمان، حق و باطل، علم و جہل، طاعت و معصیت اور نور و ظلمت ہدایت و گمراہی اور اسی طرح دوسری چیزوں میں فرق کرنے والا ہے، اسی سبب سے فرقان کہتے ہیں۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا (کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی جانب جنہوں نے ظلم کیا) تو اَلَّذِیْنَ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ اَی لَا تَنْظُرْهَا

Marfat.com

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ (دیکھو مت دیکھو اور نہ رُخ کرو) حق سبحانہٗ تعالیٰ ظالم کے چہرے کو دیکھنے سے منع فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس کے چہرے کی طرف نظر نہ کرو' ظالم کے چہرے کو دیکھنا حرام ہے۔ اگر عدل اور ظلم ملے ہوئے ہوں یعنی یہ دونوں چیزیں کسی میں پائی جائیں تو ایسی صورت میں خوف نہیں ہے۔ اِس لئے کہ وہ ایک صورت میں عادل ہے اور عادل کے چہرے کو دیکھنے کی ممانعت نہیں ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ بعض وجوہ سے ظلم کفر سے بھی بڑھا ہوا ہے اور کسی طرح بھی ظلم کرنا بہتر نہیں ہے' اِس لئے کہ ظلم کی کثرت کفر کی طرف لے جاتی ہے۔ کافر کے چہرے پر نظر ڈالنی حرام نہیں ہے' لیکن ظالم کے چہرے کا دیکھنا حرام ہے۔ اِس سے ظاہر ہوا کہ ظلم کفر سے بڑھا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا ہے اَلْمُلْکُ یَبْقٰی مَعَ الْکُفْرِ وَلَا یَبْقٰی مَعَ الظُّلْمِ (ملک سلطنت کی بقا کفر کے ساتھ رہ سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ نہیں)۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک شہر میں ایک امیر اور ایک بزرگ رہتے تھے۔ وہ امیر بڑا ظالم تھا۔ لاکھ چاہتا تھا کہ ان بزرگ کی قدمبوسی کی سعادت سے مشرف ہو لیکن یہ سعادت اس کو نصیب نہیں ہوتی تھی۔ جب جب وہ ان بزرگ کے آستانہ پر جاتا وہ بزرگ اس کو جواب کہلا دیتے کہ ظالم کے

Marfat.com

چہرے کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے۔ میں تمہارا چہرہ نہیں دیکھوں گا۔ ایک دن وہ امیر گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں گیا تھا واپس آرہا تھا، وہ بزرگ کسی ضرورت کے لئے اپنے گھر سے نکلے تھے۔ راہ میں اس امیر کی نظر بزرگ پر پڑی۔ ان بزرگ نے چاہا کہ دائیں بائیں اِدھر اُدھر ہو جائیں تا کہ اس ظالم کا چہرہ نہ دیکھیں۔ جب کوئی راہ نہ ملی مجبورًا اپنے چہرۂ مبارک کو دیوار میں زور سے سٹا لیا۔ وہ امیر گھوڑے سے اُتر آیا اور نزدیک جا کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اب کیا کیجئے گا۔ ان بزرگ نے کہا جہاں تک میری قدرت میں تھا میں نے کیا ہے

در حضورِ حق چرا بدکارۂ	فتنہ جو و ظالم و خونخوارۂ
گر ترا صدق است گو ایماں کجاست	ایں تعذر ہائے تو بہر چراست
حق تعالیٰ ناظرِ احوال ہاست	بے گماں او سامعِ اقوال ہاست

(اللہ کے حضور میں تو اس درجہ بدکار، فتنہ جو، ظالم و خونخوار کیوں ہے؟ اگر تجھ میں سچائی ہے تو تو ہی بتا کہ ایمان کا کچھ پتہ بھی ہے؟ پھر ایسے حال میں تیرا یہ عذر معذرت کس لئے ہے۔ حق تعالیٰ تمام حالات کا دیکھنے والا ہے، بلاشبہ وہ ساری باتوں کا سننے والا ہے۔) ہر چند اس ظالم امیر نے الحاح وزاری کی اور معذرت چاہی

Marfat.com

مگران بزرگ نے اس ظالم کا چہرہ نہ دیکھنا تھا نہ دیکھا۔ آخر وہ امیر سوار ہو کر چلا گیا اور یہ بزرگ اپنے گھر چل دیے ؎

طاعتے کن روئے بتاب از گناہ   تا نشوی چوں خجل آں عذر خواہ

(دیکھ بندگی کر اور گناہ سے مُنہ موڑ تا کہ تو اس عذر خواہ کی طرح شرمندہ نہ ہو)

پھر عزیز نے عرض کی کہ ظالم کی تعظیم کرنی چاہیے یا نہیں؟ بندگی مخدوم نصرہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ظالم نے کسی بزرگ کی خدمت کی اور اس نے جس مقدار میں دین کا احترام اور دین کی تعظیم کی (تنا اس نے عدل کیا محض اسی سبب سے اگر کرے تو کی جاسکتی ہے۔ اِس لئے کہ جس نے دین کی تعظیم کی وہ تعظیم کا مستحق ہوا۔ اِس کے بعد فرمایا کہ ایک زمانہ میں اگلے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا جس کا ظلم بہت بڑھا ہوا تھا۔ اُس زمانہ میں ایک مذکِر تذکیر کر رہے تھے (یعنی ایک مولینا وعظ کہہ رہے تھے) کہ ایک شخص آکر کھڑا ہوا اور اُس نے سوال کیا کہ مولینا یہ حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکر ہے کہ اَلْمُلْکُ یَبْقیٰ مَعَ الْکُفْرِ وَلَا یَبْقیٰ مَعَ الظُّلْمِ ہم لوگوں کے زمانہ میں اِس درجہ ظلم ہوتا ہے اور دیکھتا ہوں کہ مُلک قایم ہے؟ مولینا نے کیا بہتر جواب دیا ہے، کہا کہ ظلم کفر کی حد کو پہونچ گیا ہے اِس لئے تم

Marfat.com

ملک کی بقا دیکھ رہے ہو، اِس ملک کی بقا ظلم کے ساتھ نہیں ہے بلکہ یہ کفر کے ساتھ باقی ہے۔ ہزار افسوس ہے ان مسلمانوں پر جو ظلم کرتے ہیں اور اپنے کئے ہوئے ظلم کو ظلم نہیں جانتے ؎

رسمِ ستم نیست جہاں یافتن ملک بانصاف تواں یافتن
مملکت از عدل شود پائدار کارِ تو از عدلِ تو گیرد قرار
عدل کن و ظلم ز عالم دراہے تا بود از عدل تو عالم بپائے۔

(ظلم کا خاصہ نہیں کہ اس سے بادشاہت ملے، انصاف سے ملک حاصل ہوتا ہے بادشاہت عقل سے تقویت پاتی ہے، تمہارے کام میں تمہارے انصاف ہی سے پائیداری آئے گی۔ انصاف کرو عالم سے ظلم کو نکالو تاکہ تمہارے انصاف کے ذریعہ عالم میں پائیداری آئے۔)

ساتویں مجلس (۷) پچیسویں ماہ مذکور روز شنبہ، آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس غریب نے عرض کی کہ حدیث مصطفیٰ و کلام مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں آیا ہے کہ خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ فِیْ ظُلْمَۃٍ ثُمَّ رَشَّ عَلَیْہِ مِنْ نُّوْرِہٖ (حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو تاریکی میں پیدا فرمایا پھر اپنے نورپاک سے منور کردیا)

Marfat.com

یہ جو فرمایا کہ خلق کو اندھیرے میں پیدا کیا، یعنی مخلوقات تاریکی میں پیدا ہوئے ہیں ثُمَّ رَشَّ عَلَیْهِ مِنْ نُوْرِهٖ (پھر اپنے نور سے منور کر دیا) ان جملوں کے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ جملہ مخلوقات کی پیدائش دراصل تاریکی میں تھی، یعنی مخلوقات اندھیرے میں پیدا ہوئے ہیں بعد اس کے ثُمَّ رَشَّ مِنْ نُوْرِهٖ اس کے نور سے روشن ہو گئے۔ ہر ایک نے اپنی استعداد کے مطابق روشنی لی اور منور ہوئے تو مخلوقات میں جو نور ہے وہ بادشاہ تعالیٰ کے نور سے بلا تجزی و تبعیض (یعنی بلا علحدہ کئے ہوئے یا بانٹ کر دئے ہوئے) کے عنایتی ہے۔ یوں سمجھو کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو رات کی سیاہی اس کی روشنی سے منور ہو جاتی ہے، لیکن یہ بلا تجزی و تبعیض کے ہوتا ہے، نہ یہ کہ تاریکی بڑھ جاتی ہے اور آگے ہو جاتی ہے، یا تاریکی روشنی ہو جاتی ہے، یا آفتاب کی ذات میں یعنی نفس آفتاب میں کچھ کمی آ جاتی ہے۔ تاریکی اور چیز ہے اور روشنی اور چیز ہے، بلکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں؛ اور اسی طرح چاند کی روشنی آفتاب نکلنے پر چھپ جاتی ہے اور بعض ستارے چاند کی شعاع کے آگے معدوم ہو جاتے ہیں (کیونکہ چاند بادشاہ ہے) بعد اس کے

Marfat.com

ارشاد ہوا کہ جس طرح اِس حدیث شریف یعنی حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ (ابرار کی نیکیاں مقربوں کے لئے گناہ ہیں) کے معنی دشوار معلوم ہوتے ہیں کہ فرمایا حضورؐ نے کہ نیک بختوں کی نیکیاں مقربوں کی بُرائیاں یا گناہ ہیں، حَسَنَہ دوسری چیز ہے اور سَیِّئہ دوسری چیز ہے، بلکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ حَسَنَہ، سَیِّئَہ یعنی نیکی بُرائی کیونکر ہو جائے گی؟ جواب اس کا یہ ہے کہ نیک کاروں کی نیکیاں مقربوں کی بُرائیاں یا گناہ اس معنی کر ہے کہ حسنہ ابرار یعنی ابرار کی نیکی بڑی چیز ہے اور مقربوں کی نیکی اس سے کہیں بڑی اور افضل تر ہے جبکہ مقربان فضل میں افضل ہیں تو اُن کے حق میں اُن کے مقام کے لحاظ سے سَیِّئہ گناہ کہا گیا۔ ان کے درجات کی بلندی گرچہ بنفسہٖ حسنہ ہے لیکن بہ نسبت احسن ناقص ہے۔ اسی معنی کر حضور نے فرمایا ہے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ واللہ عالم۔ بعد اِس کے فرمائے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے یہی زلت (چوک) ہوئی ہے، اس لئے کہ آپ افضل سے بھی فاضل تر ہیں اور وہ قصہ یہ تھا کہ جب خدائے تعالیٰ کا آدم علیہ السلام کو فرمان پہونچا کہ قُلْنَا یَا اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ

Marfat.com

الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (ہم نے کہا کہ اے آدم طمانیت اختیار کرو تم اور تمہاری
بیوی جنت میں اور کھاؤ اس میں بے دریغ جہاں سے چاہو' مگر تم دونوں اس
درخت کے قریب مت جاؤ تو ہو جاؤ گے تم دونوں نافرمانوں میں) آدم اور حوّا
علیہما السّلام پر تمام بہشت اور اس کی تمام نعمتیں حور و قصور' اشجار و انہار
اور ساری چیزیں وہاں کی گیہوں کے ایک درخت اور اس کی تمام جنس
(تمام قسم گیہوں) کے سوا آدم و حوّا علیہما السّلام پر مباح و جائز کر دی گئی تھیں
جب آدم علیہ السّلام بہشت میں داخل ہوئے تو کوئی چیز اُن کی نظر میں اتنا
نہ بھائی مگر وہی درخت گیہوں جس سے منع فرمایا گیا تھا۔ نظر پڑتے ہی وہ
درخت نہایت لطیف اور اچھا معلوم ہونے لگا۔ آدمی کی خاصیت ہے کہ
جس چیز سے رُوکا جائے اس چیز کی طرف اس کی رغبت اور خواہش زیادہ
ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اَلْاِنْسَانُ حَرِيْصٌ فِيْمَا
مُنِعَ لَهٗ (انسان کا خاصہ ہے کہ جس چیز سے رُوکیے اُس کی طرف لپکتا ہے) آدم
علیہ السّلام نے اپنے اجتہاد اور شیطان کے وسوسہ سے اس جنس میں سے
کھا لیا یعنی اس درخت سے نہیں کھایا جس کی طرف اشارہ فرمایا گیا تھا بہشت

Marfat.com

میں قسم گیہوں کے (یعنی اس جنس کے) بہت سارے درخت تھے۔ آدم علیہ السلام کی طبیعت چاہی تو کہا کہ عین یہ ایک درخت میرے لئے منع ہے دوسرے درخت سے نہیں روکا گیا ہے، بس کھا لیا۔ اس اجتہاد میں چوک ہو گئی (یعنی اس رائے کے قائم کرنے میں غلطی ہو گئی) چاہیئے تھا کہ احتیاط فرماتے یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے ان سے پوچھتے اس لئے کہ کھانے کی کوئی ایسی ضرورت نہ تھی کیونکہ بہشت میں کھانے کی دوسری چیزیں بہت تھیں لہٰذا معذور نہیں ہیں کوئی سبب عذر کا نہیں ہے۔ جب اجتہاد یعنی اپنی رائے اور شیطان کے وسوسہ سے کھا لیا تو وہ فضیلت جو افضل یعنی بہت بڑی فضیلت تھی ترک ہو گئی تو یہ کہا گیا کہ عَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ (آدم سے رب کی منشا سمجھنے میں چوک ہو گئی) عتاب آیا سر سے تاج خلافت اور بدن سے حلۂ بہشتی اتار لیا گیا یوں ہوا کہ حلۂ بہشتی وہ بہشت کا کپڑا جسم مبارک سے اڑ گیا، آپ نے اپنے اس حصۂ جسم کو جس کو چھپانے کا حکم ہے کبھی نہیں دیکھا تھا، آپ کے ناف کے نیچے ایک نور تھا کہ جب کبھی نظر نیچی فرماتے وہ نور آنکھوں کی روشنی کے درمیان پردہ بن جاتا۔ جب وہ نورانی پردہ علیحدہ ہو گیا، اپنے اس حصۂ جسم پر نظر پڑی تو خوف پیدا ہوا کہ کہیں فرشتے وغیرہ

Marfat.com

کبھی نہ دیکھ لیں، بہشت میں دوڑنے بھاگنے لگے۔ کبھی اس درخت سے اور کبھی اُس درخت سے پتے مانگتے تاکہ اپنے اس جسدِ جسم کو جس کا کھلنا دُرست نہیں ہے چھپالیں فرمان آیا اَفِرَارًا مِنِّیْ یَا اٰدَمُ عرض کی لَا بَلْ حَیَاءً مِّنْكَ معنی یہ ہوئے کہ مجھ سے بھاگتا ہے اے آدم! آدم علیہ السّلام نے جواب دیا اے رب ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ تجھ سے شرم آتی ہے۔ فرمان ہوا بہشت سے نکل جاؤ۔ جب بہشت کے در پر پہونچے تو انجیر کے درخت نے پتّہ دیا۔ الغرض آدم علیہ السّلام بہشت سے سراندیپ میں اُتارے گئے اور حوّا علیہا السلام جدّہ میں سمندر کے کنارے ڈال دی گئیں۔ امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں آیا ہے کہ سراندیپ سے جدّہ تک سات سو فرسنگ کی راہ ہے۔ بعد اس کے ان لوگوں کی قرارگاہ دُنیا ہوئی جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں بتلایا ہے وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (اور تم لوگوں کو زمین میں ٹھہرنا ہے اور تم لوگوں کے لئے اس میں منافع ہیں ایک معینہ وقت تک کے لئے)۔ بعد اس کے مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ یہ ماجرا خلق کی روش کے مطابق عمل میں آیا ہے۔ چنانچہ

Marfat.com

دُنیا وی بادشاہوں کی رسم وروش یہی رہی ہے کہ جب کسی بادشاہ کا ملازم گناہ (نافرمانی) کرتا ہے تو اس کو اپنے سامنے سے دُور کردیتے ہیں اور قیدخانہ میں بھیج دیتے ہیں، اِسی طرح آدم علیہ السّلام سے لغزش ہوگئی تو اُس بادشاہ تعالیٰ نے قیدخانۂ دنیا میں بھیج دیا کہ یہ دنیا مومنوں کا قیدخانہ ہے۔ جیساکہ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے اَلدُّنیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَجَنَّةُ الْکَافِرِیْنَ (دنیا مومن کا قیدخانہ ہے اور کافر کے لئے جنّت) اسی مضمونؔ کو مولنا روم یوں فرماتے ہیں ؎

منصب ابلیس دیو است این جہاں   حبس مومن این بود لے دوستاں
تاکہ مومن را نباشد ہیچ کام   در نعمہائے دُنیا والسّلام

(دیو اور شیطان کی یہ دُنیا ٹھہرگاہ ہے، دوستو مومن کے لئے تو دنیا قیدخانہ ہے۔ مومن کے لئے دنیا کی یہ نوعیت اِس لئے رکھی گئی ہے کہ وہ دنیا کی ضرورت نہ سمجھے اور نہ دنیاوی نعمتوں کی، اللہ ہمیں اِس فکر کی سلامتی بخشے)۔

آٹھویں مجلس (۸) ماہ مذکور کی آخری تاریخ روز پنجشنبہ، آستانۂ عالیہ کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا، علم وعمل کے باب میں سوال کرنے اور اس کے جواب دینے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی،

Marfat.com

ندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ جب کوئی علمی سوال کرے تو جواب سایل کی حیثیت اور اس کے استفادہ کے مطابق دینا چاہیے۔ چنانچہ ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص نہایت قیمتی کپڑے پہنے ہوئے ایک بزرگ کی خدمت میں آیا اور اُس نے سوال کیا مَا الزُّهْدُ (زہد کیا ہے؟) یہ شخص مال کی محبت رکھنے والا تھا، اُن بزرگ نے اس کے استفادہ کے مطابق یعنی جس سے اس کو دینی فائدہ پہونچے وہی جواب دیا اُنھوں نے کہا کہ تَرْكُ الْمَالِ مال کے ترک کرنے کا نام زہد ہے۔ جواب دینے والے کو چاہیے کہ جواب سایل کی حیثیت اور اسکی سمجھ کے مطابق دے تاکہ وہ نفع اُٹھائے جیسا کہ حضور کی حدیث میں آیا ہے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ (لوگوں سے ان کی عقل کی سطح کے مطابق بات کرو) اور اسی کو کسی بزرگ نے کہا ہے

قدر فہم مردماں گویم کلام — تا تواند فہم کردن ایں تمام

(لوگوں کی سمجھ کے مطابق میں گفتگو کروں تاکہ لوگ میری گفتگو کو سمجھ سکیں۔)

اگر کوئی شخص کسی بزرگ سے سوال کرے اور وہ بزرگ اپنے مقام سے جواب دے تو ایسے جواب سے سایل کو کوئی فائدہ نہ پہونچے گا۔ جواب دینے والے کو چاہیے کہ سایل کا بغور مطالعہ کرے کہ جس نے سوال کیا ہے

Marfat.com

اس کو جواب دینے کی حاجت ہے بھی یا نہیں۔ اگر حاجت ہے تو لازم ہے کہ سایل کی سمجھ کے مطابق جواب دیا جائے اور اگر یہ دیکھیں کہ جس نے سوال کیا ہے اُس کے سوال کے جواب دینے میں اُسے کوئی فائدہ نہ ہوگا تو ایسے سایل کا جواب نہ دے دوسری طرح سے ٹال دے، اس لئے کہ وہ فضولی ہے دین کا طالب نہیں ہے۔ دین کی طلب جو اُس پر فرض ہے اس کو اس نے ترک کیا ہے محض فضول یوں ہی پیش کیا ہے۔ روایت ہے کہ ایک اعرابی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ مِنْ غَرَائِبِ الْعُلُوْمِ (یا رسول اللہ مجکو نوادر علوم بتایئے) رحمت عالمیانؐ نے دیکھا کہ سوال اس نے اپنی حیثیت اور سمجھ کے مطابق نہیں کیا ہے (بلکہ یہ سوال اس کی سمجھ سے بالاتر ہے۔) اُس کو دوسری طرح سے جواب دیا اِسْتَعِدَّ الْمَوْتَ (موت کے لئے تیار رہ) بعد اس کے فرمایا کہ اِس زمانہ کے لوگ ایسے ہیں کہ ان پر جو فرض و واجب و مستحب ہے اس کو ترک کرتے ہیں اور حج کو جاتے ہیں اس حال میں کہ شرایط حج ان پر موجود نہیں ہے، بہت ایسے ہیں جو بغیر اجازت ماں باپ کے سفر کی پریشانیاں اُٹھاتے ہیں اور ڈینگیں ہانکتے ہیں کہ میں نے یہ یہ

Marfat.com

چیزیں دیکھی ہیں اور میں نے اتنے سفر کئے ہیں اور ایسے ایسے شیوخ
سے ملا ہوں اور اتنی بڑی بڑی خانقاہوں میں گیا ہوں" اس طرح کے
تمام سفر حرام ہیں۔" پھر فرمایا کہ سفر چار ہے ان میں سے ایک سفر حج
ہے جبکہ زاد و راحلہ اور دوسرے تمام شرائط حج موجود ہوں جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ
إِلَيْهِ سَبِيلًا (اور اللہ کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جو بندہ راہ
کی استطاعت رکھتا ہو)' دوسرا سفر وہ سفر ہے جو روضہ منورہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے ہو' اور تیسرا سفر بیت المقدس کی
زیارت کو جانا ہے' چوتھا سفر علم کی طلب کے لئے سفر اختیار کرنا ہے'
اگر اس شہر میں جہاں کہ وہ رہتا ہے علم حاصل نہیں ہوتا تو علم کی طلب کے
لئے سفر کرے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ
عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ (علم کا طلب کرنا فرض ہے ہر مسلمان مرد و عورت پر)
اور دوسری حدیث میں آیا ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ (علم
طلب کرو گرچہ چین میں ہو)۔ ایک عزیز نے عرض کی کہ بعضے بزرگان جمعہ کی نماز میں
حاضر نہیں ہوتے اس کا کیا سبب ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟ بندگی

Marfat.com

مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ بعضے بزرگوں کو اپنی خلوت (گوشہ نشینی) میں ایک خاص وقت ہے (یعنی ان کا ایک خاص حال ہے) محافظت و رعایت اس وقت یا اس حال کی کرتے ہیں اور نہیں جانے سے اپنے عمل میں کوئی خلل نہیں پاتے، اِس لئے یہ لوگ نفع اور نقصان کو دیکھتے ہیں، جس کام میں فائدہ دیکھتے اُسی کو اختیار کرتے ہیں۔ مسجد میں جانے کی وجہ سے بہت لوگوں سے ملنا جُلنا پڑتا ہے اور اس ملنے جُلنے میں اُن کا وقت خراب ہوتا ہے مسجد جانے سے ان کے کام میں بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے اِسی سبب سے مسجد نہیں جاتے، لیکن یہ بات اس جماعت میں جس کو حاصل ہے اس کے لئے ہے، اگر ہر بوالہوس اور ناکارۂ روزگار جس کا نہ وہ حال ہے اور نہ وقت ہے وہ محض اپنی خواہش اور نفس کے سبب اُن کی اتباع کرنے لگے اور یہی دعویٰ کرے کہ ہمارا خاص حال اور وقت ہے تو فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِیْدًا (بیشک یہ گمراہ ہو گئے اور یہ بڑی دور تک جانے والی گمراہی ہے) اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض لوگ ضعیفی بڑھاپے کی وجہ سے نہ جاتے ہوں، کیونکہ ضعیفی عجز و مجبوری ہے اور مجبور و عاجز شرع میں معذور ہے اگرچہ وہ اس بات کی

Marfat.com

قدرت رکھتے ہیں کہ ان کے ایک اشارہ پر اسپ رواں پیدا ہوجائے
پھر بھی عجز ختم نہیں ہوتا اسی سبب سے مسجد میں حاضر نہیں ہوتے ہیں'
اور بعض بزرگوں کو استغراق حق حاصل ہوا ہے اور اس استغراق
میں اپنا بہت بڑا فائدہ شمار کرتے ہیں۔ مسجد جانے میں اور وہاں جتنی
دیر اُن کو لگے گی لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے ان کے نزدیک ان کے استغراق
میں نقصان ہے اور یہ حدیث احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے
ہی لوگوں کے حق میں جلوہ فرما ہے جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے
مَنْ اَنِسَ بِاللّٰہِ تَوَحَّشَ عَنْ خَلْقِ اللّٰہِ (جسے اللہ سے
اُنس حاصل ہوگیا اُسے لوگوں سے وحشت ہوگی)' لیکن اصل بات یہ ہے
کہ جو عارف جامع مسجد میں حاضر ہو کر فرائض و واجبات، سُنن و مستحبات
بجالائے ایسے عارف کو کامل محفوظ کہیں گے کیونکہ طریقت پر شریعت
کے موافق عمل پیرا ہے اور کوئی فرق اِن دونوں کے درمیان آنے نہیں
دیتا۔ ایک عزیز نے عرض کی ڈولہ (ایسی سواری جس کو کہار یعنی آدمی اُٹھاتے
ہیں) میں سوار ہو کر نماز نفل جائز ہے یا نہیں؟ بندگی مخدوم شرف اللہ
نے فرمایا کہ اللہ بہتر جانتا ہے بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہوگا

Marfat.com

اگر حقیقت دابہ نہیں ہے لیکن وہ معنی جو دابہ (رینگنے والی سواری) میں ہے ڈولی میں موجود ہے، پس نفل ادا کرنا کس سبب سے جائز ہوگا (یعنی جائز نہیں ہونا چاہیئے)۔ اِس کے بعد فرمایا کہ بزرگوں کی یہ روش ہے کہ اِختلافی مسئلہ میں جس قول پر مشقت زیادہ ہو اسی قول کو اختیار کرتے ہیں اور اسی پر نفس کو چلنے کا حکم دیتے ہیں، اِس لئے کہ اس سے نفس کشی ہوتی ہے۔ ہر عامی جوان لوگوں کے قول کو اختیار کرتا ہے تم سمجھ لو کہ اس کے عمل میں بہت خلل ہے اِس لئے کہ اس کا نفس آسودگی اور آسانی چاہتا ہے اور نفس کی خواہش کے مطابق یعنی نفس کی راحت کے ساتھ ٹھیک عبادت نہیں ہوسکتی۔ ایک عزیز نے عرض کی کہ جب سے یہ حدیث دیکھی ہے کہ صَاحِبُ الْقَمِيْصَيْنِ لَا حَلَاوَةَ لِاِيْمَانِهٖ (دو قمیص والے کو ایمان میں کوئی حلاوت نہیں ملتی) میرے دِل میں ایک کھٹک ایک چبھن پیدا ہوگئی ہے کہ اس حدیث شریف سے کیا مراد ہے؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث شریف کی تاویل کی گئی ہے اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ صَاحِبُ الْقَمِيْصَيْنِ یعنی صَاحِبُ الْمَرْاَتَيْنِ لَا حَلَاوَةَ لِاِيْمَانِهٖ (دو بیوی والا ایمان کی حلاوت محسوس نہیں کرتا) پھر فرمایا کہ

Marfat.com

آدمی کو چاہیئے کہ زیادہ بیوی نہ کرے یعنی زیادہ عورت نہ رکھے اِس لئے کہ مرد کی زیادہ بیوی رکھنے سے بڑی فضیحتی ہوتی ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کَثْرَۃُ العِیَالِ قِلَّۃُ المَالِ فَضِیْحَۃُ الرِّجَالِ (عیال کی کثرت، مال کی قِلّت مَردوں کی فضیحت کا سامان ہے) پھر دوبارہ بیان فرمایا کہ صَاحِبُ الْقَمِیْصَیْنَ لَاحَلَاوَۃَ لِاِیْمَانِہٖ حقیقت میں حدیث شریف کا یہ لفظ صَاحِبُ الْقَمِیْصَیْنَ خوب آیا ہے اِس لئے کہ جو شخص دو پیراہن یا دو کپڑے یا کُرتے رکھتا ہے اُس شخص کے مقابلہ میں جو کہ ایک کپڑا یا ایک کُرتہ رکھتا ہے تارک دنیا نہ ہوا۔ اور جو تارک دنیا نہ ہوا اس کو دین کی حلاوت کہاں میسّر ہو! جو چیز کہ تجھے دوست سے دُور کرے بُری ہے اور جو دوست سے نزدیک کرے یعنی جو چیز قرب اِلٰہی کا سبب ہو وہ اچھی ہے اور فرض راہ ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ نے ٹھیک کہا ہے اور دوسرے بزرگ نے بھی خوب کہا ہے ؎

حُبِّ دُنیا ترک کن اندر جہاں ناجمال اللہ را بینی عیاں

؎

درمیانِ ما و حق ایں است حجاب ایں بداں واللہ عالم بالصّواب

Marfat.com

(تم دنیا میں دنیا کی محبت چھوڑ دو، ایسا کرنے سے اللہ کا جمال مشاہدہ کرو گے، میرے اور اللہ کے بیچ یہی حجاب ہے اِس حقیقت کو یقین کر دیہی درست ہے)

نویں مجلس (۹) چوتھی ماہ شوال روز جمعہ، جامع مسجد سے جہاں تمام مومنوں کا مجمع ہوتا ہے بہت بڑی جمعیت کے ساتھ اپنے مقام پر تشریف لائے، بندہ کو آستانہ علیہ دام عالیا کی خاکبوسی کی سعادت نصیب ہوئی. ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی میری تمنّا ہے کہ مخدوم جہاں کے غلاموں کے سلسلے میں منسلک ہو جاؤں، چند مرتبہ اُس نے التماس کی، اس کے بعد وہ شرف بیعت سے مشرف ہوا اور چو گوشیہ ٹوپی (طاقیہ چہار ترکی) عنایت ہوئی، اس وقت گفتگو سعادت و شقاوت (خوش قسمتی اور بدبختی) کے متعلق ہونے لگی، ایک عزیز نے عرض کی کہ ہر انسان کے اندر سعادت اور شقاوت رکھی گئی ہے؟ بندگی مخدوم جہاں شرفہ اللہ نے فرمایا کہ ہر شخص کے اندر جو سعادت و نیک بختی رکھی ہے وہ ماں کے شکم ہی میں رکھی ہے جب تک کہ وہ اس سعادت کو نہیں پاتا اُس کو آرام و قرار نہیں ہوتا، اور جس کی قسمت میں شقاوت بدبختی اور رنج رکھا ہے ماں کے پیٹ ہی میں رکھا ہے۔ یہ

Marfat.com

بدبختی علما کے علم اور حکما کے علاج سے کب دُور ہو سکتی ہے جیسا کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا ہے اَلسَّعِیْدُ مَنْ سَعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَالشَّقِیُّ مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ (نیک بخت وہ شخص ہے جو اپنی ماں کے پیٹ ہی میں نیک بخت قرار دیا گیا اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے شکم ہی میں بدبخت قرار دیا گیا) ؎

من در پئے صبحِ طرب و دل عاشقِ شبہائے غم بدروز مادرزاد را من از کجا مقبل کنم

(میں صبح مسرّت کی دُھن میں ہوں اور دل شبہائے غم کا عاشق ہے، پھر ازلی بدبخت کو میں کیسے مقبول بارگاہ بناؤں)۔ یہ اللہ تعالےٰ کی مصلحت ہے جو کسی کو سعادت اور کسی کو شقاوت کے لئے مخصوص کر لیا ہے جیسا کہ اُس کا فرمان ہے نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَکُمْ (ہم نے قسمت کی ہے تمہارے درمیان) جس کو سعادت کے لئے منتخب فرمایا ہے جتنی سعادت اُس کی قسمت میں رکھی ہے وہ اس سے ظاہر ہوتی ہے اور اس کے دل میں گھر کر لیتی ہے اس سے ہر اقوال و افعال نیک سرزد ہوتی ہیں اور تمام بُرائیاں بالکلیہ دُور ہو جاتی ہیں وہ اپنی خوش بختی کی داد دیتا ہے ؎

شراب ہوا و خدا امر ترا و سر کہ مرا چو قسمت است چہ جنگ است مر او ترا

Marfat.com

(قسّامِ ازل نے تیری قسمت میں شربت اور میرے لیے سر کر رکھا ہے، جب یہ مقرر ہے تو میرا تیرا کیا جھگڑا) پھر فرمائے کہ ایسا بھی ہے کہ بعض آدمی گرچہ بہت زیادہ گنہگار رہے اور اپنے کو شقی و بدنصیب جانتا ہے، یہ جان کر شہسوار کے زین کے تسمہ میں لٹک جاتا ہے تاکہ منزلِ مقصود کو پہونچ جائے (یعنی وہ کسی بزرگ کے قدموں میں اپنے کو ڈال دیتا ہے تاکہ وہ مقبول بن جائے اور مقصود کو پالے) اِسی معنیٰ کو کہا ہے ؎

مورِ مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد   دست بر پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

(بیچاری چیونٹی کو یہ ہوس کہ کسی طرح کعبہ پہونچے آخر اُسے ایک ترکیب سوجھی حرم کے کبوتر کے پاؤں میں لپٹ گئی اور یکایک پہونچ گئی) پھر فرمایا بندہ کی یہ سعادت و شقاوت منجانب اللہ ازلی ہے، اور یہ کسی کو یقینی طور پر معلوم نہیں ہے کہ سعید کون ہے اور شقی کون ہے، لیکن اسبابِ علل سے یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ یہ سعید ہے اور یہ شقی ہے، طاعت و عبادت کی بجا آوری دلیل سعادت ہے اور ابتلائے گناہ و مخالفت شرع دلیلِ شقاوت ہے۔

بعد اس کے فرمائے کہ ایسے لوگ بہت ہیں جو مکہ میں سکونت پذیر ہونے کے باوجود انھوں نے کبھی بھی خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا اور نہ کبھی کسی سال

Marfat.com

حج کیا ہے چونکہ یہ دولت یہ سعادت اُن کے نصیب میں نہ تھی اس کی طرف سے غافل ہیں، یہ کعبہ کی قدر و منزلت کیا جانیں ؎

تو ہمیں جا و ماز تو غافل　　　مکیاں قدر کعبہ چہ دانند

(تو ہمارے قریب ہے اور ہم تجھ سے غافل ہیں سچ ہے مکہ والے کعبہ کی قدر کیا جانیں) بہت سارے لوگ تمام دنیا سے کعبہ کے اشتیاق میں روانہ ہوتے ہیں، بعض پہونچ جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ راہ میں سر ڈالے ہوئے ہیں جو نہیں پہونچ سکے اور راہ میں پڑے ہوئے ہیں ہر سال ان کے نامۂ اعمال میں ایک حج لکھا جاتا ہے ؎

در پذیر اے کعبہ چوں مردم براہ　　　گر نہ کردم حج رہے پیمودہ ام

(اے کعبہ مجکو بھی ان لوگوں کی طرح جو راہ میں ہیں شرف قبولیت عطا فرما گرچہ میں نے حج نہیں کیا ہے لیکن اس راہ میں چلا تو ہوں)۔ پھر فرمایا کہ رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ طیبہ میں چار سو منافق تھے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بہت سارے کام کرنے میں اُن لوگوں کی وجہ سے دشواری ہوتی تھی۔ ان لوگوں کا پاک دل اس سبب سے بہت مضطرب اور پریشان رہتا تھا جب صحابہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

آشکارا فرمانے کے لئے جنگ کو نکلتے تھے تاکہ کفار سے لڑیں یہ منافق قبل اس کے ان کافروں کو یہاں کی خبر پہونچا دیتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب یہ حال دیکھا تو جب ان کو غزوہ (جنگ) کے لئے پچھم کی طرف جانا ہوتا تو وہ پورب کا رُخ کرتے۔ چند منزل پورب چل کر پچھم کی طرف لوٹتے۔ اِس طریقۂ کار سے منافقین حیران رہ جاتے اور صحیح خبر نہیں پہونچا سکتے، بادشاہوں کے لئے یہ جنگی چال سنت ہے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جس کام کو کرنے کا ارادہ فرماتے یہ بدقسمت منافقین اس میں نقصان پہونچانے کی کوشش کرتے اور اُسے بگاڑ دیتے۔ صحابہؓ اپنے کاموں کو کافروں سے نہیں چھپا سکتے تھے اس لئے کہ یہ لوگ ظاہری طور پر نماز جماعت سے پڑھتے، روزہ رکھتے اور ہر ایک یہی کہتا اَنَا مُوْمِنٌ مُخْلِصٌ ہم مخلص مومن ہیں اور قرآن مجید ان لوگوں کے متعلق یہ خبر دیتا ہے وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ؕ

(جب ملاقات کرتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں ہم نے ایمان لایا ہے یعنی ہم مومن ہیں اور جب ملتے ہیں شیاطین سرداروں سے تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں

Marfat.com

ہم تو مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے ہیں یعنی اُن کو بے وقوف بناتے ہیں)۔ پھر فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے قرآن مجید میں سخت وعید آئی ہے اور زبان مبارک سے یہ آیت تلاوت فرمائی قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بیشک منافقین آگ کے نچلے درجہ میں ہوں گے)۔ ایک دوسرے عزیز نے عرض کی کہ جس طرح آدمیوں میں کوئی سعید کوئی شقی ہے کیا اسی طرح سعادت و شقاوت زمین سے بھی متعلق ہے؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ ہاں زمین بھی سعادت و شقاوت رکھتی ہے، جہاں کی زمین ہری بھری کھیتی اور درختان میوہ دار سرسبز و شاداب ہے یہ اس زمین کی سعادت کا ثمرہ ہے اور جس زمین میں کہ ریہہ پھوٹی ہے یعنی بنجر اور شور ہے جس سے کوئی پیداوار نہیں ہوتی یہ اثر اس زمین کی شقاوت کا ہے۔ سعادت و شقاوت تمامی مخلوقات سے وابستہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس کو خدائے تعالیٰ نے سعید بنایا ہے وہ شیطان کے پھندے میں پڑ کر ہرگز شقی نہیں ہوسکتا اور جس کو خدائے تعالیٰ نے شقی بنایا ہے وہ انبیاء و اولیاءؑ کی کوشش سے بھی ہرگز سعید نہیں ہوسکتا ہے۔

Marfat.com

مصطفیٰ را بود میل و عشق آں — تا ابوطالب شود از مومناں

بارہا مشغول شد اندر دعا — کہ ورا ایماں بہ بخشائے خدا

چوں دعا از حد شد آمد جبرئیل — در زماں پیغام آمد از خلیل

گفت ما خواہیم کو کافر بود — تو چناں خواہی کہ او مومن شود

خواست ما خواہد شدن اے مصطفیٰ — نہ کہ خواست اے مصطفیٰ و مجتبیٰ

او شقی است لاجرم کافر بود — چوں سعادت نیست کے مومن شود

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش تھی اور آپ کو اس بات کا شغف تھا کہ ابوطالب مومنوں میں سے ہوتے، آپ بارہا دعا میں مشغول ہوتے کہ اے خدا انہیں ایمان عطا فرما، جب آپ کی دعا حد سے زیادہ ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام آئے اور دوست کی جانب سے یہ پیغام لائے کہ اللہ فرماتا ہے ہم چاہتے ہیں کہ وہ کافر رہے اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ مومن ہو جائیں۔ اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اپنی خواہش کے مقابلہ میں میری خواہش کا پاس ہونا چاہیئے، وہ شقی ہیں نتیجتاً کافر جائیں گے، جب سعادت اُن کے حصہ میں نہیں تو مومن کیسے ہو سکتے ہیں)

دسویں مجلس (۱۰)

جمادی الاخریٰ کی آخری تاریخ روز پنجشنبہ آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا۔

Marfat.com

یک عزیز نے عرض کی کہ آج جمادی الاخریٰ کی آخری تاریخ پنجشنبہ کا دن ہے آج کے دن روزہ رکھیں اور رات کو نماز لیلۃ الرغایب پڑھیں یا نہیں؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ کتاب میں اس طرح لکھا ہے کہ ماہ رجب کے پہلے پنجشنبہ کو روزہ رکھے اور ماہ رجب کے پہلے شب جمعہ کو نماز لیلۃ الرغایب ادا کرے۔ آج کا دن رجب کا پہلا پنجشنبہ نہیں، لہٰذا روزہ نہیں اور ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات نہیں، نماز رجب کے اول شب جمعہ کو ہے، مگر نماز پڑھ لینی چاہیئے اور روزہ آئندہ پنجشنبہ کو رکھنا چاہیئے احتیاطاً آئندہ شب جمعہ میں بھی لیلۃ الرغایب جماعت کے ساتھ پڑھ لی جائے۔ مولینا زاہد نے عرض کی تمام مہینے اور تمام دن اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں ایک کو دوسرے پر فضیلت کیوں ہے؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہے کہ سب دن اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں، لیکن ہر چیز کے لئے مراتب مقرر فرمائے ہیں تاکہ اس کے بندوں کے لئے زیادہ ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ ہو۔ اسی طرح آدمیوں میں بھی مراتب مقرر فرمائے ہیں، بعض کو پیغامبر بعض کو ولی بعض کو عالم بنایا، پھر پیغامبروں کے درمیان بھی درجے اور مرتبے

Marfat.com

قایم کئے، بعض کو نبی بعض کو مرسل، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (یہ سب رسول ایسے ہیں کہ ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے کلام کیا، اور بلند کیا اللہ نے ان میں سے بعض کے درجات کو)۔ کوئی پیغامبر علیہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو نہ پہونچے اور جس مقام پر ہمارے رسولؐ پہونچے ہوئے تھے اس مقام کی نہ تو کسی نبی کو نہ کسی فرشتے کو اس کی اطلاع تھی، جیسا کہ خود اپنے اِس مرتبہ کی حضورؐ نے خبر دی ہے
لِي مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُ فِيْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ
(مجھے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ نہیں سماتے ہیں اس میں مقرب فرشتے اور نہ کوئی نبی مرسل)۔ اِسی طرح ولیوں کے لئے بھی مرتبے قائم ہیں، بعض کو کامل مقتدا بعض کو عاشق بعض کو کامل محفوظ بعض کو مجاذیب اور اسی طرح زمین میں بھی درجے رکھے ہیں۔ ایک زمین کو کعبہ بنا دیا دوسری زمین کو صومعہ (گرجا) کر دیا، کعبہ کی زمین کا جو رتبہ ہے وہ دوسری زمین کہاں سے لا سکتی ہے یا کہاں پا سکتی ہے۔ دوسری ساری چیزوں کو

Marfat.com

ی پر قیاس کیا جائے۔ خداوند تعالیٰ نے ساری چیزوں کے لئے مراتب
مقرر فرمائے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ساری کائنات برابر ہو جاتی اور یہ
ت حکمت کے خلاف تھی اسکی سلطنت کی زینت تمام چیزوں کے مراتب
ور درجے کے فرق ہی سے ہے۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ یہ شاہان دنیا
بھی ہر شخص کے لئے مراتب درجے مقرر کرتے ہیں' ایک کو وزیر و ندیم
بناتے ہیں تو دوسرے کو خان و ملک کا خطاب دیتے ہیں' ایک کو
درجہ تقرب عنایت کرتے ہیں' ایک کو اپنے پاس سے ہٹنے نہیں دیتے
ور دوسرے کو اپنے سامنے آنے نہیں دیتے' ایک پر عتاب کرتے
ہیں اور جاگیر ضبط کر کے قید خانہ میں ڈال دیتے ہیں اور دوسرے پر
عنایت فرماتے ہیں تو اوپر کھینچ لیتے ہیں جاگیرات عنایت کرتے ہیں'
جب بادشاہان دنیا درجے اور مرتبے کا فرق کرتے ہیں تو بادشاہ
تعالیٰ کی سلطنت کی زینت مخلوقات میں فرق مراتب سے بدرجۂ اولیٰ
ہونی چاہیئے۔ اس بادشاہ مطلق نے جو اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہیں'
اس میں ہر ایک کے لئے مراتب ہیں اگر ذرا بھی اس میں کمی ہو تو
اس کی سلطنت کا یہ نقص ہوگا اور اُس کی مملکت کی زیبائش میں

Marfat.com

کمی آجائے گی وہ دانا اور حکیم ہے جو کام کرتا ہے وہ کامل ہوتا ہے اُس میں ذرا نقص نہیں، مثلاً اگر کسی شہر میں نداف (روئی دُھننے والا) ایک بھی نہ ہو تو اُس ملک میں کمی رہ جائے گی اور ملک وسلطنت کی خوبصورتی جاتی رہے گی، کیونکہ لوگ ننگے رہیں گے۔ پھر فرمایا کہ بادشاہو کے لئے احسان وبخل دونوں چیزیں ضروری ہیں، اس کو چاہئے کہ اگر وہ جلال کرے تو شفقت بھی کرے اور اگر ستم کرے تو بخشش بھی کرے ان تمام صفتوں کے ساتھ موصوف ہو، کیونکہ اس کے مُلک کی بقا اور زینت انہیں باتوں سے ہے۔ یہاں پر ایک حکایت بیان فرمائی کہ کچھ دن قبل سُنارگاؤں میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام شمس الدین قدیم تھا، ارسلان خاں نامی اُس کا ایک وزیر تھا۔ ایک دن اس وزیر کو بادشاہ نے طلب کیا۔ اس نے کہا کہ ایک بات میں تم سے پوچھتا ہوں، اگر ٹھیک ٹھیک جواب دو تو پوچھوں، وزیر نے کہا جو صحیح جواب ہوگا عرض کروں گا۔ سلطان نے کہا کہ میرے دو بیٹے ہیں ایک حاتم خان جو شہر بہار میں ہے دوسرا بہادر شاہ جو کامرو میں ہے، بتلاؤ کہ ان دونوں میں بادشاہی کے لایق کون ہے؟ وزیر نے کہا کہ فرمان یہ ہوا

Marfat.com

ہے کہ ٹھیک ٹھیک جواب دو' اس لئے جو حق بات ہے وہی عرض کرتا ہوں ۔" بادشاہی کے لائق اِن دونوں میں سے کوئی بھی نہیں" بادشاہ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ وزیر سے کہا کہ اِس کا سبب کیا ہے کہ اِن دونوں میں سے کوئی بھی بادشاہی کے لائق نہیں ؟ وزیر نے کہا کہ حاتم خاں میں حلم و رحم و کرم ہے' بہادر شاہ میں قہر و جبر و غیرت ہے'

نہ اس میں قہر ہے نہ اس میں حِلم ہے' نہ اس میں جبر ہے نہ اس میں کرم ہے نہ وہ غیور ہے نہ یہ رحیم ہے لہٰذا دونوں ناقص ہیں' اِسی سبب سے بادشاہی کے لائق نہیں ہیں۔ اِس کے بعد فرمایا کہ جو وزیر نے کہا تھا وہی دیکھنے میں آیا کہ جب سلطان شمس الدین کا انتقال ہوگیا بہادر شاہ کا مرد کا بادشاہ بنا اور حاتم خاں کو بہار کی سلطانی مِل گئی۔ اس نے بسبب اپنی حلیمی اور رحیمی کے ملک کو برباد کردیا' اور یہ اپنی قہاری و جباری کے سبب بادشاہی سے ہٹا دیا گیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ بادشاہی کے لئے دونوں طرح کی باتیں ضروری ہیں تاکہ ملک برقرار رہے اور بادشاہت کی زینت ظاہر ہو۔ پھر مولانا زاہد مذکور نے عرض کی کہ اگر اٹھارہ ہزار عالم میں سے کوئی ایک چیز معدوم ہو جائے تو اُس کی خدائی میں نقص ہوگا

Marfat.com

یا نہیں ؟ فرمایا کہ مخلوق کے معدوم ہونے سے خداوند عزّ وجلّ کی ذات وصفات میں کوئی نقصان جائز نہیں۔ اگر وہ اس عالم کے علاوہ سو ہزار دوسرے عالم پیدا کرے تو کوئی زیادتی اُس کی ذات وصفات میں نہیں ہوگی اور اگر ان سب کو معدوم و ملیامیٹ کردے تو کوئی کمی واقع نہیں ہوسکتی، اس لئے کہ تغیر و تبدل محدثات (مخلوقات) میں جائز ہے۔ خداوند تعالیٰ قدیم ہے، تبدیل و تغیر اس کے لئے جائز نہیں لیکن مخلوق کے معدوم ہوجانے سے نظام مملکت میں نقصان ہوگا (کمی ہوگی) جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ عاشقان و محبّان حق پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کبھی لطف و کرم ہوتا ہے کبھی اُس کے قہر کی لو چلتی رہتی ہے۔ یہ لوگ چونکہ دونوں ہی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں، اس لئے مثل شہد و شکر کے مزے لیکر پی لیتے ہیں۔ اگر اس کو غیر کی طرف منسوب کریں تو موحدوں کی طرح اس بلا کے گھونٹ میں ان کو ذوق و لطف نہ آئے۔ پھر مولینا زاہد نے عرض کی کہ ایک شخص جو حق کا طالب ہے اور چاہتا ہے کہ مطلوب و مقصود حاصل ہو تو یہ بات کیونکر درست ہوگی اس لئے کہ وہ قدیم ہے اور یہ

Marfat.com

حدث، وہ خالق ہے یہ مخلوق وہ غنی ہے اور یہ گدا؟ فرمائے کہ بات ٹھیک ہے، لیکن یہ بات بھی اُسی کی جانب سے ہے، مثال اُس کی یوں ہے کہ جس طرح کتے کی یہ حیثیت نہیں کہ وہ بادشاہوں کی مجلس میں جا کے اور بیٹھے مگر بادشاہان جب خود یہ چاہیں کہ کتا میری مجلس میں آئے اور اُس کو اپنے سامنے بٹھائیں، تو کتے کا بادشاہوں کی مجلس میں جانا کتے کی جانب سے نہیں ہے۔

اِس کے بعد روح کے متعلق باتیں ہونے لگیں، ایک عزیز نے عرض کی آدمی جب سو جاتا ہے تو روح نکل جاتی ہے یا نہیں؟ بندگی مخدوم جہانیاں شرف اللہ نے فرمایا کہ روح کا نکلنا دو طرح پر ہے، ایک کلی اور دوسرا جزوی، کلی وہ ہے کہ مطلقاً روح جسم سے نکل جائے اور پھر زندہ نہیں ہو، اور جزوی یہ ہے کہ آدمی خواب میں ہو پھر اُس کو جب جگائیں تو وہ جاگ جائے، لیکن خواب میں حرکات و سکنات سے سکون رہتا ہے۔ اگر سونے والے کے سامنے بات کی جائے تو وہ نہیں سنتا ہے، اِسی سبب سے اس کو موت جزوی کہتے ہیں اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی طرف اشارہ ہے اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْت

Marfat.com

(نیند موت کا بھائی ہے)۔ پھر ایک عزیز نے عرض کی کہ رُوح کی پوری ماہیت حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف تھی یا نہیں؟ بندگی مخدوم شرفہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ جانتے تھے لیکن حکم اسی قدر تھا کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی (کہئے کہ رُوح اللہ کا ایک حکم ہے)' بعد اس کے فرمایا کہ واللہ اعلم' شاید ایسا ہو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں آیا ہو کہ روح کو کچھ بیان کروں اللہ کی طرف سے دوسری آیت پہونچی وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (اور نہیں دیا گیا تمہیں علم مگر تھوڑا) بزرگان طریقت کہتے ہیں کہ اللہ تعالے کے بعض بندوں کو رُوح کی ماہیت کا علم ہے' اگر رسول علیہ السّلام روح کی ماہیت سے جیسی کہ وہ ہے آگاہ ہوئے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ پیغمبر علیہ السّلام اپنی دعاؤں میں یہ پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ (اے اللہ ہم کو دکھلا تمام اشیا جیسی کہ وہ ہیں) یعنی ہم کو تمام چیزوں کی حقیقت سے کما حقہ' آگاہ فرما'' آپ صلعم کی دُعا مقبول ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغامبر علیہ السّلام جیسا کہ رُوح کی شناخت کا حق ہے جانتے تھے' لیکن حکم بیان فرمانے کا

Marfat.com

نہ تھا مگر اتنا جتنا کہ کہا قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ بعض بزرگوں نے روح کو جسم کہا ہے ایسا لطیف جسم جو انتہائی لطافت کی وجہ سے نظر نہیں آتا، اور فرشتوں کے لئے بھی جسم کہتے ہیں انتہائی لطافت جو ان میں ہے اُس کے سبب پلک مارتے ہی آسمان سے زمین پر اور زمین سے آسمان پر آجاتے ہیں، لیکن فرشتوں کو حرکت کرنے کی ضرورت ہے اور روح کو حرکت کرنے کی ضرورت نہیں تو روح فرشتوں سے اتنا زیادہ لطیف ہے اور بعضوں نے روح کو جوہر لطیف کہا ہے۔

ایک عزیز نے پوچھا کہ اس شعر کے معنی سمجھ میں نہ آئے ؎

خوبرویاں ہر زماں اِسلام غارت میکنند

کافرم گر ہیچ خوبے رامسلماں دیدہ ام

(حسین چہرے والے ہر گھڑی اسلام غارت کرتے ہیں، جب میں نے کسی بھی صاحب جمال کو مسلمان دیکھا ہے تو کافر ہوا ہوں) بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا ایسی باتوں پر دھیان نہ دینا چاہیئے کہ دیوانوں کی باتیں ہوشیاروں کے لئے ٹھیک نہیں۔ اصل یہ ہے کہ دیوانہ ایک خاص حالت اور خاص وقت میں اپنی دیوانگی کے رو سے بات بولتا ہے، وہ بات عاقلوں کے

Marfat.com

نزدیک خطا ہوتی ہے، لیکن خدا کے نزدیک وہی بات مقبول ہے۔
بعد اس کے فرمائے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں خشک سالی ہوئی بارش بند ہوگئی، کئی مرتبہ خلق دعا کے لئے میدان میں آئی لیکن پانی نہ برسا، لوگ بہت پریشان ہوئے، تمام خلق جمع ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا کہ اس زمانہ میں آپ سے بڑا کون بزرگ ہے اللہ کے حضور میں دعا کیجئے تاکہ پانی برسے، جناب موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ (جس وقت موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی چاہا) فرمان آیا کہ شہر میں جاؤ برخ نامی ایک مرد دیوانہ ہے اگر وہ دعا کرے گا تو پانی برسیگا، جناب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق شہر میں آکر اس کی تلاش شروع کردی الغرض برخ مل گئے، کہا کہ پانی برسنے کے لئے دعا کرو برخ نے جواب دیا کہ آپ میرے پیغمبر ہیں، آپ کی موجودگی میں میں دعا نہیں کرسکتا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اگر برخ دعا کرے تو پانی بھیجتا ہوں، برخ اٹھے اور آسمان کی طرف رخ کرکے کہا کہ مِمَّنْ عَلِمْتَ هٰذَا الْبُخْلَ

Marfat.com

(یہ بخالت تو نے کہاں سیکھی) ابھی یہ بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ اتنا پانی برسا کہ خلق سیراب ہو گئی۔ دوسرے دن جب موسیٰ علیہ السلام کی جسٌاخ سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ آپ نے دیکھا کل ہم نے اس سے کیا کچھ کہا ؎

لاجرم دیوانہ را اگرچہ خطا است ہرچہ میگوید بگستاخی رواست
خیر و شر چوں جملہ ز انجا می رود گفتۂ دیوانہ زیبا می رود

(بیشک دیوانوں کی دیوانگی خطا ہے، لیکن جو بھی وہ شوخی سے کہے سب روا ہے، یہاں خیر و شر سب مٹ جاتا ہے اور ان کی باتیں پسندیدہ ہو جاتی ہیں)

اِسی معنی کی ایک دوسری ملامت آمیز حکایت بیان فرمائی کہ شہر روم میں عبداللہ اسحاق نامی ایک درویش صاحب سجّادہ تھے. مریدان و متوسلین آپ کے بہت تھے، ایک رات ان کے دل میں ایک ولولہ پیدا، خانقاہ سے باہر آئے اور بت خانہ میں داخل ہو گئے، زنّار باندھ لیا، مریدوں و متوسلوں نے جب یہ حال دیکھا تقریباً سب کے سب اُن کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے معدودۂ چند رہ گئے، چند دن کے بعد اُن کے مریدوں میں سے ایک مرید نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی خواب میں زیارت کی، دیکھا کہ شہر پناہ کے دروازے میں حضورؐ داخل ہوئے اور بہت تیزی سے تشریف لے جارہے ہیں۔ شیخ کے اس مرید نے حضورؐ کے سامنے آکر عرض کی یارسول اللہؐ اس رات بھی اتنی تیزی کے ساتھ حضورؐ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا شیخ عبداللہ اسحاق خدائے تعالیٰ سے خفا ہوگئے ہیں صلح کرانے (معافی دلانے) کے لئے جارہا ہوں، وہ مرید غایت خوشی میں بیدار ہوئے، فرحاں وشاداں اُس بت خانہ کی طرف دوڑے، کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ عبداللہ اسحاق زنّار کو توڑ کر اپنے سے دُور پھینکے ہوئے ہیں اور سر سجدہ میں رکھے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے ہیں[۵]

توبہ کردم توبہ کردم توبہ ہا — آشتی کن آشتی کن آشتی

(توبہ کرتا ہوں میں، توبہ اے خدا — صُلح کرلے، رحم فرما، بخش دے)

---

[۵] دینی و دنیاوی تمام حاجتوں کے لئے یہ عمل نہایت مجرب اور پُرتاثیر ہے، بزرگوں سے منقول ہے کہ جس شخص کو دینی یا دنیاوی کوئی حاجت درپیش ہو اور اس کے حل کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو یہ عمل کرے، انشاء اللہ اس کی وہ مہم سر ہو جائیگی، صبح کو چاشت کے وقت غسل کرے کسی سے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵ میں ملاحظہ ہو)

Marfat.com

گیارہویں مجلس (۱۱)

چوتھی ماہ رجب روز یکشنبہ، آستانہ عالیہ کی خاکبوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔

بندہ نے عرض کی کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں آیا ہے کہ نَصِیبُ اُمَّتِیْ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ کَنَصِیبِ خَلِیْلٍ مِنْ نَارِ نَمْرُوْد (دوزخ کی آگ سے میری امت کا نصیبہ ہے جس طرح نمرود کی آگ سے خلیل کا نصیب) قیامت کے دن گنہگار امت کو گناہ سے پاک وصاف کرنے کے لئے دوزخ کا عذاب دیں گے جب کہ یہ عذاب دیتے ہیں تو کنصیب خلیل من نار کیونکر ہوا؟ مخدوم جہاں شرفہ اللہ نے فرمایا بیشک قیامت کے دن گنہگار مومن کو عذاب اِس لئے دیں گے تاکہ وہ گناہ سے پاک وصاف ہو جائے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو نمرود کی

(صفحہ ۷۴ کا بقیہ حاشیہ) کوئی بات نہ کرے دو رکعت نماز بہ نیت قضائے حاجت ادا کرے، بعد ادائے نماز یوں دعاء کرے ۔ الٰہی بحرمت آں ساعت کہ با ابو اسحاق نہاوندی رحمۃ اللہ علیہ آشتی کردی، با من آشتی کن وفلاں حاجت مرا روا گردان، انشاء اللہ اس کی وہ حاجت پوری ہوگی، دعاء کرنے کے اوّل وآخر تین تین بار درود شریف پڑھ لیا کرے۔ (مترجم)

آگ سے بند وغیرہ کشادہ ہونا نصیب ہوا ہے، بعینہٖ مومن عاصی کا نصیب گناہوں کی آلودگی کا دُور ہونا ہے اور یہ آلودگی بمنزلہ بند کے ہے بہشت میں داخل ہونے کے لئے یہ رکاوٹ ہے جیسا کہ مومن کا یہ عذاب، عذاب فضلی ہے نہ عذاب قہری، اور جہاں اُس کا فضل کارفرما ہو وہاں معصیت و عذاب کیا کرے گا، اِس امت کو اُمت فضلی کہتے ہیں، خدائے تعالیٰ کا بے انتہا فضل اِس امت کے حال پر ہے۔ یہ فضل کسی اگلی اُمت کے ساتھ نہ تھا جس طرح کہ اگلے پیغمبران علیہم السّلام نے اپنی قوم کو دعوت دی، بعض مسلمان ہوئے اور بعضے کفر پر رہے، جو مسلمان ہوئے ایسا ہوا کہ اپنے پیغمبرؑ کی رحلت کے بعد اِسلام سے برگشتہ ہو گئے اور پھر انہوں نے کفر اختیار کر لیا، اِس سے معلوم ہوا کہ اگلے پیغمبروں کی امت میں اس طرح کا فضل نہ تھا جو اس امت کو ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ جس دم ہمارے رسول علیہ السلام پر وحی آئی اور فرمان ہوا کہ خلق کو اِسلام کی دعوت دیجئے، آپ کی دعوت پر گروہ در گروہ لوگ حلقہ بگوش اسلام اور مسلمان ہوئے۔ جو مسلمان ہوئے گرچہ قریب سات سو سال کا عرصہ گذر رہا ہے اور ہمارے پیغامبر علیہ السّلام

Marfat.com

جا چکے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں اور اسی طرح قیامت تک اسلام ہر روز زیادتی اختیار کرتا رہیگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چند ہزار نفر سے زیادہ لوگ اسلام نہ لائے تھے اور آج دین محمدیؐ مشرق سے غرب تک پھیلا ہوا ہے اور یہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے، زہے نصیب کتنا بڑا افضل امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا ہے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے دوسرے فضل سے اِس اُمت کو یوں نوازا کہ قلم کو حکم ہوا کہ لکھ قوم نوح فلاں فلاں گناہ کرے گی اور ہم اس کے ساتھ یوں عذاب کریں گے، موسیٰ کی قوم اِس اِس طرح کی نافرمانی کریگی اور ہم اس کے بدلے اِس اس طرح کا عذاب کریں گے، قوم لوط وہ کرے گی ہم اس کے عوض یہ کریں گے۔ اِسی طرح تمام پیغمبروں کی امت کے قول وفعل اور اُس کی جزا وسزا لکھوا دی گئی۔ جب نام نامی خاتم النبین سید المرسلین صلعم آیا حکم ہوا لکھ کہ امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا گناہ کرے گی (یعنی وہ سب گناہ کرے گی) جتنا کہ تمام اگلی امتوں نے کئے ہیں، قلم جب اس حرف پر پہونچا

Marfat.com

رُک گیا کہ دیکھیں ایسی گنہگار اُمت کی سزا کا کیا حکم ہوتا ہے حکم ہوا کہ اُمَّۃٌ مُذْنِبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ (یہ اُمت گنہگار ہے اور رب بخشنے والا ہے) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (بیشک اللہ تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے)' اِس کے بعد فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حج ادا فرمایا اس حج کو حج الوداع کہتے ہیں اور دو تین عمرہ کیا' بعد اس کے مناجات و دُعا کے لئے عرفات کی پہاڑی پر تشریف لے گئے اور مناجات فرمائی' فرمان آیا فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَھُمْ (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گنہگار امت کو معاف کر دیجئے' اور ان کے لئے عفو و بخشائش طلب کیجئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ عرض کی الٰہی! میری گنہگار و بدکردار امت کو بخش دے' فرمان آیا کہ میرا جو گناہ اُنہوں نے کیا ہے یا میرا جو حق اُن پر تھا وہ سب ہم نے بخش دیا' پھر رسول علیہ السلام نے مناجات کی خدایا حق العباد یعنی اپنے بندوں کے حق کو بھی تو بخش سکتا ہے دعویداران و حق داراں کی جو حق تلفی اُن سے ہوئی ہے' جس کو یہ

Marfat.com

پورا نہ کر سکے اپنے خزانۂ رحمت سے اس کی تلافی فرما کر انہیں تو خوشنود فرما سکتا ہے اور حق العباد کو بھی تو بخش سکتا ہے، فرمان ہوا سے بھی بخش دیا۔ اس اُمت کے حق میں یہ بھی ایک خاص فضل ہے حِکَایَۃً عَنِ اللّٰہِ تَعَالیٰ یَقُوْلُ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ ھَلْ مِنْ سَائِلٍ فَیُعْطیٰ لَہٗ ھَلْ مِنْ دَاعٍ فَیُسْتَجَابُ لَہٗ ھَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَیُغْفِرَ لَہٗ یعنی خداوند عزّ وجلّ فرماتا ہے کہ ہے کوئی مانگنے والا تاکہ اس کی مانگ میں پوری کروں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا بندہ تاکہ اس کے گناہ میں معاف کروں، ہے کوئی چاہنے والا تاکہ میں قبول کروں۔ میرے کرم کی کوئی حد نہیں میرا کرم فراواں ہے، جو مانگے وہ میں دیتا ہوں؛ اگر نہ مانگے تو ہم تقاضہ کرتے ہیں کہ مانگ ہم دیتے ہیں، اگر اس میں بھی کاہلی کرے تو میں بلا طلب دیتا ہوں اور مالا مال کر دیتا ہوں؛ جیسا کہ کہا ہے

آنکہ ناخواستہ عطا بخشد — گر تو خواہش کنی چہا بخشد

بادشاہ ست او اگر خواہد — ہر دو عالم بیک گدا بخشد

(جب کہ وہ بے طلب دیتا ہے اگر تو مانگے تو کیا کچھ وہ نہ دے گا؟ وہ بادشاہ ہے اور وہ چاہے تو دونوں جہان ایک فقیر کو بخش دے۔)

Marfat.com

بعد اس کے فرمائے کہ ایک دن رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام یہ آیۃ کریمہ لائے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی.... وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (فرمایا اللہ تعالٰی نے کہ آپ کو عنقریب دے گا آپ کا پروردگار یہاں آپ راضی (خوش) ہو جائیں گے) جب حضورؐ نے یہ خوش خبری سنی نہایت فرحت حضورؐ کو ہوئی اور بے انتہا خوش ہوئے۔ فرمائے کہ جب تک میری گنہگار امت میں سے ایک بھی دوزخ میں رہے گا، میں خوش نہ ہوں گا، پھر بندگی مخدوم جہاں شرفہ اللہ نے فرمایا پورے قرآن میں جس قدر وعدے (نوید خوش خبری) مومنوں کے حق میں ہیں، اس میں کوئی قید نہیں بلکہ مطلق ہے، اور پورے قرآن میں جتنی وعیدیں (احکام عذاب) گنہگار مومنوں کے حق میں ہیں سب کی سب اللہ تعالیٰ کی منشا کے ساتھ مقید ہیں، مطلق نہیں (یعنی اگر وہ چاہے تو سب بخش دے ایسا نہیں ہے، کہ یہ وعید ضرور پوری ہو کر رہے گی، اور یہ عذاب ضرور بھگتنا ہوگا) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

Marfat.com

جس کو چاہتا ہے اللہ ہدایت دیتا ہے اپنے نور سے، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جو چاہتا ہے وہ دیدیتا ہے اللہ بڑے فضل والا ہے) جب اس کی منشا کے ساتھ مقید ہیں، اگر چاہے تو بخشدے یا چاہے تو عذاب کرے اسی طرف سے کروٹ جاتی ہے، لیکن ہر حال میں اس کی بارگاہ سے ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ (اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو) ؎

گنہگارم گنہگارم گنہ بے انتہا دارم
ولے لاتقنطوا گفت ست بداں امید ہا دارم

(میں بدکار ہوں بے انتہا گنہگار ہوں، لیکن اس نے لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ فرمایا ہے لہٰذا اس کے عفو و کرم کا امیدوار ہوں)۔

بعد اِس کے فرمایا ایک دن ایک اعرابی حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا عرض کی یارسول اللہ کل قیامت کے دن خدائے تعالیٰ بندوں کے حساب کے لئے کسے حکم دے گا، رسول علیہ السّلام خاموش ہو گئے۔ فرمان آیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہدیجئے کہ اللہ خود اپنے بندوں کا حساب کرے گا کسی دوسرے کو حساب

Marfat.com

کرنے کا حکم نہ ہوگا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں آیا کہ میری امت گنہگار ہے، اگر میری امت کا حساب میرے حوالہ ہوتا تو بہتر تھا تاکہ اُن کا حساب ہم کرتے اور میرے سوا اُن کے گناہوں کی کسی کو خبر نہ ہوتی، پھر فرمان آیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اُمت کا حساب مَیں کروں گا تاکہ آپ بھی اُن کے گناہوں سے مطلع و آگاہ نہ ہوں۔

عاشق بگنہ گرچہ گرفتار بود　　تا شیفتہ بر بادۂ خمار بود
از عفوت بسیار چرا دارد باک　　معشوق چو پردہ پوش و ستار بود

(عاشق گرچہ گناہوں میں گرفتار ہو یہاں تک کہ کلال کی شراب کا دلدادہ ہو لیکن جب اس کا عفو افزوں تر ہے تو پھر کس بات کا ڈر ہے جب کہ معشوق پردہ پوش و ستار ہے)

بعد اس کے فرمائے جب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم دار بقا کو رحلت فرمانے لگے عرض کی الٰہی اپنی امت کو کس کے حوالہ کردوں جو میرا خلیفہ (یعنی ان کا نگہبان) ہو، حضرت جبرئیل آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی امت کو میرے سپرد کیجئے تاکہ آپ کے بعد آپ کا دین قایم رہے اور قیامت تک کے لئے اس کو مستقیم کردوں کہ اسلام ہر روز پھیلتا جائے اور مسلمانی زیادہ ہوتی جائے۔ رسول علیہ السلام

Marfat.com

نے اپنے اصحاب کو طلب کیا اور فرمایا اَللّٰہُ خَلِیْفَتِیْ بَیْنَکُمْ (تم لوگوں میں میرے عوض، میری جگہ اللہ ہے) اور ہم نے تم لوگوں کو خدا کے سپرد کیا۔ اس کے بعد مخدوم جہاں شرف اللہ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا جب دجّال لعین ظاہر ہوگا اور تمام عالم پر چھا جائے گا پھر قصد مکہ و مدینہ کا کرے گا اُس وقت جناب عیسیٰ علیہ السّلام چوتھے آسمان سے بحکم خدائے تعالیٰ زمین پر آئیں گے اور اس بدبخت کو مار ڈالیں گے، دنیا میں چالیس سال تک حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت کریں گے اور تمام خلق کو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیں گے۔ یہ حال ہوگا کہ مشرق سے مغرب تک کوئی کافر یہودی باقی نہ رہے گا۔ اگر کوئی اپنے کو چھپانا چاہے گا تو اینٹ و پتھر اور درخت پکار اُٹھیں گے کہ ھٰذَا یَھُوْدِیٌّ اُقْتُلْ ھٰذَا نَصْرَانِیٌّ اُقْتُلْ ھٰذَا مُنَافِقٌ اُقْتُلْ (کہ یہ یہودی ہے اس کو قتل کیجیئے، یہ نصرانی ہے اس کو مار ڈالیئے یہ منافق ہے اس کو موت کے گھاٹ اُتار دیجیئے) اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام رحلت فرمائیں گے۔ اُن کے رحلت فرمانے کے بعد اسلام میں پھر کمی اور فتور آنا شروع ہو جائے گا کہ ایک مسلمان بھی تمامی دنیا میں نہ ملے گا، جیسا کہ قول ہے کہ جب تک دنیا میں

Marfat.com

اس چالیس سال کی مدّت میں جملہ خلائق مردہ رہیں گے، بعد چالیس سال کے دوسرا صور پھونکا جائے گا تو حشر قائم ہوگا، فرشتوں کی موت اور لوگوں کی موت کے مانند نہ ہوگی۔ اُن کی موت مثل خواب کے ہوگی۔ اس کے بعد فرمایا کہ دنیا میں دیو اور شیاطین کے لئے قیامت تک موت نہیں ہے، بلکہ ہر روز اُن کی زیادتی ہوتی رہتی ہے، مگر جنوں کے لئے موت ہے، یہ مرتے بھی ہیں اور پیدا بھی ہوتے ہیں۔ جناب سلیمان علیہ السّلام کے زمانہ میں دیو اور شیاطین بہت سرکش ہو گئے تھے۔ جناب سلیمان علیہ السّلام نے دیکھا کہ جب یہ میری موجوگی میں سرکشی کرتے ہیں، میرے بعد لوگوں کو بڑی مشکل پڑے گی، سب کو ہتکڑی اور بیڑی ڈال کر جزیروں میں قید کروا دیا۔ بعض جگہ یوں لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں اُن کی بیڑیاں کھل جائیں گی اور رہا کر دئے جائیں گے، لوگوں کو نقصان پہونچائیں گے۔ جب یہ کسی پر مسلط ہو جائیں گے تو کسی ترکیب سے دُور نہیں ہوں گے اور ایسا آج بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر کسی جگہ کسی کو دیو پکڑ لیتا ہے تو کسی ترکیب سے بھی نہیں جاتا وہ شیاطین کہ جناب سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں جزیروں میں قید ہوئے ہیں انکو

Marfat.com

کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کہنے والا رہے گا قیامت قائم نہیں ہو گی جب یہ حال ہو جائے گا کہ ایک کلمہ گو بھی باقی نہ رہے گا تو اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہو گا کہ صور پھونکو۔ پہلا صور جس وقت پھونکا جائے گا اُس کی ہیبت سے تمامی جانوران و آدمی، پری، وحوش وطیور سب کے سب بے جان ہو جائیں گے۔ آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب نیست و نابود ہو جائیں گے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جتنے جاندار کہ بے جان ہو گئے تھے سب کے سب زندہ ہو جائیں گے، سبحان اللہ کیا اُس کی قدرت کاملہ ہے۔ ایک صور کی آواز سے سب کے سب مر جائیں اور نیست ہو جائیں اور اسی صور کی دوسری آواز سے سب کے سب زندہ ہو جائیں۔ یہاں پر بندہ نے عرض کی کہ قیامت کیا چیز ہے؟ اور قیامت کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا کہ پہلی مرتبہ صور پھونکنے کا نام قیامت ہے اور دوسری مرتبہ صور پھونکنے کا نام حشر ہے اور ان دونوں صور کی آواز ہر ایک شخص کے کان میں اس طرح پہونچے گی کہ گویا ہر ایک کے کان میں علیحدہ علیحدہ صور پھونکا گیا ہے، اور دونوں صور کے درمیان چالیس سال کا فرق ہو گا اور

Marfat.com

اس چالیس سال کی مدت میں جملہ خلائق مردہ رہیں گے، بعد چالیس سال کے دوسرا صور پھونکا جائے گا تو حشر قائم ہوگا، فرشتوں کی موت اور لوگوں کی موت کے مانند نہ ہوگی۔ اُن کی موت مثل خواب کے ہوگی۔ اس کے بعد فرمایا کہ دنیا میں دیو اور شیاطین کے لئے قیامت تک موت نہیں ہے، بلکہ ہر روز اُن کی زیادتی ہوتی رہتی ہے، مگر جنوں کے لئے موت ہے، یہ مرتے بھی ہیں اور پیدا بھی ہوتے ہیں۔ جناب سلیمان علیہ السّلام کے زمانہ میں دیو اور شیاطین بہت سرکش ہوگئے تھے۔ جناب سلیمان علیہ السّلام نے دیکھا کہ جب یہ میری موجودگی میں سرکشی کرتے ہیں، میرے بعد لوگوں کو بڑی مشکل پڑے گی، سب کو ہتکڑی اور بیڑی ڈال کر جزیروں میں قید کروا دیا۔ بعض جگہ یوں لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں اُن کی بیڑیاں کھل جائیں گی اور یہ رہا کر دئے جائیں گے، لوگوں کو نقصان پہونچائیں گے۔ جب یہ کسی پر مسلط ہو جائیں گے تو کسی ترکیب سے دُور نہیں ہوں گے اور ایسا آج بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر کسی جگہ کسی کو دیو پکڑ لیتا ہے تو کسی ترکیب سے بھی نہیں جاتا وہ شیاطین کہ جناب سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں جزیروں میں قید ہوئے ہیں انکو

Marfat.com

دوستینہ (دیو بدہیئت) کہتے ہیں۔ پھر اس بندہ نے عرض کی کہ کوئی یہ کیسے جانے کہ عاقبت بخیر ہو گی یا خراب ہو گی؟ بندگی مخدوم نثر الله نے فرمایا کہ بزرگوں نے یہ کہا ہے کہ جو شخص یہ تین کام کرے گا اس کی عاقبت ضرور بخیر ہو گی۔ اوّل ظلم نہ کرے کہ ظلم بد ترین کام ہے، دوسرے اسلام کا شکر ادا کرے، تیسرے ایمان کے زوال سے خائف رہے کہ اِیْمَانُ الْمَرْءِ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ (آدمی کا ایمان اُمید و خوف کے درمیان ہے) جب کسی میں یہ اوصاف دیکھو تو سمجھو کہ اس کی عاقبت و خاتمت ضرور بخیر ہو گی، اور اگر ظلم کرتا ہے اور مسلمان ہونے کا شکر ادا نہیں کرتا، اور ایمان کے زایل ہونے کا اُسے خوف نہیں ہوتا تو اِن باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ عاقبت و خاتمت اس کے برعکس ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے اپنے اس زمانہ میں یہ نہیں سُنا ہے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے فلاں شخص کا خاتمہ بخیر نہیں ہوا، بخلاف اس کے زاہدان بنی اِسرائیل میں جیسا کہ بلعم باعور، برصیقا جو ایسے تھے کہ اگر سر آسمان کی طرف اُٹھاتے تو عرش مجید نظر آتا اور اگر سر نیچے کرتے تو تحت الثریٰ نظر آنے لگتا

Marfat.com

ان کا قصہ مشہور ہے، معاذ اللہ ان لوگوں کا خاتمہ بخیر نہ ہوا، پھر زبان مبارک
سے ارشاد فرمائے کہ عاشقوں کی جماعت ماں کے پیٹ سے لے کر
زندگی بھر خون جگر پیتی رہتی ہے، اِس کا سبب یہی ہے کہ نہیں جانتے
ہیں کہ خاتمہ بخیر ہوگا یا نہیں، اگر بخیر ہوا تو وہ تمام وعدے (نوید خوشخبری)
جس کا ذِکر اوپر ہوا حاصل ہوگا اور مقصود و مطلوب تک پہونچ جائیں گے۔
(نعوذ باللہ منہا ومن ذالک) اللہ اِس سے پناہ میں رکھے۔ اگر معاملہ
اس کے برعکس ہوا اور جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے وہ ظاہر ہوا تو
خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ دنیا و آخرت دونوں برباد گئی اور تمام
وعید یعنی عذاب کی تلخیاں برداشت کرنی ہوں گی۔

بارہویں مجلس (۱۲) } پندرہویں شعبان روز شنبہ (سینچر) آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کا شرف

حاصل ہوا۔ جناب سیّد خلاصہ یعنی سیّد قطب الدین غازی پوری کے
صاحب زادے نے عرض کی روضۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ مسلمان
عورتیں جو سر میں سیندور لگاتی ہیں وہ کفر ہے۔ اِس بلا میں بہت ساری
عورتیں مبتلا ہیں تو یہ کیونکر ہے؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ دیکھنا

Marfat.com

یہ چاہئے کہ کافروں کی عورتیں سیندور جو سر میں لگاتی ہیں وہ کس سبب سے لگاتی ہیں آیا حسن و جمال کے لئے لگاتی ہیں یا اُن کے مذہب میں آیا ہے؟ اگر حسن و جمال کے لئے لگاتی ہیں تو یہ خود کفر نہیں ہے، اور اگر ان کے مذہب میں اس کا لگانا آیا ہے اِس لئے اِس کفر کو وہ کرتی ہیں اور اسی سبب سے اگر مسلمان عورتیں بھی لگاتی ہیں تو کفر ہوگا، کیونکہ اس میں ان کی مشابہت انہوں نے کی، کفر ہو گیا۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ اُسی میں سے ہے) اگر سر میں سیندور لگانا کفر ہوتا تو کنز المسائل میں وہ بزرگ ضرور بیان فرماتے۔ اِس موقع پر قاضی اشرف الدین رکن نے عرض کی کہ اِس سے قبل اہل علم کے درمیان یہ مسئلہ کافی دنوں تک زیر بحث رہا ہے۔ اِس روایت کی اہل علم میں سے کافی لوگوں نے کتابوں اور روایات میں چھان بین کی ہے، لیکن کہیں نہیں ملی، اگر سر میں سیندور لگانا کافروں کے مذہب میں مخصوص ہوتا تو اتنی تلاش پر اہل علم کو یہ روایت ضرور ملتی اور اس کی تشہیر ہوتی۔ اس کے بعد بندگی مخدوم شرفہ اللہ نے فرمایا کہ سر میں سیندور لگانے سے مشابہت

Marfat.com

کا اطلاق نہیں ہوتا، اس لئے کہ بہت ساری ایسی چیزیں ہیں کہ جو کفار کرتے ہیں ہم بھی کرتے ہیں، مثلاً کفار کھانا کھاتے ہیں ہم بھی کھاتے ہیں، وہ پانی پیتے ہیں ہم بھی پیتے ہیں، راہ چلتے ہیں کپڑے پہنتے ہیں، بات چیت کرتے ہیں، اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں کہ جو وہ کرتے ہیں، ہم بھی کرتے ہیں، اور اس میں کوئی کفر نہیں ہے۔ پس سینڈور سر میں لگانا اسی قبیل سے ہوگا۔ اور وہ چیزیں جو ان کے مذہب میں ہیں اگر ان کو ہم کریں تو اس کام میں ان کی مشابہت ہم نے کی تو یہ کفر ہے۔ ایک عزیز نے عرض کی کہ یہ جو کفار کے یہاں ہر سال ایک موسم ایسا آتا ہے کہ اس میں یہ لوگ ابیر بازی آپس میں کرتے ہیں۔ اگر ہم لوگوں میں کوئی اس طور پر کرے تو کیا ہوگا؟ فرمان ہوا کہ یہ کفر ہے، اس لئے کہ ابیر بازی جو یہ کفار آپس میں کرتے ہیں یہ ان کے مذہب میں آیا ہے اور یہ چیز ان کی مذہبی ہے، ہم میں سے جو کوئی اس کو کرے گا اس نے ان کی موافقت میں کیا ہوگا اور جس نے ان کی موافقت کی وہ کافر ہوا، بلکہ اگر کوئی ان کو اپنے اوپر ابیر ڈالنے کی اجازت دے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

Marfat.com

اَلرَّاضِی بِالْکُفْرِ یَکُوْنُ کَافِرًا (جو کفر سے خوش ہے وہ کافر ہو گیا)
ایک عزیز نے عرض کی کہ شب برات کو شب برات کس سبب سے کہتے ہیں؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا، شب برات کے معنی بہت طرح پر لوگوں نے کہا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ وہ رات ہے کہ اس رات میں سُعَدَا خوش قسمتوں کو دوزخ سے نجات ملتی ہے۔ کیونکہ سعیدوں کو دوزخ سے کیا سروکار اور اشقیا (بدنصیبوں ظالموں) کو بہشت سے برات دیتے ہیں اس لئے کہ شقی کو بہشت سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے جس طرح عبداللہ خوارزمی کہتے ہیں اَلسُّلْطَانُ اِذَا اَخَذَ الْخَرَاجَ یُعْطِیْ بَرَاۃً لِئَلَّا یَتَعَرَّضَ لَھُمْ اَعْطٰی عِبَادَۃً بَرَاءَۃً اَتٰی بَرَاءَۃً لِلْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ عَذَابِہٖ ذُکِرَ اَۃً لِلْکَافِرِیْنَ مِنْ رَحْمَتِہٖ وَثَوَابِہٖ (اس رات میں بادشاہ جب خراج لیتا ہے تو وہ عنایت کرتا ہے برات، اس شب برات کی برات جو پیش کرتا ہے اپنے بندوں کو وہ اپنے بندوں کو اس میں دو طرح کی برات دیتا ہے مومنوں کو عذاب سے برات دیتا ہے اور کافروں کو اپنی رحمت اور ثواب سے بری کرتا ہے) اور بعض کہتے ہیں کہ یہ وہ رات ہے کہ اس رات کو

Marfat.com

لوح محفوظ سے نقل کر کے (برات نامہ) اس فرشتے کو جو ہر کام کے لئے مقرر ہے سپرد کر دیتے ہیں تاکہ وہ فرشتے اس برات نامہ کے مطابق جو اس کو ملا ہے تمام سال خدائے تعالیٰ کے حکم کو نفاذ دینا رہے اور شب برات کو قسمت کی رات بھی کہتے ہیں۔ یوں روایت کرتے ہیں کہ اس رات کو جناب جبرئیل علیہ السلام حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کے حکم سے آئے اور شب برات کی فضیلت بیان کی، کہا یا رسول اللہ آج کی رات وہ رات ہے کہ تین سو رحمت کے دروازے کھول دئے گئے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اس رات کو جو شخص پاتا ہے اور صبح صادق تک عبادت کرتا رہتا ہے تو خدائے تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہے اس کو اپنی رحمت کے لئے مخصوص فرما لیتا ہے اور اپنی رحمت سے محفوظ کر لیتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے شب برات کی فضیلت سنی تو گورستان یعنی جنت البقیع تشریف لے گئے اور رات بھر بیدار رہے۔ اپنی امت کو وصیت فرمائی کہ اس رات کو زندہ رکھیں یعنی عبادت کے ساتھ شب بیدار رہیں تاکہ خدائے تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہ ہوں۔

Marfat.com

اس موقع پر مولینا مؤید عارف مُذکِر (مذکر کہتے ہیں واعظ یا مقرر کو جو ذکر خیر سُناتے ہیں) جو کہ مُریدوں میں سے ایک مُرید ہیں اُنہوں نے عرض کی کہ اگر مخدوم جہاں کی مرضی ہو تو اس شب براۃ کو مخدوم کی خانقاہ میں تذکیر کہوں (یعنی بیان کروں) اور اگر حضور مخدوم خود تشریف فرما ہوں تو زہے شرف۔ فرمائے کہ تم فرزند کی جس میں خوشی ہو ویسا ہی ہوگا. چنانچہ عشا کی نماز کے بعد بندگی مخدوم جہاں بھی مُصلّاً پر جلوہ افروز ہوئے۔ مولینا مؤید مذکر مذکور نے تذکیر کہی (یعنی بیان کیا) بہت سارے لوگ خانقاہ جہاں پناہ میں جمع ہوئے تھے، بیان سے فراغت کے بعد سَو رکعت نماز پچاس سلام کے ساتھ (یعنی دو دو رکعت کر کے) کہ شب برات میں جماعت کے ساتھ ادا کرنی آئی ہے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور قل ہو اللہ احد دس بار ادا کی گئی۔ بعد اس کے بہ سبب ضعف پیری ڈولہ پر سوار ہو کر گورستان کی نمازگاہ (مُصلّاً) پر آئے۔ مریدان و معتقدان جو کہ اس مجمع میں حاضر تھے سب کے سب جس میں یہ بندہ بیچارہ بھی تھا ہمرکاب سعادت ہوئے چبوترہ اور گنبد کے کنارے جو کہ حضرت والدہ بندگی مخدوم نور اللہ قبرہا کے مقبرہ میں بنوایا گیا تھا اس امید پر کہ مخدوم جہاں کی نظر مبارک سے

Marfat.com

یہ عبارت[1] گذرے (یعنی مخدوم جہاں کو یہ تعبیر دکھلائیں) تاکہ اس غریب بندہ کو دونوں جہان کی سعادت نصیب ہو (بایں خیال) برابر رکاب یعنی ڈولہ کی پٹی پکڑے ہوئے ساتھ گیا۔ بندگی مخدوم شرف اللہ چبوترہ پر گنبد کے در کے سامنے ڈولہ سے اُترے اور گنبد کے اندر تشریف لیگئے۔ اپنی والدۂ بزرگوار کی قبر مبارک کے نزدیک بیٹھ گئے۔ زیارت سے فارغ ہونے کے بعد اس بندۂ امیدوار پر بے انتہا شفقت کی بارش فرمائی گئی۔ بعد اس کے پیدل عزیزوں کی قبروں پر جو کہ نمازگاہ کے پیچھے آرام[2] فرما ہیں، گشت فرماتے رہے اور فاتحہ پڑھتے رہے۔ جب[3] گھر تشریف لائے اور تمام لوگ واپس جا چکے تو اس غریب کو طلب فرمایا گیا

---

[1] یہ ملفوظ شریف ۷۷۵ھ ہجری کا ہے، مخدوم جہاںؒ کا سن وصال ۷۸۲ھ ہجری ہے۔ وصال سے سات سال قبل کا یہ ملفوظ ہے۔ اِس عبارت کی سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسی سن میں جامع ملفوظ ہٰذا حضرت صلاح مخلص داؤد خانی نے یہ چبوترہ اور یہ قبہ حضرت والدہؓ کے مزار مبارک پر بنوایا۔ [2] مُصَلّا کے پیچھے مزارات عہد مخدوم کے ہیں۔ [3] خانقاہ سے متعلق کوئی دولت خانہ بھی متصل تھا۔

دستار شریف اپنے سر مبارک سے اُتار کر اس بندۂ بیچارہ کے سر پر رکھ دی گئی اور دوسری بہت ساری نوازشوں سے جو تحریر میں نہیں آسکتیں نوازا گیا اور یہ لفظ چند مرتبہ زبان مبارک سے فرمایا گیا کہ صلاح الدین نے ایک محل تیار کیا ہے۔

تیرھویں مجلس (۱۳) پندرھویں ماہ مذکور روز شنبہ آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ قاضی زاہد نے عرض کی کہ حقیقت و شریعت کی کیا تعریف ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟ بندگی مخدوم شرفہ اللہ نے فرمایا کہ حقیقت اس معنی سے عبارت ہے کہ اس میں رد و بدل جائز نہیں، آدم علیہ السّلام کے عہد مبارک سے فنائے عالم تک اس کے لئے یہی حکم ہے جس طرح کہ اللہ کی معرفت کا حال ہے۔ اور شریعت اِس معنی سے عبارت ہے کہ اس میں رد و بدل درست ہے، مثلاً احکام اوامر و نواہی بدلتے رہتے ہیں، اِس کو کشف المحجوب میں لکھا ہے۔ شریعت کے لغوی معنی راہ مسلمانی کے ہیں۔ پھر قاضی زاہد نے عرض کی کہ یہ طبقہ وقت وحال کس کو کہتا ہے؟ بندگی مخدوم شرفہ اللہ نے فرمایا کہ ایک وقت میں

Marfat.com

ماضی اور حال سے بے خبر ہو جاتا ہے، اگر ایسی صفت کسی میں پیدا ہو تو اس کو وقت کہتے ہیں ؎

کاملاں فرزند حال اند لے گدا ماضی و مستقبل ایشاں را کجا

(اے فقیر! یہ کاملین صاحب حال ہیں اِن کے لئے ماضی و مستقبل کہاں؟)

اور اگر اس وقت کوئی اور وارد گزرے اور وہ مزین وارد اس وقت کو اور مزین کر کے وقت کو قرار و آرام پہونچائے تو یہ جماعت اس کو حال کہتی ہے۔ قاضی زاہد نے پھر عرض کی تمکین و مقام کس چیز کو کہتے ہیں؟ فرمایا کہ طالب جب مطلوب تک پہونچ جاتا ہے اور اس کے ساتھ آرام پکڑتا ہے تو اس کو تمکین کہتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ عالم میں دریا اور ندیاں ہر سمت بہہ رہی ہیں اور جوش و جنبش میں ہیں، جس دم یہ سب سمندر میں پہونچ کر مِل جاتی ہیں تو اُس پانی کو جوش و خروش سے قرار و آرام آجاتا ہے ؎

اگرچہ سیل را صد جوش باشد چو در دریا رود خاموش باشد
رُود بیک سیل بر آرد نفیر بحر بصد رود شد آرام گیر

دگرچہ سیلاب میں سینکڑوں جوش ہوتا ہے جب وہ سمندر میں پہونچ جاتا

Marfat.com

ہے تو ساکن ہوجاتا ہے۔ ندی ایک سیلاب سے آواز کرنے لگتی ہے سمندر سینکڑوں ندیوں کو لئے ہوئے ساکن ہوتا ہے) اور مقام وہ ہے کہ جب کسی سے کوئی قصور سرزد ہو تو توبہ وزاری کرے اور کہے ربّ اِنّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا فَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (اے میرے پروردگار میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے پس بخش دے مجکو اور میرے گناہوں کو اس لئے کہ تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو نہیں بخشتا ہے) جس طرح حضرت آدم سے زلت (لغزش) ہوئی تو بقولے تین سو سال تک توبہ وزاری کرتے رہے اور کہتے رہے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ (اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اگر تو ہم کو معاف نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو ہم بڑے سخت گھاٹا پانے والوں میں ہوجائیں گے) حاصل یہ ہوا کہ مومن کو چاہیئے کہ کسی حال میں گناہ نہ کرے جو عمر کہ باقی ہے اُس کو غنیمت جانے اور ہمہ دم توبہ و استغفار کرتا رہے ؎

اے پیر گنہگار درِ توبہ کشادہ است — انواع نعم بہر تو آمادہ نہادہ است

Marfat.com

بشتاب سوئے توبہ کہ ازما درگیتی   درکردنِ تاخیر بسے واقعہ زادہ است

(اے پیر گنہگار توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے طرح طرح کی نعمتیں تیرے لئے تیار ہیں، توبہ کرنے میں جلدی کر اس لئے کہ تاخیر کرنے میں نقصان ہی نقصان ہے)

بعد اس کے فرمائے کہ اے بھائی اس جماعت صوفیہ نے ہر ایک چیز اور ہر ایک مقام کے لئے ایک نام اور ایک اصطلاح تجویز کی ہے۔ ان لوگوں کی باتیں یہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جس طرح کہ زرگروں نے اپنی باتوں کے لئے اصطلاحیں مقرر کی ہیں کہ ان اصطلاحوں کے ذریعہ ایک دوسرے کی باتیں سمجھتے ہیں، جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ "زبانِ زرگراں زرگراں دانند" کیمیاگروں کی زبان کیمیاگر ہی جانیں دوسرے بیچارے اس کو کیا سمجھیں اور کیا جانیں، بالکل ایسی ہی ان لوگوں کی باتیں ہوتی ہیں فَہِمَ مَنْ فَہِمَ وَجَہِلَ مَنْ جَہِلَ (جس نے سمجھا سمجھا جس نے نہ جانا نہ جانا)

پھر قاضی زاہد نے عرض کی کہ بندہ کو یہ حق پہونچتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے کاموں کے متعلق یہ کہے کہ ایسا کیوں کیا، ایسا کیوں نہ کیا؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ بندہ کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ اس طرح کی بات کہے کیونکہ مدت ہوئی کہ عالم میں یہ منادی کردی گئی ہے کہ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ

Marfat.com

(اس کے کیے پر کسی کو سوال کا حق نہیں) کس کا پتہ ہے کہ اس کے کارخانہ میں دم بھی مار سکے، کس کا جگرا ہے کہ زبان بھی کھول سکے، جو اس نے چاہا کیا اور جو چاہے وہ کرے یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ٹھیک کہا ہے جس نے بھی کہا ہے ؎

کرا زہرۂ آں کہ از بیم تو کشاید زباں جز بہ تسلیم تو

(یہ کس کا جگرا ہے کہ تیری جلالت کے آگے سوائے سر تسلیم خم کرنے کے زبان کھول سکے)۔ یہ بارگاہ بے نیازی ہے کسی کو کوئی حق نہیں پہونچتا قَبِلَ مَنْ قَبِلَ بِلَا عِلَّۃٍ وَرَدَّ مَنْ رَدَّ بِلَا عِلَّۃٍ (جس کو قبول کیا بلا سبب بلا استحقاق قبول فرمایا جس کو مردود بارگاہ کیا بلا علت کیا) یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ کا یہی رمز ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

راندۂ سابقت ندانم چیست خواندۂ خاتمت ندانم کیست
کس نداند ز کارسازی تو کہ نہ ترسد ز بے نیازی تو

(ازل میں کیا مقدر ہو چکا ہے مجھے کچھ نہیں معلوم خاتمہ کس کا مقبول ہوگا میں نہیں جانتا، تیرے کرشمے سے کوئی بھی واقف نہیں، کون ہے جو تیری بے نیازی سے خوف نہیں کھاتا)۔

Marfat.com

ایک عزیز نے عرض کی کہ کسی چیز سے بھاگنا جب کہ اس کی برداشت یا مقابلہ کی طاقت نہ ہو پیغامبروں کی سنت ہے؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ ہاں، اور اس کے بعد یہ قصہ ارشاد فرمایا کہ جب پیغمبر علیہ السلام نے مکّہ میں رہنا مصلحت نہ دیکھی اور ہجرت فرمانے کا حکم آیا تو ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف رخ فرمایا اور مکّہ سے نکل آئے، اقربا نے دعاوا بول دیا اور پیچھا کیا، اثناء راہ میں ایک غار ملا، رسول علیہ السلام ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس غار میں تشریف لے گئے۔ اقربا در رسول علیہ السلام اس جگہ پہونچے، حضورؐ یا حضرت صدیقؓ دو میں سے کوئی نظر نہ آئے، غار کے پاس آئے اُس غار کے منھ پر مکڑے کا جالا بُنا ہوا دیکھا اس سے انہوں نے سمجھا کہ اس غار کے اندر کوئی نہیں گیا، ناکام لوٹ آئے ؎

عنکبوت غار را گفتم کہ ایں پردہ چہ بود
گفت مہمانِ عزیز آمد بگردم در رسید

(غار والے مکڑے سے میں نے پوچھا کہ یہ پردہ کیا تھا؟ اُس نے کہا کہ سپیدۂ سحر

Marfat.com

میں ایک معزز مہمان میرے یہاں جلوہ افروز ہوا تو میں نے اُسے پردہ میں لے لیا) رسول علیہ السّلام اور حضرت ابابکر صدیق رضؓ اس غار سے باہر تشریف لائے، مدینہ کا رُخ فرمایا اور سلامتی کے ساتھ مدینہ پہونچ گئے۔ اِس قِصّہ سے مقصود یہ ہے کہ کسی چیز سے بھاگنا جب کہ اس کی طاقت نہ ہو تو اس کو اسی دلیل سے سنّتِ پیغمبران کہتے ہیں۔ پھر اس بندۂ بیچارہ نے عرض کیا بَلا سے بھاگنا بھی پیغمبروں کی سنت ہے؟ بندگی مخدوم قدس اللہ نے فرمایا ہاں پیغمبروں کی سنت ہے۔ بعد اسکے فرمایا جب موسیٰ علیہ الصلواۃ والسلام پر فرمان آیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قَالَ اَلْقِهَا یَامُوسٰی فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی (ارشاد ربانی ہوا کہ اے موسیٰ لاٹھی کو ڈال دو انہوں نے چھوڑ دیا تو اچانک وہ لپکنے والا سانپ تھا) جب موسیٰ پیغمبر علیہ السلام نے عصا ڈال دیا تو وہ عصا سانپ ہوگیا اور اُس نے حملہ کیا.........

.... موسیٰ علیہ الصلواۃ والسلام بھاگے فرمان آیا قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی (پھر ارشاد رب ہوا تم اپنی چھڑی لے لو ڈرو مت وہ اپنی پُرانی صورت پر لوٹ آئے گی)

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ بڑھایا سانپ کو پکڑ لیا تو جیسا کہ وہ عصا
تھا آپ نے اپنے ہاتھ میں ویسا ہی پایا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ موسیٰ
پیغامبر علیہ السلام اس بلا سے بھاگے، اور بھی چند پیغامبروں نے
بلا سے احتراز کیا ہے، اسی معنی کر یہ پیغمبروں کی سنت ہو گی۔ پھر اس
بندہ بیچارہ نے عرض کی کہ جس شخص نے نزول بلا میں بلا سے گریز
کی اس نے بلا پر صبر نہیں کیا، گویا کہ وہ خداوند تعالیٰ کی مرضی پر نہیں
رہا اور جو کہ بلا پر صبر نہیں کرتا اور اللہ کی رضا پر راضی نہیں رہتا
اس کے حق میں یہ وعید آئی ہے حاکیاً عن اللہ تعالیٰ اِنِّیْ
اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مَنْ لَّمْ یَرْضِ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ
عَلٰے بَلَائِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ فَلْیَخْرُجْ عَنْ سَمَائِیْ
فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ (اللہ کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں
کہ وہ کہتا ہے بیشک میں ہی ہوں میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی نہیں ہے
پس میں ہوں جو میرے فیصلے پر راضی نہ ہوا جس نے میری بلاؤں پر صبر نہ کیا
اور میری نعمتوں پر شکر ادا نہ کیا اُسے چاہئے کہ وہ میرے آسمان کے نیچے
سے نکل جائے اور میرے سوا کوئی دوسرا رب ڈھونڈ لے)۔ بعد اس کے

Marfat.com

فرمائے، بَلا سے بھاگنے کا حکم ہے اور بھاگنا بَلا میں صبر کے منافی نہیں ہے۔ بَلا میں صبر کیا ہے جانتے ہو؟ بَلا میں صبر یہ ہے کہ جب بَلا یا مصیبت بندہ کو پہونچے تو ناخوش نہ ہو۔ اہل محبت و عشق کو جتنی بَلائیں کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے پہونچتی ہیں یہ لوگ اس کو قبول کرنے کے لئے جان و دل سے استقبال کرتے ہیں اور خوشی و خرمی کے ساتھ اس تلخ گھونٹ کو پی لیتے ہیں اور اس بات کا دم لگاتے ہیں کہ اور ملے اور ملے اور زبان حال سے یہ کہتے ہیں ؎

جانے دارم کہ بارِ عشق تو کشد تا درِ سرکارت نشود نگریزم
ہر بَلائیکہ جان نماید از و از یکے دہ ہزار شاید ازو

(بس ایک جان ہی تو رکھتا ہوں کہ تیرے عشق کا بوجھ اُٹھائے ہے جب تک تیرے کام نہ آجائے ہٹنے کا خیال نہیں، تیرے عشق میں جو بَلا جان پر نمودار ہوتی ہے تشنگی یہ ہے کہ ایک کے بدلے میں ہزار کی طلب ہوتی ہے)

چودھویں مجلس (۱۴) { بیسویں ماہ مذکور روز یکشنبہ آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کی

Marfat.com

سعادت نصیب ہوئی۔ قاضی زاہد نے عرض کی کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ بَشَّرْتُہٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ (جو مجھے صفر کے نکل جانے کی خوش خبری دے گا تو میں جنت میں اُسے داخل ہونے کی بشارت دیتا ہوں) پیغمبران صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے لئے مہینوں کی گرانی یا کسی چیز کی سختی نہیں ہوتی اور یہ لوگ یہ نہیں کہتے کہ وہ مہینہ سخت ہے یا یہ مہینہ سخت ہے۔ ان کے نزدیک سب برابر ہے، پس رسول علیہ السلام نے یہ کیونکر فرمایا کہ مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ اِلٰی اٰخِرِہٖ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ اس کی بہت سی تاویلیں کی گئی ہیں، ایک یہ ہے کہ ماہ صفر میں رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے، اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب ماہ صفر گذر جائے گا تو آپ جو کہ میرے حبیب ہیں مجھ سے ملیں گے، پس رسول علیہ السلام کو ماہ صفر سخت نہیں تھا بلکہ ماہ صفر کے نکلنے میں جو دیر ہو رہی تھی وہ تاخیر گراں گذر رہی تھی کہ یہ مہینہ کب گذر جائے تاکہ میں دوست سے ملوں اور اسی حالت میں آپ نے فرمایا من بشّرنی بخروج الصفر بشرۃ بدخول الجنۃ یعنی

Marfat.com

اِس حدیث شریف کے یہ ہیں کہ جو شخص ماہ صفر گذر جانیکی خوش خبری دے گا یعنی وہ مجکو دوست سے ملنے کی خوش خبری دے گا تو میں اس کو بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دیتا ہوں۔ امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں آیا ہے کہ بارہویں ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن خواجۂ کائنات خلاصۂ موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارِ فنا سے دارِ بقا کو رحلت فرمائے اور دوست دوست سے مل گئے، رمز یہ ہے جیسا کہ کہا ہے اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (موت کی مثال ایک پُل کی ہے جس سے حبیب اپنے حبیب کی طرف پہونچتا ہے) اس مقام پر فرمایا کہ اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اپنے کاروبار کا موازنہ اپنے اس وقت کے کاروبار سے کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے، موافق اُس کے نہ پایا، ڈرے کہ ہمارے دین کے کاموں میں نقصان و ضرر واقع ہو رہا ہے اِسی سبب سے گھر بار زن و فرزند سب کو چھوڑ کر غربت و عزلت گوشہ نشینی اختیار کرلی ؎

کوہ و صحرا بگیر ہمچو وحوش خانماں را بماں بگربہ و موش

Marfat.com

(پہاڑ اور جنگل کو ان جانوروں کی طرح اختیار کرو جو ہر چیز سے وحشت کھاتے ہیں، اور گھر بار جورو اور بیٹوں کے لئے چھوڑ دے) دین کا غم جس کے دامنِ دل کو تھام لیتا ہے، زن و فرزند گھر بار اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہوتے۔ حاضرینِ مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ صحابہ میں سے تھے یا نہیں؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ صحابہ میں سے نہیں تھے، لیکن بہت سارے صحابہ کو آپ نے پایا ہے، جیسا کہ روایت کرتے ہیں کہ تابعین میں سے تھے جتنے صحابہ کی صحبت میں آپ رہے ہیں اور کسی تابعی نے اتنے صحابہ کو نہیں دیکھا ہے، بعد اس کے فرمایا کہ ایک دن خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ اے خواجہ ہم لوگ صحابہ کے نزدیک کیسے ہیں؟ جواباً ارشاد فرمایا کہ اگر صحابہ تمہیں دیکھتے تو کہتے کہ تم لوگ شیاطین میں سے ہو، اور اگر تم ان لوگوں کو دیکھ لیتے اور ان کے کاروبار یعنی معمولات کا معائنہ کرتے تو تم کہتے کہ یہ لوگ مجنون و دیوانے ہیں۔ بعد اس کے مخدوم فرمائے کہ تبع تابعین کا یہ حال تھا جو خواجہ

Marfat.com

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور اس وقت ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سو چالیس سال بھی پورے نہ گذرے تھے، وائے ہم بیچاروں پر کہ سات آٹھ سو سال گذر رہے ہیں ہم لوگ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کرتے ہیں، جس نے کہا ہے ٹھیک کہا ہے ؎

سودہ گشت از سجدۂ راہ بتاں پیشانیم
چند بر خود بہ تہمت دینِ مسلمانی نہم

(بتوں کی راہ میں سجدہ کرتے ہوئے پیشانی گھس گئی، اسی حال میں کب تک دین مسلمانی کی تہمت اپنے اوپر لگاؤں) اور حسرت ہے ان لوگوں پر جو آئندہ پیدا ہوں گے، خدا بہتر جانتا ہے کہ ان کا حال کیا ہوگا

ایک عزیز نے عرض کی کہ صبر ایمان کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے؟ بندگی مخدوم شرفہ اللہ نے فرمایا کہ ہاں صبر ایمان کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ پھر عرض کی کہ اگر ایمان کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے تو جس شخص میں صبر نہیں ہے اس کا کیا حال ہے؟ فرمائے کہ ایسی بات ہی نہیں ہے۔ ہر شخص اپنے ایمان کے موافق ضرور صبر رکھتا

Marfat.com

ہے، بعض کا صبر ظاہر ہوتا ہے اور بعض کا صبر ظاہر نہیں ہوتا۔ یہ نہیں دیکھتے کہ رسول علیہ السلام والتحیۃ نے فرمایا کہ اَلْاِیْمَانُ نِصْفَانِ (ایمان کے دو حصے ہیں) نصف حصّہ شکر اور نصف حصّہ صبر تو اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس نے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا اُس کو صبر حاصل ہوا کوئی مومن صبر سے خالی نہیں ہے اور نہ خالی ہوگا۔ بعد اس کے فرمائے کہ صبر کی توفیق جس کو دیتا ہے خدائے تعالیٰ دیتا ہے، بندہ کو ہر حال میں چاہیے کہ صبر کی استعانت (مدد) اپنے مولا سے کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یَآ اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (اے ایمان والو مدد حاصل کرو صبر اور نماز کے ذریعہ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے) تمام مخلوق ان دو صورتوں میں مبتلا ہیں، یا ان کو نعمت حاصل ہے یا وہ بلا میں مبتلا ہیں۔ اگر نعمت سے نوازا ہے تو شکر طلب کرتے ہیں اور اگر مصیبت میں مبتلا ہیں تو صبر ڈھونڈھتے ہیں، جس کو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں اور ایمان کا دعوی کریں تو یہ بات یقینی ہے کہ دعوی بلا دلیل

Marfat.com

بے فائدہ ہے۔

پندرہویں مجلس (۱۵)

چھبیس ویں ماہ مذکور روز چہار شنبہ آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کی سعادت نصیب ہوئی، تبدیل اخلاق میں گفتگو ہو رہی تھی، بندگی مخدوم مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ صوفیان تبدیل اوصاف کو گردش کہتے ہیں، اور مرید کا پہلا کام یہ ہے کہ بری خصلتوں کو نیک اوصاف سے بدل ڈالے، غصہ کی جگہ بردباری، بخالت کے بدلے سخاوت، غرور کی جگہ خلق، بدکلامی کی جگہ خوش کلامی، افعال میں برائیوں کی جگہ نیکی اور اسی طرح تمام باتیں اختیار کرے۔ یہ بات مرید کے لئے بمنزلہ وضو کے ہے جس طرح بلا وضو کے نماز نہیں ہوتی، اسی طرح بلا اس گردش کے مرید کو طریقت میں راہ نہیں ملتی۔ تمام مجاہدے تمام ریاضتیں اسی گردش یعنی اسی بات کو حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہیں، صوفیوں کا یہ طبقہ کہتا ہے کہ اگر یہ گردش حاصل ہو گئی تو طہارت کامل پیدا ہوئی اب جو عبادت بھی وہ کرے ٹھیک اور قبول ہوگی اور قیامت میں نفع بخش بھی۔ اور جس غریب کو اس نعمت سے ایک

Marfat.com

ذرہ نصیب نہیں ہے۔ وہ نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اور علمائے دنیا ہر حیثیت سے اس کے درست ہونے کا فتویٰ دیدیں اور وہ غریب اس سے عہدہ برا ہو گیا ہو تو بھی کل قیامت کے دن کچھ سود مند نہ ہوگا۔ اس لئے یہ طبقہ صوفیہ گردش کو فرض عین جانتا ہے اور جب یہ بات پیدا ہو گئی تو نفس غایب ہو گیا اور ایسا نفس جو کہ مغلوب نہیں ہوا دل اس کا فر کا قیدی ہے، نفس جو حکم دیتا ہے، دل قیدیوں کی طرح اس کی تعبداری کرتا ہے، یوں سمجھو کہ مسلمانی کافری کے ہاتھ میں قیدی و گرفتار ہے، جو وہ نفس کافر کہتا ہے یہ مسلمان (دل) اس کی تعبداری میں ہاں نہ کہے تو کیا کرے، دل اور نفس کی صفت یہی ہے، دل ہرگز جھوٹ نہیں بولتا کہ دوزخ کی طرف جانا ہوگا، دل کے تخت پر وہ بیٹھا ہوا دعوائے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (میں ہی ہوں تم سبھوں کا رب سب میں اعلیٰ) کر رہا ہے۔ دل کی صفت تو یہ ہے کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی (مومن کا دل اللہ کا عرش ہے) سے

خانۂ حق خاطرِ مومن بود　　　　مومناں را دل ازاں ساکن بود

(مومن کا دل اللہ کا گھر ہوتا ہے مومن کے دل کو اسی بات سے طمانیت ہوتی ہے)
ہمارے دل کے اندر نفس کافر نے گھر بنا لیا ہے اور دل کو اپنا قیدی بنائے ہوئے ہے، بعد اس کے یہ فرمایا ؎

درون بتخانہ و بیرون مناجات　　مسلماں شو دلا زنار بگسل
ازیں کافر کہ مارا در نہاد است　　مسلماں درجہاں کمتر فتاد است

(دل میں بت رکھا ہے ظاہرا مناجات الٰہی میں مشغول۔ اے دل اب تو مسلمان ہو غیر اللہ کا زنار نکال پھینک، یہ کافرانہ صفت جو تم لوگوں کی طبیعت میں داخل ہو گئی ہے یہی سبب ہے کہ آج دنیا میں مسلمان کم رہ گئے ہیں) جس دم کہ نفس تبدیل اوصاف کے ذریعہ نکل جاتا ہے تو دل بادشاہ ہو جاتا ہے اور نفس دل کا قیدی بن جاتا ہے، جب دل بادشاہ بن جاتا ہے تو ایمان کا آفتاب طلوع فرماتا ہے اور اسلام اپنا جمال دکھلاتا ہے اور معرفت کا دروازہ اس کے سینے میں کھول دیتا ہے بعد اس کے یہ مثنویات زبانِ گوہر فشاں سے فرمائی گئی ؎

اوصاف ذمیمہ چوں بدل شد　　ہر عقدہ کہ در تو بود حل شد
چوں نیستی تو شد محقق　　خیزد ہمہ نعرۂ انا الحق

Marfat.com

(اوصافِ ذمیمہ جب اوصافِ حمیدہ سے بدل گئے تو تیری وہ تمام مشکلیں جو حائل تھیں وہ سب حل ہوگئیں، جب تیرا وجود ختم ہوگیا فنائیت کی جب تجھ پر تسلیط ہوگئی تو اَنَا اللہ جیسے تمامی نعرے تجھ سے اُٹھ سکتے ہیں) اِن باتوں سے مراد و مطلوب یہ ہے کہ جہاں تک تم سے ہوسکے ایک قدم بھی نفس کی موافقت میں نہ چلو اور اس کے حکم پر کاربند نہ ہو تاکہ تم قتل و ہلاک نہ ہو جاؤ اور تمام بزرگانِ دین کہ ان کو نفس کا یہ حال معلوم ہے، اس کے مکر کے وار سے وہ نالاں ہیں اور فریاد کناں ہیں اور زبانِ حال سے کہتے ہیں ؎

کاشکے ہرگز نہ زادے مادرم تا نہ کردے کشتۂ نفس کافرم
کاشکے ہرگز نبودے نام من تا نبودے جنبش و آرام من

(ایسا ہوتا کہ میری ماں مجھے پیدا ہی نہ کرتی تو نفس کافر مجھے قتل نہ کرتا، ایسا ہوتا کہ پیدا ہونے کے بعد آثارِ زندگی کی بنا پر میرا نام ہی نہ رکھا جاتا تو دنیاوی مشاغل و آرام کا میرے ساتھ سوال ہی نہ ہوتا)۔

اِس کے بعد فرمائے کہ ایک شہر میں ایک بزرگ تھے، ایک دِن اُن کے نفس نے خواہش ظاہر کی کہ مرغ کا انڈا کھاتے، اُن

Marfat.com

بزرگوار نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں ہرگز مرغ کا انڈا نہ کھاؤں گا۔

اس عہد کو اُنہوں نے یاد رکھا اور سفر کو نکل گئے۔ بارہ سال تک سفر میں رہے۔ ایک دن ایک شہر میں پہونچے، ایک بزرگ سامنے آئے، اُنہوں نے کہا اے شیخ میرے گھر مہمان ہوجیئے۔ اُن بزرگوار نے قبول کرلیا۔ میزبان گھر گئے اس وقت گھر میں کوئی چیز سوائے مرغ کے انڈے اور روٹی کے موجود نہ تھی، اُٹھا لائے اور شیخ کے آگے رکھا۔ اُن بزرگوار کو وہ قسم یاد نہ رہی، انڈا کھانے کے لئے ہاتھ دُھویا۔ اُن کے نفس نے کہنا شروع کیا کہ آخر ایک مدّت کے بعد اپنی مراد و مطلوب کو پہونچا ہوں۔ اُن کو احساس ہوا کہ نفس کی مراد پوری ہو رہی ہے، فرمایا کہ واللہ ابھی تک تیری آرزو پوری نہیں ہوئی ہے۔ یہ کہا اور اُٹھ کر روانہ ہو گئے۔ بزرگوں نے نفس کو سرکرنے کے لئے اِس طرح عمل کیا ہے، یہاں تک کہ اپنے مطلوب و مقصود کو اُنہوں نے پایا ہے۔ تم چاہتے ہو کہ ماں باپ کی تقلید کر کے محض اسی روزے اور نماز سے مطلوب و مقصود کو پالو، حاشا وکلّا ہرگز منزل تک نہیں پہونچ سکے، بالکل درست کہا ہے جس نے کہا ہے

Marfat.com

آں ہوائے کہ پیش ازیں باشد　　رسم و عادت بود نہ دیں باشد

(اس سے قبل کی جو کچھ بھی آرزو ہے محض رسم ہے عادت کی بنا پر ہے، اسے دین نہیں کہہ سکتے)

سولھویں مجلس (۱۶) ستائیسویں ماہ مذکور روز پنجشنبہ آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ قاضی زاہد نے عرض کی کہ حدیث نبوی و کلام مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں آیا ہے کہ اَلشَّرِیْعَۃُ اَقْوَالِیْ وَالطَّرِیْقَۃُ اَفْعَالِیْ وَالْحَقِیْقَۃُ اَحْوَالِیْ (شریعت میرے اقوال ہیں، طریقت میرے افعال اور حقیقت میرے احوال ہیں) شریعت و طریقت و حقیقت معنًا ایک ہی ہیں یا ہر ایک کے معنی علیحدہ ہیں؟ فرمایا کہ جڑ سب کی شریعت ہے۔ جب تک شریعت حاصل نہ ہو طریقت و حقیقت درست نہیں جیسا کہ کہا ہے ؎

از شریعت در طریقت اندر آ　　تا بیابی حال در وقت صفا

(شریعت کی راہ سے طریقت میں داخل ہو تاکہ احوال کی منزل اپنے تابناک وقتوں میں حاصل کرے) شریعت و حقیقت ایک دوسرے سے جدا نہیں

Marfat.com

ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ حقیقت ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ شریعت
ہے، اگر کوئی صرف لا الٰہ الا اللہ کہنا چاہے تو مسلمان نہ ہوگا جب تک
کہ محمد رسول اللہ نہ کہے گا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ شریعت و طریقت
و حقیقت سب ایک ہے اور طریقت و حقیقت شریعت سے
علیٰحدہ نہیں اور فرق بھی بتلا دیا گیا ہے۔ جیسا کہ رسول علیہ السلام
نے فرمایا کہ شریعت میرا فرمان ہے یعنی جو کچھ میرا فرمان ہے وہ
آسان ترین عبادت ہے اور عوام کی قوت برداشت کے
لائق ہے، اور طریقت میرے معمولات ہیں جو مشکل ترین عبادت
ہے اور اپنے کو ریاضت کی آگ میں ڈالنا ہے، وضو کرنا شریعت
ہے اور شب و روز باوضو رہنا طریقت ہے۔ یہ قوت عوام
کی فطرت میں کہاں ولیکن رسول علیہ السّلام نے اپنے فعل
جس کو کہ طریقت فرمایا امت کو اس کا حکم نہیں دیا اور نہ منع فرمایا۔
اور حقیقت وہ راز ہیں کہ جو رسول علیہ السّلام کے دلِ مبارک
کو خداوند جل عُلاکے ساتھ ہے اور جس میں کسی کو ذرا بھی اطلاع
نہیں۔ ایک عزیز نے عرض کی کہ مکتوبات قدیم میں جو کہ قاضی شمس الدین

Marfat.com

حاکم چوسہ کے نام ہیں بندگی مخدوم جہاں نے ارقام فرمایا ہے کہ ایمان مقلد اور ایمان عارف دونوں کے معنی برابر ہیں سمجھ میں نہیں آیا۔ کہاں عارفوں کا ایمان اور کہاں مقلد کا ایمان یہ قول کیونکر درست ہے کہ "برابر ہیں" ؟ فرمایا کہ ویسا ہی ہے جیسا کہ وہاں لکھا گیا ہے۔ اِس کے معنی از روئے معنی یہ ہوئے کہ مقلد کا ایمان کافر کے کفر کی بہ نسبت ایمان ہے اور بہشت میں داخل ہونا اس کا ثمرہ ہے، لیکن اس پر قناعت کرنی ادنیٰ درجہ کی قناعت ہے۔ اِس گروہ کے نزدیک طالب کا اس ادنیٰ درجہ پر قناعت حرام ہے۔ اگر طالب کو کوئی چیز حاصل ہو تو چاہیئے کہ اس پر قایم نہ رہے، اللہ کے سوا جو چیز بھی اس کو ملے اُن سب کو اپنی راہ کا بت و زنار جانے، اور ہمت بلند رکھے جو اصل مطلوب و مقصود ہے اس کی طلب میں رہے۔ عارف کا ایمان بھی ایمان ہے۔ عارف مقصود کی انتہا کو نہیں پہونچے ہوئے ہیں، اِس لئے اپنے ایمان کو مقلد کے ایمان کے برابر جانتے ہیں۔ عدم مشاہدہ کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں جس طرح

Marfat.com

دسؔ درم بہ نسبت ایک درم کے بہت ہے اور دسؔ ہزار درم بہ اعتبار ایک ہزار درم کے بہت زیادہ ہے، لیکن بہ اعتبار بے انتہا کے کیا دس اور کیا دس ہزار دونوں برابر ہیں (کچھ بھی نہیں) راہ سخت مشکل ہے، بلا محافظ و نگہبان کے اس راہ کے نشیب و فراز سے گذر نہیں سکتا۔

ہاں تا نہی پائے دریں راہ بہ بازی زیراکہ دریں راہ بسی نشیب و فراز است

(ہاں دیکھ اس راہ میں قدم سمجھ کر رکھنا، کیونکہ اس راہ میں نشیب و فراز بہت ہیں)

بعد اس کے فرمائے سبحان اللہ صدیق اکبر پوچھتے ہیں مَا الْاِیْمَان (ایمان کیا ہے؟) تو دوسرے کیا کہہ سکتے ہیں' اور ایسے ایمان پر کیونکر اعتماد کیا جائے۔ زہے ہمّت سالک' ہمت ایسی ہونی چاہئے تاکہ ایمان کے صحرا اور جنگل طے ہوسکیں اور امید ہو کہ منزل تک پہونچ جائے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ جس کسی نے محبت کا دعوی کیا اُسے دو بلاؤں کے لئے خود کو سازگار بنا لینا چاہیئے۔ اِس کے بعد جان کی محبت اپنے اندر سرے سے نہ پائے۔ اس بلا کی وجہ سے جو حق کی جانب سے ہوتی ہے۔ اور دوسرا درجہ اس بلا کا ہے جو

Marfat.com

مخلوق کی جانب سے کرائی جاتی ہے اِسی لئے یہ محبّین کا گروہ ہرگز کبھی بھی محبت کا دعویٰ نہیں کرتا کیونکہ وہ دونوں کا حشر دیکھ چکا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ دعویٰ کے بعد اللہ کی جانب سے برہان کی طلب ہوتی ہے۔ اس کے باوجود پھر بھی کاروبار محبت سے نہیں رکتے ہیں یہ امید رکھتے ہوئے شاید کہ پہونچیں جہاں تک پہونچ سکیں، دوادوش کبھی بھی نہیں چھوڑتے اور آدمی جب تک زندہ ہے اسے جد وجہد سے باز نہیں آنا چاہیئے۔ دعویٰ بادشاہی کا ہرگز نہ کرو۔ آقا کی غلامی میں دیدار کا انتظار کرتے رہو، ظاہر ہے ان احوال میں کوئی بھی انبیاؑ کے کمال کو کیسے پہونچ سکتا ہے۔ اس کا یہی حال رہا ہے، بلائیں جتنی زیادہ نازل ہوں مذہب عشق میں صبر و استقامت اتنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

جیسا کہ نوح علیہ السلام کا قصہ ہے کہ آپ نے نوسوپچاس سال کی عمر پائی۔ روزانہ دعوت اسلام دیتے اور قوم ہر روز اینٹ و پتھر مارتی، یہاں تک کہ ایک روز ستر مرتبہ آپ کی قوم نے اس درجہ ستایا کہ ہر بار بے ہوش ہو جاتے، جب ہوش

Marfat.com

یں آتے تو پھر خلق کو دعوت اسلام دیتے، دیکھ لو یہ قوت دوسروں کی فطرت میں کہاں ہے۔ اِسی معنی کو ایک عزیز نے کہا ہے ؎

می نہ دانم کیں چہ مرداں سُودہ اند کز عمل یکدم نمی آسودہ اند
لاجرم در بندگی سلطاں شدند مہترِ خلقِ جہاں ایشاں شدند
درد ایشاں نیست از کسب عطاست کے چنیں دردے شود از کسب راست

(میں نہیں جانتا کہ یہ مَردانِ راہ کس بلند مقام کے تھے کیونکہ عمل سے کبھی بھی انہیں آسودگی نہ ہوئی آخر اس مقام پر آئے کہ حق کی غلامی میں شامل ہوئے اور شہنشاہ بن گئے، تمام مخلوق کے سردار ہوئے، حق یہ ہے کہ ان لوگوں کے جیسا درد کسب سے نہیں ہے بلکہ عطائے حق ہے، ایسا درد کسب کے ذریعہ کہاں راس آتا ہے)۔ بلا ہر ایک پر نازل ہوتی ہے لیکن بندہ کی قوت برداشت اور اس کے حسب حال بَلا کا نزول ہوتا ہے، جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آپ کی والدہ سے صبح کے وقت جُدا کیا اور مغرب کے وقت تک آپ کو آپ کی والدہ کے پاس واپس پہونچا دیا اور جناب یوسف علیہ السلام کو یعقوب علیہ سے جُدا کیا

Marfat.com

تو اسّی سال کے بعد ملاقات کرائی۔ اِس کا یہ مطلب ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کمزور عورت تھیں ان کو اس بلاوسختی کے برداشت کی طاقت نہ تھی، صبح کو جُدا کیا اور شام کو واپس دیدیا اور یعقوب علیہ السّلام پیغمبر اور مَرد تھے، اِس بَلا وفراق کے اُٹھانے کی قوت تھی اِنَّ اَشَدَّ البَلَاءِ عَلَے الْاَنْبِيَاءَ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ (سخت ترین بَلائیں پیغمبران علیہم السلام پر نازل ہوئیں، بعد ان کے جو ان سے زیادہ مماثلت رکھتے تھے پھر ان سے جو قریب تھے درجہ بدرجہ)

جب جناب ایوب علیہ السّلام کے جسم مبارک میں کیڑے پیدا ہو گئے اور آپ اس بَلا میں مبتلا ہوئے تو نوبت یہاں تک پہونچی کہ کیڑوں نے گوشت کھا لیا اور ہڈیوں تک پہونچ گئے تو بھی آپ نے نالہ وفریاد نہیں کی۔ جب کیڑوں نے دل اور زبان مبارک کا قصد کیا تو حضرت ایوب علیہ السّلام نے نالہ وفریاد کی۔ آپ کا یہ نالہ وفریاد بَلا کی زحمت کے سبب سے نہ تھا بلکہ دل و زبان کے ضائع ہونے کے سبب تھا۔ یعنی اگر دل وزبان کو یہ کیڑے کھا گئے تو ذکر ختم ہو جائے گا اور ہم ذکر سے محروم ہو جائیں گے۔ اِسی حالت میں

Marfat.com

آپ نے مناجات کی جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (جناب ایوبؑ نے جب پکارا اپنے رب کو اے میرے اللہ میرا حال یہ ہوگیا ہے کہ میں نے ضرر کا احساس کر لیا ہے میرے اِس نزول پر رحم فرما تو بڑا رحم کرنے والا ہے)

بعد اس کے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہم السلام کے قِصّہ کا ذکر ہوا، بندگی مخدوم شرفہ اللہ نے فرمایا کہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السّلام منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ ایک دیوانہ ظاہر ہوا اور کہا مَنْ عَالِمُ النَّاس (لوگوں میں سب سے زیادہ عِلم کسے ہے؟) حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا اَنَا اَعْلَمُ النَّاس (سب سے زیادہ عِلم مجھے دیا گیا ہے) لیکن خدائے تعالیٰ سے پوچھتا ہوں' پہاڑ پر گئے اور سوال کیا۔ فرمان ہوا میرے بندوں میں ایک بندہ ہے جس کا نام خضر ہے وہ تم سے زیادہ دانا ہے۔ موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی الہٰی! انہیں مجھے دِکھلا دے اور موقع عنایت فرما کہ میں ان سے علم حاصل کروں'

Marfat.com

خدائے تعالیٰ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور اس کا موقع عنایت فرمایا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام ان سے علم حاصل کریں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کی تلاش شروع کی اور وہ انہیں مل گئے جیسا کہ قرآن میں ہے فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ (پایا انہوں نے میرے بندوں میں سے ایک بندہ کو جسے میں نے اپنی خاص رحمت عنایت کی تھی اور اپنی جانب سے خاص علم دیا تھا) جب موسیٰ علیہ السّلام آپ کی تلاش میں نکلے اور اُن سے ملاقات ہوگئی تو حضرت خضر علیہ السّلام نے کہا کہ اے نبی اللہ کس کام سے آپ آئے ہیں؟ کہا کہ آپ کی شاگردی کے لئے۔ خضر علیہ السلام نے کہا آپ ہمارے ساتھ صبر (برداشت) نہ کرسکیں گے جیسا کہ اللہ نے کہا ہے قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ۝ (کہا تم میرے ساتھ رہ کر صبر کی تاب نہ رکھو گے) موسیٰ علیہ السّلام نے کہا ہم صبر کریں گے، پس خضر اور موسیٰ علیہم السلام دونو ساتھ چلے یہاں تک کہ ایک کشتی پر پہونچے اور دونوں کشتی میں سوار ہوگئے۔ خضر علیہ السّلام نے کنارہ پر پہونچ کر کشتی کو توڑ دیا، موسیٰ

Marfat.com

علیہ السّلام نے پوچھا کہ دوسرے کی کشتی کو کس سبب سے شکستہ کر دیا؟ خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ کیا ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ صبر نہ کر سکیں گے جیسا کہ قرآن میں ہے قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا (خضر نے کہا میں نے قبل تم سے کہا تھا کہ تم میں صبر کی تاب نہ رہے گی) موسیٰ علیہ السّلام نے کہا تنگ دلی کے سبب کہہ گیا میری گرفت نہ فرمایئے۔ جب اس کشتی سے اترے دونوں چلے، ایک لڑکے کو دیکھا کہ لڑکوں میں کھیل رہا ہے، خضر علیہ السلام لڑکوں کے بیچ گئے اور اس لڑکے کو پکڑ لائے اور مار ڈالا۔ موسیٰ علیہ السّلام نے کہا اِس بچے کو بے قصور کیوں مار ڈالا اتنا بُرا کام کیا، کیا اِس پر قصاص نہ ہوگا؟ خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا ہم نے یہ نہ کہا تھا کہ آپ ہمارے ساتھ چلنے کی طاقت نہیں رکھتے میری صحبت چھوڑ دیجئے اور ہم سے علیحدہ ہو جایئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر اس کے بعد پھر سوال کروں تو مجھکو اپنی صحبت میں نہ رہنے دیجئے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ (جناب موسیٰ علیہ السّلام نے کہا اب اگر

Marfat.com

ہیں نے تم سے کچھ پوچھا تو تم مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا) پھر دونوں روانہ ہو کر ایک دیہات پہونچے، اس گاؤں میں ایک دیوار خراب ہو گئی تھی۔ خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو بلا مزدوری لئے ہوئے درست کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا دیوار بلا اُجرت کے کیوں بنا دی؟ خضر علیہ السلام نے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ (جناب خضرؑ نے کہا اب ہمارے اور تمہارے درمیان جدائی کی گھڑی آگئی) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یا خضر علیہ السلام میں اس وقت تک آپ کو نہیں چھوڑ سکتا جب تک کہ آپ ہر ایک کو بیان نہ فرما دیں اور جب تک کہ میں آپ سے یہ علم سیکھ نہ لوں اس وقت تک میرا جُدا ہونا درست نہ ہوگا۔ یہ جو کچھ آپ نے کیا اس سے مجھے آگاہ فرمائیے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کہ وہ کشتی ان غریبوں کی تھی جو اس سے روزی کماتے تھے، ایک ایسا ظالم بادشاہ پیچھے سے آرہا ہے اور وہ ان ساری کشتیوں کو جو بے عیب ہوتی ہیں اپنے مِلک و قبضہ میں کر رہا ہے، میں نے اس کشتی کو اِسی لئے عیب دار کر دیا تاکہ وہ بادشاہ اس کشتی کو

Marfat.com

نے اَمَّا السَّفِیْنَۃُ فَکَانَتْ لِمَسَاکِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَھَا وَکَانَ وَرَاءَھُمْ مَلِکٌ یَّاْخُذُ کُلَّ سَفِیْنَۃٍ غَصْبًا (کشتی کی صورت حال یہ ہے کہ وہ کچھ غریب مزدوروں کی تھی جو دریا میں مزدوری کرتے ہیں میں نے اُسے عیب دار بنانے کا ارادہ کیا اس لئے کہ پیچھے سے ایک بادشاہ کی آمد تھی جو اچھی کشتیوں کو قبضہ میں کر لیتا) اور جو اس لڑکے کو ہم نے مار ڈالا اس کا سبب یہ تھا کہ اس کے ماں اور باپ مسلمان وپارسا ہیں اور وہ کافروں کا دلدادہ ہے۔ اس کے ماں باپ چاہتے ہیں کہ مار ڈالیں اِس لئے ہم نے اس کو مار ڈالا تاکہ اس کے ماں باپ چھٹکارا پاجائیں، خدائے تعالیٰ ان لوگوں کو ایک دوسرا لڑکا دے گا جو پارسا اور مہربان ہوگا جیسا کہ قرآن میں ہے وَاَمَّا الْغُلَامُ فَکَانَ اَبَوَاہُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَا اَنْ یُّرْھِقَھُمَا طُغْیَانًا وَّکُفْرًا (اور نابالغ بچے کے واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ان کے والدین مومن تھے مجھے اس کا خدشہ ہوا کہ آئندہ زندگی اپنی بغاوت اور کفر کی وجہ سے آخرت کی ناکامی کے مستحق نہ ہوں)۔ اور وہ دیوار جس کی ہم نے مرمت کردی اور درست کردیا اس دیوار کے اندر دو یتیموں کا خزانہ تھا اگر وہ گرجاتی

Marfat.com

تو وہ دفینہ باہر آجاتا لوگ اس کو لے لیتے اور وہ دونوں یتیم اس سے محروم ہو جاتے خدائے تعالیٰ نے اس خزانہ کو ان یتیموں کے لئے عنایت فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَۃِ وَکَانَ تَحْتَہٗ کَنْزٌ لَّھُمَا وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّھُمَا وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَھُمَا رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ وَمَا فَعَلْتُہٗ عَنْ اَمْرِیْ ذٰلِکَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْہِ صَبْرًا (دیوار کے واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ شہر میں دو نابالغ یتیم بچے ہیں اور اس دیوار کے نیچے خزانہ ہے جو ان لوگوں کے لئے چھپا رکھا ہے۔ ان کے والدین صالح لوگوں میں سے تھے تو تمہارے رب نے ارادہ کیا کہ یہ بچے بالغ ہو لیں تو اپنا خزانہ نکال لیں گے۔ یہ تمہارے رب کی رحمت کا اہتمام ہے میں نے جو کچھ کیا اپنی طرف سے نہیں کیا ہے اور یہی ہے ان واقعات (گذشتہ) کی تفصیل جس پر تم صبر نہ کر سکے)۔ اس خزانہ میں جو کہ دیوار میں مدفون تھا کیا چیز تھی اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ خزانہ یہی زر و نقرہ و مال دنیاوی ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے خزانہ فرمایا ہے اور بعض کا قول

Marfat.com

ہے کہ اس دیوار کے نیچے ایک تختہ رکھا ہوا تھا اُس تختہ میں چند کلمات لکھے ہوئے تھے اور وہ یہ دو کلمے ہیں، ایک مَنْ اَیْقَنَ بِالْقَدْرِ کَیْفَ یَحْزَنُ (جس کو تقدیر پر یقین آگیا کیسے مغموم ہوگا) اور دوسرا کلمہ مَنْ اَیْقَنَ بِالْمَوْلیٰ کَیْفَ یَفْرَحُ (اور جو مولی پر یقین رکھتا ہے کس طرح مطمئن ہوکر مسرت میں گم ہوگا)۔ پس موسیٰ علیہ السّلام وہاں سے لوٹ گئے۔ اس کے بعد تکبر اور خود بینی کا ذکر ہونے لگا بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ اے برادر اِس پر کس کی نظر ہے کہ اُس لعین نے کیا کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ (میں اُس سے بہتر ہوں) سب جانتے ہیں کہ اِس بارے میں اس کے ساتھ کیا پیش آیا اور اس کا کیا حال ہوا، رمز یہ ہے کہ کہا ہے ؎

چند بر خود بنگری رو قصۂ شیطاں بخواں
تا ترا معلوم گردد حالِ آں خود بیں چہ شد

(کب تک خود بینی میں لگے رہو گے، جاؤ شیطان کے قصّہ پر غور کرو تاکہ تم پر یہ معاملہ کھل جائے کہ اُس کی خود بینی کی وجہ سے اُس کا کیا حال ہوا) بندگی مخدوم شرف اللہ نے فرمایا کہ ہر جنس اور ہر مال کا دعویٰ کرنا آسان ہے مگر اس

Marfat.com

دعویٰ کی دلیل پیش کرنا دشوار ہے۔

سترہویں مجلس (۱۷) دسویں ماہ شعبان روز جمعہ سنہ مذکور آستانہ عالیہ کی خاکبوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ خانۂ کعبہ کی فضیلت کا ذکر ہو رہا تھا۔ بندگی مخدوم نصرہ اللہ نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر مرتب فرمائی رب العالمین کا حکم آیا کہ میرے بندوں کو پکار دیجئے کہ وہ خانۂ کعبہ کی زیارت کو آئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی خدایا آپ کے بندے میری آواز کیونکر سن سکیں گے؟ حکم ہوا کہ ندا کرنی تمہارا کام ہے اور آواز سنوا دینا میرا کام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قبیس کی پہاڑی پر جا کر ندا کی کہ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَنِی بِبِنَاءِ الْکَعْبَةِ فَبَنَیْتُهَا فَبِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی دَعَوْتُکُمْ فَاَجِیْبُوْا لِیْ بِزِیَارَتِهَا یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکُمْ (اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم کیا کعبہ کے بنانے کا تو میں نے اسکو بنا دیا پھر اللہ کے حکم سے مَیں نے تم لوگوں کو دعوت دی تم اسے قبول کرو، اس کی زیارت کے ذریعہ اللہ تم لوگوں کے گناہوں کو معاف کر دے گا)

Marfat.com

خدائے تعالیٰ نے اپنی قدرت سے آپ کی آواز کو ان لوگوں کے کانوں تک پہونچا دیا جو کہ باپوں کی پشت اور ماؤں کے پیٹ میں تھے، جس نے اس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ندا و پکار سنی اور ایک بار لبیک کہی اُس نے ایک بار حج ادا کیا اور جس نے دو بار لبیک کہی اُس نے دو حج ادا کیا اور جس نے تین مرتبہ لبیک کہی اُس نے تین حج ادا کئے اور اس سے زیادہ جتنی مرتبہ جس نے لبیک کہی اُس نے اُتنا ہی حج ادا کئے۔ اور جس نے لبیک نہ کہی اس نے ہرگز حج نہ کیا اور اس نے اس کی توفیق نہ پائی۔ زیارت خانہ کعبہ کی دولت ونعمت ہر زمانہ میں تھی اور ہے اور تاقیامت رہے گی، جن لوگوں نے اِس دعوت کو قبول کیا وہ حج کی دولت پائیں گے۔ بعد اس کے یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب حاجیان ایامِ حج اور علاوہ دنوں میں بھی طواف کے بعد سعی کے لئے صفا و مروہ میں جاتے ہیں، وہاں صفا اور مروہ کے نزدیک ہی ایک بوڑھی لنگڑی عورت بیٹھی رہتی تھی اس کا کام یہ تھا کہ جو حاجی سعی کرنی چاہتے وہ اپنے کمبل اور کپڑے اس لنگڑی عورت کے سپرد کر دیتے اور

Marfat.com

خود سعی کرتے۔ ایک دن ایک مرد جو ملک ہند سے حج کے لئے
مکّہ گئے تھے بعد حج سعی کرنے کو کوہ صفا و مروہ میں گئے اس
بوڑھی عورت کو انھوں نے پہچانا، اس سے کہا کہ تو فلاں جگہ
رہتی ہے، اس عورت نے کہا کہ میں یہاں رہتی ہوں اور تمام
سال اِس کام کے سوا کوئی کام نہیں کرتی تاکہ لوگ سعی کریں، اس کے
بعد فرمائے کہ قبلہ کے طواف کے وقت جو لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ
لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکُ
لَاشَرِیْکَ لَکَ (ہم حاضر ہیں اے اللہ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں
ہم حاضر ہیں بیشک حمد و نعمت سب تیری ہے اور سلطنت تیری ہے اور تیرا
کوئی شریک نہیں) کہتے ہیں، یہ جواب اس دعوت کا ہے جو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے ندا کی تھی، جو لوگ اس سعادت کو پائے ہوئے
ہیں انہوں نے وہ پکار سُنی ہے اور اس دعوت کو قبول کیا ہے۔ بعد
اس کے فرمائے کہ عرب کی دو خاصیت ہے، ایک ایفائے عہد
کہ ہرگز عہد شکنی نہیں کرتے، دوسرے ضیافت (مہمان نوازی)
یہ مہمان داری بے حد کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کے یہاں گیا

Marfat.com

تو پھر وہ نہیں چاہتے کہ دوسرے کے یہاں جائے۔ ان لوگوں کی
اپنی لونڈیوں اور نوکروں کو ہدایت ہوا کرتی کہ اگر ہم گھر میں نہ ہوں
اور کوئی مہمان پہونچ جائے تو تم لوگ اس کی مہمان داری کرو،
وہ میرے گھر سے محروم واپس نہ جانے پائے۔ روایت ہے کہ
جب موسیٰ اور خضر علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور دونوں چلے،
یہاں تک کہ ایک قریہ (دیہات) میں پہونچے، بھوکے تھے، کھانے
کی کوئی چیز چاہی تاکہ غذا کریں۔ اس گاؤں والوں میں سے کسی نے
بھی کوئی چیز انھیں نہ دی، جب یہ خبر سارے عرب میں مشہور ہوئی
کہ دو پیغمبر فلاں قبیلہ میں پہونچے تھے، اُن سے کھانا طلب کیا کسی نے
بھی ان کو کھانے کی کوئی چیز نہ دی، دونوں پیغمبر بھوکے سو رہے
تو اہل عرب نے یہ طے کیا کہ کوئی شخص اس قبیلے میں نہ اپنی لڑکی
دے نہ اپنے لڑکے کے لئے کوئی لڑکی لائے، آج تک یہی حال ہے۔
ان کا کہنا تھا کہ جس دیہات میں پیغمبر خدا آئے اور وہاں کے لوگ
ان کو مہمان نہ رکھیں، ایسے لوگ ہرگز رشتہ کے لائق نہیں ہیں اگرچہ
جن لوگوں نے حضرت موسیٰ اور خضر علیہم السلام کو مہمان نہیں رکھا

Marfat.com

وہ سب کے سب مر چکے ہیں، تاہم اُن کے آل و اولاد سے یہ داغ نہ مٹا، چنانچہ یہ روایت ہے کہ جب ہمارے رسول علیہ السلام مسندِ رسالت پر جلوہ افروز ہوئے اور خلق کو دعوتِ اسلام فرمانے لگے اور آپ پر وحی آنے لگی اور یہ قصّہ رسول علیہ السّلام پر بذریعہ وحی نازل ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حَتّٰی اِذَا اَتَیَا اَھْلَ قَرْیَۃِ اِسْتَطْعَمَا اَھْلَھَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْھُمَا (یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس پہونچے تو وہاں کے لوگوں سے کھانے کو مانگا اور انھوں نے اُن کو ضیافت کا دینا منظور نہ کیا) اس گاؤں والوں نے جب یہ سُنا کہ میرے قصّہ کی خبر پیغمبر علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ ہوگئی ہے بہت افسردہ ہوئے اور کہنے لگے اب قیامت تک یہ داغ ہم لوگوں کی پیشانی پر رہ گیا سب متفق ہوئے اور کہنے لگے یہی موقع ہے کیونکہ اسلام کا آغاز ہے اور رسول علیہ السلام مکہ سے مدینہ ہجرت فرما کر تشریف لائے ہیں، آپ کے اصحاب مفلس ہو کر ساتھ آئے ہیں سبھوں کو مال واسباب کی حاجت ہوگی، چلو مال واسباب لے کر حضور علیہ السلام کے پاس چلیں اور عرض کریں۔ سب کے سب جمع ہو کر حضورؐ کے پاس

Marfat.com

آئے عرض کی یا رسول اللہ حضور پر ہم لوگوں کے قصہّ کے متعلق آیت اُتری ہے فَاَبَوْا کو فَاَتَوْا کر دیجئے ب کو ت سے بدل دیجئے تاکہ یہ ابدی لعنت کا داغ ہم سے مِٹ جائے۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے ہی برہم ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے جواب دیا کہ یہ خدا کا کلام ہے کسی کی قدرت نہیں ہے کہ اس میں ردوبدل کرے، اس کے سوا کوئی دوسرا کام ہمارے متعلق ہو تو کہو کہ میں قبول کروں۔ الغرض وہ پوری جماعت اپنے مال و اسباب لے کر افسردہ واپس گئی اور یہ داغ قیامت تک اُن کی پیشانی پر رہ گیا۔ بعد اس کے فرمائے کہ جب ہجرت فرض ہوئی جتنے مسلمان کہ مکہ میں تھے مدینہ جانا شروع کر دیا تو کافروں نے یہ طئے کیا کہ مکہ کے ہر چہار طرف سولی لٹکائی جائے اور جس شخص کو مکہ سے مدینہ کی طرف جاتا ہوا دیکھیں گرفتار کرلیں اور دار پر کھینچ دیں، اس دشواری کے ساتھ مومنوں نے ہجرت اختیار کی سبحان اللہ کیا قوت ہے اور کیا مسلمانی ہے

سہ

Marfat.com

گر رہگذر عشق تو بردار بود | آساں بود لے نہ دشوار بود
از خار چہ باک باشد اورا | معشوق دلش میانِ گلزار بود

(اگر تیرے عشق کی راہ دار پر ہو کر بھی گذرتی ہو تو بھی یہ عاشقوں کے لئے آسان ہے دشوار نہیں، کانٹوں کا اسے کیا خدشہ جس کا معشوق باغ میں ہو) جب رسول علیہ السلام نے دیکھا کہ مومنوں کو بڑی دشواری پیش آئی ہے جتنے لوگ مدینہ میں آئے ہیں ان تمام آنے والوں کے لئے کوئی صورت اور کوئی تدبیر نکالنی چاہیئے تاکہ مدینہ میں اُن لوگوں کو استقامت حاصل ہو، اس لئے کہ سب کے سب مفلس و بے نوا ہو کر آئے ہیں۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے لوگوں کو طلب کیا اور فرمایا کہ اگر تم لوگ سوچ سمجھ کر اور آپس میں مشورہ کر کے جواب دو تو ہم تم لوگوں سے ایک سوال کریں، تمام لوگوں نے کہا یا رسول اللہ بہت بہتر ہو، بعد اس کے رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ مکہ کے مومنوں پر ہجرت فرض ہوئی ہے، اسی حکم پر وہ سب اپنے مال و اسباب چھوڑ کر اور مفلس ہو کر آئے ہیں کوئی ایسی صورت ہونی چاہیئے تاکہ ان لوگوں کو استقامت حاصل ہو۔ تمام اہل مدینہ گئے اور آپس میں صلاح و مشورہ کرنے لگے پہلے کہا کہ تمام چیزیں دیدوں، اس کے بعد سوچا کہ کچھ رکھ لینا چاہیئے تاکہ اوقات گذاری ہو سکے بعد اس کے سب اس فیصلے پر متفق ہو گئے کہ جو کچھ ہم لوگ رکھتے ہیں اس کو نصفا نصف کر دیں، یہ شکل سب کو پسند آئی اور اس پر سبھوں کو اطمینان

ہوا اور سب کے سب اِس پر متفق اور خوشدل ہو کر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئے، عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگوں نے آپس میں صلاح و مشورہ کیا، ہم سبھوں کا اس پر اتفاق ہوا کہ جو کچھ ہم لوگوں کے پاس ہے وہ ہم لوگوں اور مہاجروں میں نصفا نصف تقسیم ہو جائے، اِس فیصلے کے بعد جتنے مہاجرین کہ مکہ سے آئے تھے انصاریان اپنی ساری چیزوں کو آدھے آدھ کر کے نصف ایثار کر دیتے تھے

گر دلت آگہ زمعنیٰ آمدہ است کارِ دینت ترک دنیا آمدہ است

(تیرے دل کو اگر معنیٰ کی آگاہی حاصل ہے تو تجھے اس حقیقت کا پتہ ہوگا کہ دین کی کامیابی دنیا کے ترک میں ہے)۔ بعد اس کے فرمائے کہ حق تعالیٰ نے کلام مجید میں انصاریوں کی اس طرح تعریف فرمائی ہے یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰهِ کَمَا قَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَ کَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ (اے ایمان والو اللہ کے انصار (مددگار) بن جاؤ جیسا کہ فرمایا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے کہ کون میرا انصاری ہے اللہ کے لئے تو ایمان لایا بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے اور کفر کیا ایک گروہ نے تو مدد کی ہم نے ایمان والوں کی اُن کے دشمنوں کے مقابلہ میں تو ہو گئے وہ غلبہ

Marfat.com

پانے والوں میں) جس شخص نے اُس دن ایک سیر جَو مہاجرین کو دیا ہے آج اگر کوہ اُحد سونا ہو جائے اور کوئی یہ سونے کا پہاڑ کسی کو بخش دے تو از روئے ثواب اس کے مقابلے میں ایک ذرہ بھی نہیں۔ جو برتاؤ اور ایثار انصاریوں نے مہاجروں کے حق میں کیا ہے ویسا کوئی نہیں کرے گا۔ یہ دولت بجز اُن لوگوں کے اور کسی کے نصیب میں نہیں اور نہ یہ نعمت ہر ایسے ویسے کے لایق ہے مشارق میں انصاریوں کی صفت سے متعلق بہت سی حدیثیں ہیں جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا لَوْ سَلَكَ النَّاسُ شِعْبًا وَ سَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا سَلَكْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ (حضور صلعم نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک گھاٹی کی راہ اختیار کریں اور انصار دوسری گھاٹی کی تو میں اُسی گھاٹی کو اختیار کروں گا جس پر انصار چلیں)

اٹھارہویں مجلس (۱۸)

بیسویں ماہ مذکور روز یکشنبہ آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اِس غریب نے عرض کی کہ کسی کو اس کا علم ہے کہ عاقبت و خاتمت کا کام ٹھیک انجام پایا یا نہیں؟ بندگی مخدوم شرف اللہ نے

Marfat.com

فرمایا کہ یہ مسئلہ کسی پر نہیں کھلا ہے اور نہ معلوم ہو گا مگر جنھیں پیغمبران علیہم السّلام نے ان کی عاقبت وخاتمت کی ان کو خوشخبری دی ہے اور جنھیں حضور صلعم نے بشارت دی ہے جیسے کہ عشرہ بشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو باوجود اِس بشارت کے بھی یہ لوگ خوف سے غافل نہیں ہیں، بلکہ ان لوگوں کے خوف و رجا (امید و بیم) کی کوئی انتہا نہیں۔ روایت ہے کہ ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا خوف اِس حد کو پہونچا ہوا ہے کہ اگر کل قیامت کے دن ندا ہو کہ آج بجز ایک تن کے کوئی دوزخ میں نہ جائے گا تو مجھے اس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ ایک تن میں ہی ہوں اور میری اُمید اس انتہا کو پہونچی ہوئی ہے کہ اگر کل قیامت کے دن یہ منادی کی جائے کہ آج بہشت میں بجز ایک تن کے کوئی نہیں جائے گا تو میں یقین کر لوں کہ وہ ایک شخص میں ہی ہوں، تو ظاہر ہے کہ کسی شخص کو معلوم نہیں ہے کہ اسکی عاقبت وخاتمت کیا ہو گی، اگر یہ بات کسی کو معلوم ہوتی تو شیطان کو معلوم ہوتی کیونکہ وہ معلم الملکوت تھا اور سات سو ہزار سال کی عبادت کی پونجی رکھتا تھا اور اس کے منبر کو عرش کے پایہ پر رکھا تھا

Marfat.com

جب ئبہ آدم مردود بارگاہ کردیا گیا اور مشیت کا رمز ظاہر ہوا تو لعنت کا داغ اس کی پیشانی پر کھینچ دیا گیا اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِىْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (بیشک تجھ پر ہماری لعنت ہے قیامت تک کے لئے) اور وہ ملعون اپنے سر پر خاک اڑاتا ہوا یہ کہتا ہے ؎

در دو عالم نیست از سر تا پائے — ہیچ جائے تا نہ کردم سجدہ جائے
منکہ بر ابلیس لعنت کردمے — خویشتن را شکر نعمت کردمے
پائے تا سر عین حسرت گشتہ ام — در ہمہ آفاق عبرت گشتہ ام
ناگہے سیلاب محنت در رسید — پس شبیخونی ز لعنت در رسید
من ندانستم کہ بیگانہ منم — عاقل ایشانند و دیوانہ منم
صد ہزاراں سال طاعت کردنی — طوق لعنت می کند در گردنی

(ہر دو عالم کا کوئی نشیب فراز ایسا نہیں جہاں میں نے سجدہ نہ کیا ہو یہاں میں ہی تو وہ تھا کہ اپنے حال سے بے خبر تقدیر ابلیس کا حال معلوم کرکے لعنت کیا کرتا تھا اور اپنی عبادت گزاری پر شکر نعمت۔ لیکن از سر تا پا حسرت میں ڈوبا ہوا ہوں تمام عالم کے لئے عبرت بنا ہوا ہوں اچانک محنت مصیبت کا سیلاب آیا میرے حال پر لعنت کا شبخون مارا مجھے کیا خبر تھی کہ وہ بیگانہ جس پر میں لعنت کیا کرتا تھا

خود میں ہوں، میرے علاوہ سب عاقل ہیں اور میں ہی دیوانہ ہوں۔ اب مجھے پتہ چلا کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہزاروں سال طاعت کرنے کے بعد لعنت کا طوق گلے میں ڈال دیا جاتا ہے)۔

اِس کے بعد موت کے متعلق باتیں ہونے لگیں، فرمایا کہ موت ایک ایسی چیز ہے کہ اولاد کو یتیم بنا دیتی ہے اور باپ کو بے اولاد اور خانما برباد کر دیتی ہے، ملک و سلطنت کو ایک آن میں پریشانی میں ڈال دیتی ہے جیسا کہ کہا ہے ؎

اے مرگ ہمیشہ غارتِ جاں تو کنی — فرزند یتیم و خانہ ویراں تو کنی
مُلکے کہ بصد سال فراہم گردد — در دَم زدنے جملہ پریشاں تو کنی

(اے موت تو ہمیشہ جان پر ڈاکہ ڈالتی ہے، فرزندوں کو یتیم، گھروں کو ویرانہ بناتی ہے، وہ سلطنت جو سیکڑوں سال میں حاصل ہوتی ہے ایک آن میں تو اسکو تہس نہس کر دیتی ہے)۔ ؎

اے خواجہ مشو غرہ گر ملک جہانداری — چوں موت رسد ناگہ ایں جملہ تو بگذاری

(اے شخص تو اس بات پر نازاں نہ ہو کہ تو مملکت رکھتا ہے جہاں موت پہونچ گئی ان سب کو تو چھوڑ جائے گا)۔ موت ایک ایسی چیز ہے کہ ہر روز ہر شخص کو

Marfat.com

ایک نیا غم و درد پہونچاتی ہے اور ہر ایک کا دل زخمی کرتی ہے
نقل ہے، اے برادر جس دم ملک الموت پہونچتا ہے تو کہتا ہے
اَقبِضُ رُوحَ هٰذَا العَبدِ بِالسَّعَادَةِ اَوْ بِالشَّقَاوَةِ (کہ اے
میرے اللہ تیرے اس بندہ کی رُوح کن لوگوں کی طرح قبض کروں سعید رُوحوں
کی طرح یا شقی روحوں کی طرح) کچھ نہیں معلوم کہ اس گھڑی کیا جواب
ملے گا ایا سعادت پر خاتمہ ہوگا یا شقاوت پر، مردود ہوں یا مقبول،
کچھ بھی خبر نہیں ؎

راندۂ سابقت ندانم چیست — خوندۂ خاتمت ندانم کیست
بد ما نیک شد چو پذیرفتی — نیک ما گشت بد چو بگرفتی

(کچھ نہیں معلوم ازل میں میرے لئے کیا فیصلہ ہو چکا ہے اور یہ بھی نہیں جانتا
کہ خاتمہ کس حال پہ ہوگا۔ میری برائیاں بھی ٹھیک ہوں اگر تو مقبولوں میں شمار
کرلے اور میری نیکی کا برا حال ہو اگر تو پکڑ کرے)۔

بعد اس کے فرمایا کہ ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ جو کوئی ان کے
پاس جاتا اس سے کہتے کہ اے بھائی جہاں کہیں موت قیمتاً ملے خرید کر
میرے لئے لے آؤ۔ آخر الامر جب سکرات موت میں مبتلا ہوگئے

Marfat.com

لوگوں نے سوال کیا کہ کیا حال ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا گویا سات طبق زمین میرے نیچے ہے اور سات طبق آسمان میرے اوپر ہے اور میں ان دونوں کے بیچ پسا جا رہا ہوں۔ اے بھائی حدیث شریف میں آیا ہے لَوْ اَنَّ قَطْرَۃً مِّنْ اَلَمِ الْمَوْتِ وُضِعَتْ عَلٰی جِبَالِ الْاَرْضِ لَذَابَتْ کُلُّھَا (اگر موت کے درد کا ایک قطرہ زمین کے سارے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو یقیناً پگھل جائے)۔ نقل ہے کہ کل قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تمام مخلوق مردہ ہو جائے گی، مگر جناب عزرائیل علیہ السلام زندہ رہیں گے۔ اس وقت فرمان ہوگا اے عزرائیل کوئی شخص زندہ بچ رہا ہے؟ وہ عرض کریں گے خداوندا تو بہتر جانتا ہے، سوائے میرے کوئی دوسرا زندہ نہیں ہے۔ حکم ہوگا اپنی جان بھی قبض کیجئے۔ جب دم موت کا درد اُن کو پہونچے گا، اتنا چیخیں گے کہ اگر پہلی و آخری تمام مخلوق زندہ رہتی تو ان کی اس آواز کی دہشت سے سب کے سب مر جاتے۔ بعد اس کے زبان مبارک سے فرمایا کہ سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَۃِ وَالْبَقَاءِ وَقَھَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ (پاک ہے وہ ذات جسے قدرت و بقا کی عزت حاصل

Marfat.com

ہے اور قاہر ہے بندوں پر موت و فنا کے ذریعہ)۔

روایت ہے کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وقت آیا ایک پیالہ پانی سے بھرا ہوا لایا گیا، دست مبارک اس میں ڈالتے اور سینۂ اطہر پر ملتے تھے اور زبان مبارک سے فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيَّ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَعَلٰى اُمَّتِيْ (یعنی اے اللہ آسان کر دے سکرات موت مجھ پر اور میری امت پر)۔ تو اے بھائی سمجھنا چاہیئے جبکہ خواجۂ موجودات باوجود معصوم ہونے کے موت کی سختی سے نالہ فرما ہیں اور ملک الموت سے نرمی خواہ ہیں تو دوسرے کی کیا ہستی ہے۔ اِس غریب نے عرض کی کہ انبیا و اولیاء اور دوسرے لوگوں کو سکرات برابر ہے یا کم و بیش؟ فرمایا کہ نفس موت میں سب برابر ہیں اور اس شربت کا مزہ سب کو چکھنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (ہر جان کو موت کا ذایقہ چکھنا ہے) لیکن سکرات میں فرق ہے، ہر ایک کے لئے اس کے کردار کے اندازہ سے ہے، اور حیوانات کے حق میں کہ ان کو سکرات منع فضل کے سبب ہے اِس لئے کہ حیات فضلی اُن کے حق میں تھی۔ اور بعض بچوں کو

Marfat.com

کہ دو تین دن سکرات موت ہوتی ہے یہ اُن کے درجات کے
سبب ہے، اس لئے کہ دنیا میں اُنھوں نے کوئی رنج و غم نہیں
دیکھا ہے آج جس کو یہاں اندوہ و غم زیادہ ہے کل قیامت کے
دن اس کے درجات زیادہ ہوں گے۔ بندگی مخدوم شرف اللہ نے
فرمایا کہ مسلمانوں کے بچے ماں باپ (کے ایمان کے) حکم کے
تحت ہیں (یعنی جو ایمان و اسلام ماں باپ کا ہے وہی ایمان و
اِسلام بچوں کا مانا جائے گا۔ مترجم) جب وہ بالغ ہوتے ہیں تو
ان کے لئے ایمان لانا فرض ہو جاتا ہے۔ بچے جب تک کہ بچے ہیں
ایمان حکمی رکھتے ہیں نہ ایمان حقیقی۔ شریعت کے احکام ان پر لازم
نہیں آتے، مثلاً اگر کوئی بچہ چھٹپنے میں مر جاتا ہے تو ہم لوگ اُس کو
مسلمان کہتے ہیں، مسلمان کہنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ
کا ایمان اس کا ایمان ہے اور کافروں کے بچے بھی ماں باپ کی طبع
پر ہیں۔ ان کے ماں باپ کا کفران کا کفر ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ
جب کوئی کافر اسلام قبول کرتا ہے تو اس کے بچوں کو بھی ہم لوگ
مسلمان جانتے ہیں اِس لئے کہ اُس کے باپ کا اسلام اُس کے

Marfat.com

بچوں کا اسلام ہے، تو اُن کے ماں باپ کا کفر ان کے بچوں کا کفر ہے، آخرت کے حکم میں اختلاف بہت ہے۔ امام اعظم کے نزدیک یہ ہے کہ لَا اَدْرِی (ہم نہیں جانتے ہیں) اور صاحبین کے نزدیک وہ یہ کہ ان لوگوں کو (ان بچوں کو) اعراف میں رکھیں گے۔ اعراف درمیان بہشت و دوزخ کی ایک جگہ ہے، کیونکہ اُن میں نہ کفر دیکھتا ہوں کہ کفر کے سبب دوزخ میں جائیں اور نہ اسلام نظر آتا ہے کہ اسلام کی وجہ سے بہشت میں جائیں، مگر ایک تیسری جگہ ہے۔ اور وہ اعراف ہے" ایک اور قول کے مطابق یہ ہے کہ یہ لوگ بہشت کے غلمان ہیں اور بہشت میں مومنوں کے خدام ہوں گے۔ بعد اس کے فرمائے کہ جس شخص کی عاقبت و خاتمت اور اس کا کام بخیر ہوا اس نے تمام عقبات (مشکلات) سے رہائی پائی اور اگر دُنیا کی تمام اندوہ و بلائیں و مشقتیں و ندامتیں یکجا جمع ہو جائیں تو آخرت کی سختیوں کے نزدیک ایک رائی کے برابر ہوں۔

انیسویں مجلس (۱۹)

ماہ مذکور کی آخری تاریخ روز دوشنبہ سنہ مذکور۔ شرف عالمیان کے آستانہ

Marfat.com

کی خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ نفس کی مذمت کا ذکر ہو رہا تھا، زبان مبارک سے فرمایا کہ جس دن حق سبحانہٗ تعالیٰ نے نفس کو پیدا کیا اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ نفس نے جواب دیا کہ اَنْتَ اَنْتَ وَ اَنَا اَنَا (تو تو ہے اور میں میں ہوں) اِس جواب کے بعد اس پر بھوک کا عذاب مسلط کر دیا گیا، پھر ارشاد ہوا تو کون ہے؟ اس نے کہا اِلٰہِی اَنْتَ رَبِّی قَوِیٌّ وَ اَنَا عَبْدُكَ ضَعِیْفٌ (خداوندا تو میرا رب قوی ہے اور میں تیرا بندۂ ضعیف)۔ دیکھو بھوک ایسی چیز ہے کہ دعویٰ کرنے والوں کو خدا کی بندگی میں جھکا دیتی ہے۔ یہ نفس مکّار کسی چیز سے سر نہیں ہوتا مگر بھوک کے عذاب سے ٹھکوا ہو جاتا ہے۔ ہم لوگوں کا یہ نفس فرعون کے نفس کی طرح نعرہ لگاتا ہے، لیکن فرعون کا نفس اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (میں تیرا بڑا رب ہوں) کا دعویٰ کھلم کھلا کرتا تھا اور ہم لوگوں کا نفس خفیہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہتا ہے ؎

ہست در ہر نفس ایں دعویٰ ولیک   خویش را فرعون ظاہر کرد نیک

(انا کا دعویٰ ہر نفس کے اندر موجود ہے، بس فرق اتنا ہے کہ فرعون نے یہ دعویٰ کھلے بند کیا)۔ اس کا سبب یہ تھا کہ فرعون کو کسی کا خوف نہیں تھا،

Marfat.com

اُس دَور میں اُس سے بڑا کوئی نہیں تھا کہ اس کو مار ڈالتا'
اِس لیے اُس نے جو بھی کہا پُکار کر کہا اور ہم لوگ کلِ نفس پٹنے
کے ڈر سے آشکارا نہیں کہتا ۔

ازیں کافر کہ مارا در نہاد است ۔ مسلماں در جہاں کمتر فتاد است
کاشکے ہر گز نزادے مادرم ۔ تا نہ کردے کشتۂ نفسِ کافرم

(یہ کافر نفس جو میری طبیعت میں داخل ہے' ایسے کافر سے اِس جہان میں
کم مسلمانوں کو سابقہ ہوا ہوگا' کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا کہ اس کافر نفس کے
ہاتھوں مارا جاتا)۔ اور قرآن مجید فرماتا ہے اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ
اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ (کیا آپ نے ان کا حال نہیں دیکھا کہ جن لوگوں نے نفس کو
اپنا خدا بنایا) شیطان جو معلم الملکوت تھا اِس درجہ عبادت کرتا
آخر نفس کا بندہ ہو گیا' اللہ تعالیٰ کی اطاعت چھوڑ دی نفس کی اطاعت
میں لگ گیا۔ نہیں دیکھا کہ جب حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کر کہہ اُٹھا اَنَا
خَیْرٌ مِّنْہُ (میں ان سے بہتر ہوں) نفسانیت غالب ہوئی اللہ تعالےٰ
کے فرمان سے سرکشی کی اور سجدہ نہ کیا کافر ہوگیا، جیسا کہ قرآن مجید
نے خبر دی ہے' کہا اللہ تعالیٰ نے اَبیٰ وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ

Marfat.com

(ارشاد رب ہوا ابلیس نے انکار کیا گھمنڈ میں آگیا تو کافروں میں شامل ہوگیا)
نفس کی ایک فرمان برداری میں ہزاروں سال کی طاعت و عبادت
اور اس کی بزرگی سب مٹی میں ملا دی گئی اور ابد الاباد تک کے لئے
ملعون راندۂ درگاہ کر دیا گیا ؎

صد ہزاراں سال طاعت کردنے طوق لعنت میکند در گردنے

(سو ہزار سال تک طاعت کا مصلا بچھائے رہا ہوا کیا لعنت کا طوق گردن میں
ڈال دیا گیا)۔ اور یہ داغ اس طور کا اس کی پیشانی میں لگا دیا [اِنَّ
عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (بیشک اب تو تجھ پر میری جانب سے
لعنت ہوگی قیامت تک)۔ اتنے سارے بزرگوں نے جو اپنے کو مجاہدۂ
و ریاضت کی آگ میں جلایا ہے اسی لئے تاکہ نفس مکارہ امارہ کو
قبضہ میں کریں اور اس کو بیزار کر دیں، اور یہ کملی و خرقہ جو انھوں نے
اختیار کیا ہے سب اِسی لئے۔ جیسا کہ ایک دل جلے نے کہا ہے ؎

گر نفسے نفس تو مقہور شود بد نفسی نفس زیں دور شود
در نفسے نفس بہ تنور نہی نفس ہمہ سوزد و تن نور شود

(اگر کسی وقت تیرا نفس مقہور ہو تو نفس کی بُرائی تیرے نفس سے دور ہو جائے

اور اس وقت نفس کو دم بھر کے لئے تنور پر رکھ دے تو نفس پورے کا پورا جل جائے اور جسم نور ہی نور ہو جائے)۔

پیغمبران علیہم السلام نے جو فقر و فاقہ اختیار فرمایا وہ بھی اسی نفس کے سبب سے تھا، باوجود معصوم ہونے کے ایک لمحہ بھی نفس سے بے خوف نہ تھے، اگر یہ لوگ خدائے تعالیٰ سے ملک و نعمت چاہتے' ضرور پاتے لیکن نہیں چاہا، ملک و نعمت میں نجات نہیں دیکھی' اور اس میں نفس کا دخل پاتے تھے بلکہ اس میں بجائے نجات ہلاکت غالب نظر آتی تھی۔ فقر و فاقہ میں نجات ہے اور عقبات سے رستگاری ہے اسی لئے اسے اختیار فرمایا ؎

نفس پرستی نہ بادر خور است ما دِگرو مذہب ما دیگر است

(نفس پرستی میرے لایق نہیں' میں اور میرا مذہب کچھ اور ہے۔)

روایت ہے کہ یہ اختیاری فقر و فاقہ پیغمبر علیہ السلام کا یہاں تک تھا کہ دو تین دن گذر جاتے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ (خانہ مبارک) سے دھواں نظر نہیں آتا' اور کتنی راتیں ایسی گذر جاتیں کہ چراغ نہیں جلتا ؎

Marfat.com

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است　　زیر آں گنج کرم بنہادہ است

(جو بھی بلا اللہ کی جانب سے مردانِ حق کو پہونچتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں نوازشات کا ایک عظیم خزانہ پوشیدہ رکھ دیا ہے)۔

سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نقل نفس بے فرمان کی شکایت کے بارے میں منقول ہے۔ فرمایا کہ کل قیامت میں حضرت رب العزت سے درخواست کروں گا کہ خداوندا حکم دے کہ دوزخ میں جاؤں اور اس نفس کافر کو کہ دُنیا میں اس نے خون جگر پلوایا ہے جلاؤں اور آج اسے اپنے قہر سے مار ڈالوں۔ اس کے بعد بندگی مخدوم شرفہ اللہ فرمائے معاؔ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود عصمت کا تاج رکھنے کے کہا کہ اپنے نفس کو آزماؤں کہ ماسوا اللہ سے راضی ہے یا نہیں نفس کی آرزوؤں کو دیکھا نفس کو مراد کے ساتھ پایا (یعنی نفس کو اپنے تابع پایا) آپ کی خاطر مبارک میں یہ بات گذری کہ نفس کی مراد دنیا میں کمال بادشاہی سے بالاتر نہیں ہے (اس لئے انتہائی بادشاہی میں اس کو آزمانا چاہیئے) کہا کہ رَبِّ ھَبْ لِیْ

Marfat.com

مُلۡکًا لَّا یَنۡۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ ط

(میرے رب مجھ کو ایسی سلطنت دے کہ میرے بعد کسی کو نہ ملے، بیشک تو دینے والا ہے)۔ ایک عزیز نے عرض کی کہ اگر نفس کو آزمانے کے لئے ملک چاہا تو لِاَحَدٍ مِّنۡ بَعۡدِیۡ (میرے بعد کسی ایک کو نہ ملے) کا کیا مطلب ہوگا؟ بندگی مخدوم شرف الله نے فرمایا اس کی بہت سی وجہیں لکھی ہیں اس جماعت کے لوگ کہتے ہیں کہ لاحد من بعدی نہیں کہتے صرف مُلک و سلطنت چاہتے تو بکمال ملک نہ ہوتا ایسی سلطنت جو کسی غیر کو بھی ملتی تو یہ ایک طرح کی شرکت ہوتی اور شرکت ملک میں ملک کا نقص ہوتا کمال باقی نہ رہتا، کمال نفس کے آزمانے کو تھا۔ بعضے مفسرین کہتے ہیں کہ ملک (سلطنت) چاہنا اس سبب سے تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غزوہ (جنگ) کے بہت دلدادہ تھے۔ اور جنگ بغیر سلطنت کے حاصل نہیں ہوتی، ملک چاہا تاکہ جنگ کریں حق تعالیٰ کی طرف سے ایسا ملک یعنی ایسی سلطنت پائی کہ مشرق سے مغرب تک ان کے سوا کوئی بادشاہ نہ تھا سلیمان علیہ السلام کی ہزار بیویاں تھیں۔ سات سو دوبیاہی (یعنی جن کی آپ سے دوسری شادی

Marfat.com

تھی) تھیں، اور تین سو کنواری تھیں۔ اتنی کثرت سے بیویاں اس سبب سے تھیں کہ حق تعالیٰ سے آپ نے خواہش کی تھی کہ بہت کافی لڑکے ہمارے ہوں تاکہ جنگ کریں اور میرے اس کام میں معین ومددگار ہوں۔ اور سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا میں ہوتا۔ اور اس کو ہوا لے جاتی اور کوسوں زمین پر آدمیوں کا لشکر پھیلا رہتا۔ پری واجنّا اور طیور و پرندگان اپنے اپنے پروں کو ایسا ملا لیتے کہ سلیمان علیہ السلام کے لشکر (فوج) پر سایہ کر لیتے۔ آفتاب کی شعاع نہیں پہونچتی، اور یہ فوج جہاں پہونچتی شیاطین مال و دیگ اور دوسرے تمام اسباب چشم زدن میں پہونچا دیتے اور سامان درست کر دیتے۔ دریا وسمندر میں جاتے، موتی وجواہر لاکر ڈھیر لگا دیتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مملکت میں یا دُمبنی تھا (دُمبنی کہتے ہیں مُخبر کو) جس کسی سے کوئی بات سنتا وہ بات سلیمان علیہ السلام کے گوش مبارک تک پہونچا دیتا (ہر بات گوش مبارک تک پہونچا دینی اس کا کام تھا) جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ط (ہم نے ہوا کو مطیع کر دیا جو چلتی تھی اُن کے حکم سے

Marfat.com

جہاں وہ چاہتے تھے) اور احیاء العلوم میں جہاں پر عاشقوں کا ذکر آیا ہے یہ حکایت لکھتے ہیں کہ ایک دِن فاختہ اپنے جوڑے سے ملاعبتہ (کھیل) کررہی تھی اس کی مادہ قدر نہیں کرتی تھی یا قرار نہیں پکڑ رہی تھی۔ نر نے کہا کیا کہتی ہے تیرے سبب سے ملک کو تہس نہس کردوں۔ بادشاہ وہیں مخبر سن رہا تھا۔ یہ بات حضرت سلیمان علیہ السّلام کے گوش مبارک تک پہونچادی صبح کو وہ فاختہ طلب ہوگئی۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے پوچھا کہ کل اپنے جوڑے کے ساتھ کھیل میں تونے کچھ بات کی تھی اور میرے ملک کو زیروزبر کررہی تھی۔ کیا یہ بات تونے کہی تھی؟ فاختہ بولی جی ہاں ہم نے ایسا کہا ہے۔ جناب سلیمان علیہ السّلام نے کہا بتا کیونکر تو زیر زبر کرے گی؟ فاختہ نے جواب دیا یا نبی اللہ کَلَامُ الْعُشَّاقِ يُسْمَعُ وَيُسْتَلَذُّ (یا نبی اللہ عشاق کا کلام سُنا جاتا ہے اور لذّت لی جاتی ہے) جب سلیمان علیہ السلام نے فاختہ سے یہ بات سنی تو نہایت خوش ہوئے اور اُس کو اُڑادیا۔ دوسری حکایت یوں ہے کہ ایک دن سلیمان علیہ السلام ایک جگہ جارہے تھے، چونٹیوں کے سَردار نے دیکھا کہ سلیمان پیغمبر علیہ السلام

Marfat.com

اپنے لشکر کے ساتھ آرہے ہیں تمام چیونٹیوں سے کہا سب سوراخوں میں چلی جائیں تاکہ پامال نہ ہو جائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ (یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں پہونچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ چیونٹیو اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اُن کے لشکر کچل ڈالیں اور اُن کو اس کی خبر بھی نہ ہو)۔ باد بھی سن رہا تھا یعنی اُس ہوا نے یہ بات سلیمان علیہ السلام کے گوش مبارک تک پہونچادی۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تخت کو یہیں پر اُتار دو، ہر شخص اپنے اپنے کام میں لگ جائے اور خود سوراخ کے پاس منتظر بیٹھ گئے۔ یہاں تک چیونٹیوں کا بادشاہ سوراخ کے باہر آیا اور اُس نے سوال کیا یا نبی اللہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو کیا کچھ دیا ہے بتلایا جائے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس بڑے بادشاہ نے مجھ کو ایسا تخت دیا ہے کہ اس تخت پر چار ہزار کرسیاں رکھی ہیں اور ہر کرسی پر ایک عالم بیٹھا ہوا علم سکھاتا ہے۔ آدمیاں و اجنّا،

Marfat.com

وحوش، طیور و شیاطین سب کو میرے حکم کے تابع کر دیا ہے، اور ہوا کو میرا مسخر بنا دیا ہے۔ چیونٹیوں کے سردار نے کہا کہ کچھ جانتے بھی ہیں کہ ہوا کے مسخر کرنے میں کیا حکمت ہے؟ سلیمان علیہ السّلام متحیّر ہو گئے، چیونٹی نے کہا تاکہ آپ جانیں کہ یہ سب باد پر ہیں بجز ہوا کے آپ کے ہاتھ پر نہیں (یعنی یہ سب ہوائی قلعہ ہے آپ کی قدرت میں کچھ نہیں) ؎

ملک دُنیا را کہ بنیاد ے نہند گرچہ بس عالی است بربادے نہند

ملک و مالِ ایں جہاں جز ہیچ نیست جز خرابی در خرابے ہیچ نیست

(ملک دُنیا جس کی کہ بس بنیاد رکھی جاتی ہے جس قدر بھی وہ اعلیٰ ہوا ایک روز اُسے برباد ہونا ہے۔ اِس عالم کے مال اور ملک بے حقیقت ہیں پیہم بربادی کے سوا کچھ اور نہیں)۔ بعد اس کے فرمایا کہ ہوا آپ کے تخت کو ایسا لیجاتی کہ ایک ماہ کی راہ ایک دن میں پہونچا دیتی اور راتوں رات لے آتی اور سلیمان علیہ السلام کی عادت وہ تھی کہ جب ایسی زمین پر اترتے جہاں پانی نہ ہوتا، دیوؤں کو فوراً حکم دیتے اور وہ فوراً کنواں کھود دیتے۔ یہ سب نفس مکارہ کے آزمانے کے لئے تھا۔ کیا یہ نہیں دیکھتے

Marfat.com

کہ باوجود ایسی عظیم مملکت اور بادشاہی کی زنبیل (تھیلا) بُننے سے جو اُجرت ملتی اُسی سے افطار فرماتے تھے ؎

گرچہ چندالی سلیمان کار داشت — گر زمیں تا عرش گیر و دار داشت
مسکنت را قدر چوں بشناخت او — قوت از زنبیل بافی ساخت او
چوں چنیں کردی ترا دنیا نکوست — پس برائے دیں تو دنیا دار دوست

(اگرچہ سلیمان علیہ السلام اتنی بڑی سلطنت کے مالک تھے کہ زمین سے آسمان تک اُن کی حکمرانی تھی، فقر کے قدر دں کو اُنہوں نے پہچانا تو زنبیل بافی کو اپنی خوراک کا ذریعہ بنالیا۔ جب تو دنیا میں اِس طرح زندگی گذارے تو یہ دنیا تیرے لئے رحمت ہے، دنیا کو دین کے لئے اختیار کر)۔ پھر فرمائے روایت ہے { مَبۡنَا وَصِدَّ ثَنَا کہ کل قیامت کے دن تمام پیغمبران علیہم السلام کے بعد حضرت سلیمان و حضرت یوسف علیہم السّلام بہشت میں داخل ہوں گے اِس سبب سے کہ دنیا میں ملک کے بادشاہ تھے، اگرچہ اس کے ساتھ نہ تھے۔ اس کے بعد گذشتہ آیت دہرائی اور یہ فائدہ بیان فرمایا، وہ یہ کہ جناب سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ لَا یَنۡبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡ بَعۡدِیۡ (کہ میرے بعد کسی کو ایسی سلطنت نہ ملے) مفسروں نے

اس کی تاویل کی ہے۔ یعنی سوائے انبیاء کے نہ کسی کو ایسی بادشاہی
ملی ہے اور نہ ایسی درخواست کسی نے کی ہے۔ اور وہ' وہ ہے
کہ اتنے عجایب و غرایب کسی کی بادشاہی اور تخت کو میسر ہوں باوجود
اس کے کوئی دخل نفس و شیطان کا اس پر نہ ہو بجز نبوت و عصمت
کی قوت کے ناممکن ہے۔ انبیا کے علاوہ اوروں کا حال اس کے
برعکس ہے اِس لئے کہ وہ لوگ معصوم نہیں ہیں اور نفس و شیطان
سے مامون بھی نہیں۔ اگر ایسی بادشاہی ان کو مِل جائے تو بہت جلد
ہلاکت میں پڑ جائیں لہٰذا خلق کی نجات کے لئے سلیمان علیہ السلام نے
کہا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ۔ پھر فرمایا کہ اگلی کتابوں میں مسطور
ہے کہ یوسف پیغمبر علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی آل میں تھے
اور دوسرے پیغمبران بھی ابراہیم علیہ السلام کی آل میں تھے۔
ان لوگوں کو قبہ میں گور کے اندر رکھا اور یوسف علیہ السلام کو
قبہ سے باہر اسی معنی کر کے جو اوپر گذرا مَلِکًا نِ مَلِکٌ (دو بادشاہ
رکھنے والا ایک بادشاہ) اگرچہ پیغمبر تھے' لیکن ملک و سلطنت رکھتے
تھے اور مصر کے بادشاہ تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَکَذٰلِکَ

Marfat.com

مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِى الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ○

(اور ایسے ہی ہم نے تسلط عطا کی زمین میں یوسف کو تاکہ مصر میں اس سے جیسے چاہیں۔ اور حصہ دیتے ہیں ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں اور محسنین کا اجر ہم ضائع نہیں کرتے ہیں)۔ بعد اس کے فرمائے کہ نفس ایسی بری چیز ہے کہ خدائے تعالیٰ کی برابری کرنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ میری توحید اور میری ثناء کرو اور میرے سوا کسی غیر کی پرستش نہ کرو اور میرے احکام کو بجالاؤ۔ اور اسی طرح نفس مکارہ حکم دیتا ہے کہ میری مدح وثنا کرو اور میرے حکم کے خلاف نہ کرو اور میرے سوا کسی غیر کے آگے سر نہ جھکاؤ۔ ہر آدمی کا نفس بس اسی طرح کا ہوتا ہے۔ ہر آدمی ہمیشہ دوسروں سے اپنے کو بہتر اور بزرگ جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہم سے بڑا دنیا میں کوئی نہیں۔ جاننا چاہیئے کہ نفس کی یہ بلا زیادہ تر شکم پری اور فراغت کے سبب سے ہے اور یہ نفس دنیاوی نعمتوں کی بہتات و شکم پری کے سبب سے خداوند تعالیٰ کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے، جیسا کہ کہتے ہیں کہ اگر

Marfat.com

فرعون بھوکا ہوتا تو ہرگز دعویٔ خدائی نہ کرتا اور بزرگان دین جو اس نفس مکارہ کی آرزو پوری نہیں ہونے دیتے اس کا خاص مطلب یہی ہے ؎

دوستاں را زاں گرسنہ دارد مدام — تا زجانِ خویش سیر آید تمام
اے عجب با ایں چنیں نفسِ دروں — می کند ہم در خدائی سر بروں
انچہ با من ایں سگِ شوم آں کند — کافرم گر کافرِ رُوم آں کند

(اپنے دوستوں کو وہ اِس لئے بھوکا رکھتا ہے تا کہ نفسانی زندگی سے وہ بالکل سیر ہو جائیں، کتنے تعجب کی بات ہے کہ اس کے باوجود یہ نفس کافر جو چھپا ہوا ہے دعویٔ خدائی میں سربلند کرتا ہے۔ یہ منحوس کُتا وہ سب کچھ میرے ساتھ کرتا ہے، میں کافر ہوں اگر کافر رُوم وہ کرے (یعنی رومی کافر بھی وہ نہیں کرتا ہے جو یہ نفس کافر کرتا ہے)۔ اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس بات سے آگاہ ہو کہ اُس کا نفس قابو میں آیا یا نہیں، وہ اپنے آپ کو دیکھے، اگر تکبر ذرا بھی باقی ہے تو سمجھ لے کہ ابھی تک نفس باقی ہے، اور اگر اپنے کو معمولی کُتّے سے بہتر جانے تو بھی تکبر باقی ہے اور جتنا تکبُّر باقی ہے نفس باقی ہے، اور جتنا نفس باقی ہے

Marfat.com

فساد باقی ہے اور جتنا شر و فساد باقی ہے صفت اسلام سے اتنی ہی دُوری باقی ہے، مسلمانی میں غرور و پندار کہاں، جیسا کہ کہا ہے ؎

خواجہ پندارد کہ مرد حاصلم حاصلِ خواجہ بجز پندار نیست

(خواجہ سمجھتا ہے کہ میں منتخب لوگوں میں ہوں یعنی بڑی زبردست پونجی رکھنے والا ہوں، لیکن خواجہ کی ساری زندگی کا حاصل بجز پندار و غرور کچھ نہیں)۔ اور اگر اپنے کو مسکین کتے سے بدتر جانتے ہیں تو البتہ یہ بات مانی جائے گی کہ اپنا نفس اپنے قبضہ میں آگیا ؎

چوں نماند ایں حجاب اندر میاں بر شوم الحق چو ماہِ آسماں

چوں بروں آئی ز جسم و جاں تمام تو نمانی حق بماند والسلام

(غیر اللہ کا حجاب جب درمیان سے اُٹھ جائے تو حق بات یہ ہے کہ میں آسمانِ معرفت کا ماہتاب بن جاؤں، جسم و جان کے اعتبارات سے جب تو باہر آئے تو پھر تو باقی نہ رہے گا جو کچھ رہے گا وہ حق ہوگا (اللہ تجھے اس فکر کی سلامتی بخشے)

بیسویں مجلس (۲۰) } پندرہویں رمضان مبارک روز پنجشنبہ آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولینا مؤیّد مذکر (واعظ) نے عرض کی کہ جو مومن کہ

Marfat.com

ماہ مبارک میں مرنا ہے اس پر عذاب نہیں ہوتا' ایسی حدیث شریف تو آئی ہے' لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ تا قیام قیامت جب تک رمضان مبارک ہے' ہمیشہ کے لئے یہ حکم ہے یا نہیں؟ بندگی مخدوم قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ روضۃ العلما میں آیا ہے کہ جو مومن کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں مرتا ہے اس کی رُوح کو بلا جَسَدْ (جسم) کے بہشت میں داخل کرتے ہیں۔ مولانا مذکور نے عرض کی کہ مطیع اور عاصی میں فرق کیا ہے یا نہیں؟ فرمائے کہ ایسا ہی ہے' لیکن مطیعان (فرماں برداروں) کے حق میں وعدہ مطلق ہے (یعنی ایسا ضرور ہوگا) لیکن گنہگاروں کے حق میں وعدہ مطلق نہیں ہے مشیت سے یہ متعلق ہے (یعنی اگر وہ چاہے تو داخل بہشت فرمائے یا نہ چاہے تو نہ فرمائے) پھر مولانا مذکور نے یہ عرض کی کہ آج آدمیوں میں سے بہشت میں کتنے لوگ ہیں؟ فرمایا کہ مَردوں میں حضرت ادریس پیغمبر اور حبیب نجار ہیں' اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے' لیکن عورت کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مریم علیہا السلام اور بعض کا قول ہے کہ حضرت آسیہ فرعون کی اہلیہ ہیں' اور

Marfat.com

اوران کا قصہ یہ ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ پر ایمان لائے ہوئے تھیں اور موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی گرویدہ تھیں اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو ان کی پرورش میں لایا گیا تو آسیہ نے کہا عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (عنقریب ہم کو یہ نفع دے گا یا اس کو ہم بیٹا بنالیں گے) بعض لوگ اس منفعت کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ جو موسیٰ علیہ السلام سے اُن کو منفعت پہونچی یعنی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں۔ اور موسےٰ علیہ السّلام کو گود کے زمانہ ہی پیغمبر زمانہ بنایا گیا تھا جیسا کہ کہا ہے ؎

طفل را در مہد پیغمبر کند ۔ وز ہمہ پیرانش بالغ تر کند

(گود کے لڑکے کو پیغمبری دیتا ہے اور تمام بالغ نگاہ رکھنے والوں سے بالغ تر بناتا ہے) جب موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ظاہر ہوئی تو آسیہ نے کہا کہ اے فرعون خدائے تعالیٰ کی وحدانیت اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر اسلام لا۔ فرعون غضبناک ہوگیا اور آسیہ پر ظلم کا پہاڑ توڑ دیا، اس ملعون کی خاصیت یہ ہوگئی تھی کہ جس پر عذاب سخت کرتا

Marfat.com

حکم دیتا کہ چار میخ لا کر ہاتھ اور پاؤں میں اس کے ٹھوک دیں جب آسیہ سے یہ بات اُس نے سُنی ایسا ہی کیا۔ اُن سے کہا کہ باز آئیں اور میرے دین میں داخل ہوتی ہیں۔ آسیہ نے کہا میں نہیں باز آتی۔ کہتے ہیں کہ دہکتی ہوئی آگ ان کے سینہ مبارک پر رکھوا دیا اور چار میخ، ہتھیلی اور تلووں میں ٹھکوا دی، اِس پر بھی وہ باز نہ آئیں تو پتھر پہ پتھر اتنے اُن پر رکھوا دئے کہ حضرت آسیہ نے راہ خدا میں جان دیدی رمزیہ ہے جیسا کہ کہا ہے ؎

جانفروشانِ بارگاہ عدم — خرقہ پوشانِ خانقاہِ قِدَم
خوردہ یک بادہ بر رُخِ ساقی — ہرچہ باقی ست کردہ درباقی

(فنائیت کے دربار میں جان سپرد کرنے والے مقامِ قِدَم کا خرقہ پہننے والے نے ایک مرتبہ جام عشق ساقی کی نظروں کے سامنے پیا، ساقی کے علاوہ جو کچھ ہے ان سب کو چھوڑ دیا)۔ پھر مولانا مذکور نے عرض کی جس طرح آسیہ نے کہا کیا اسی طرح یوسف صدیق علیہ السلام کے حق میں زلیخا کے شوہر نے بھی عَسٰی اَنْ یَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا کہا؟ آسیہ کی منفعت تو ظاہر ہوئی لیکن زلیخا کے شوہر کو کیا منفعت پہنچی؟

Marfat.com

فرمایا کہ بے نفع تو ہو ہی نہیں سکتا، لیکن کتابوں میں کہیں نظر نہیں آیا ہے۔ مولینا مذکور نے عرض کی کہ یہ منفعت ہو سکتی ہے کہ زلیخا یوسف علیہ السلام سے عشق کرتی اور یوسف علیہ السلام اُن کو دُور کرتے کہ اے زلیخا شرم نہیں آتی کہ تمہارے شوہر نے تم کو وصیت کی ہے کہ عَسٰیٓ اَنۡ یَّنۡفَعَنَآ اَوۡ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا۔ فرمایا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن زلیخا کا قصہ وہ ہے کہ جس زمانہ تک بیگانہ تھیں، ان کی چاہت نفسانی تھی اور جب آشنا ہو گئیں اور دوست کے ہاتھ پر لے آئیں ان کی دوستی روحانی ہو گئی۔ یعنی خواہشِ نفسانی ختم ہو گئی اور یوسف کی جانی دوست بن گئیں اور بہ برکت اس کے کہ اپنی عصمت شعاری برقرار رکھی اور زلیخا کی نافرمانی کی تو مصر کی حکومت کا فرمان مِل گیا اور زلیخا نے اپنی بدقسمتی سے یوسف معصوم کو گنہگار بنایا ان پر تہمت رکھی ان کی نعمت میں زوال آیا اور حکمرانی چھن گئی اور گلیوں میں ڈال دی گئیں۔ پھر مولینا مذکور نے عرض کی کہ قیامت میں تمام لوگوں کو جوانی اور بھوگ عمر جاودانی حاصل ہو گی تو زلیخا کو بھی ہو گی یا نہیں؟ فرمایا کہ یہ محقق ہو

Marfat.com

کہ کل قیامت میں ہر ایک مومن اور مومنہ کو دو جمال (دو حسن) ہوگا۔
ایک جزائی اور دوسرا عطائی۔ اور زلیخا مومنہ ہیں لہٰذا ان کو جمال
ہوگا۔ اور ایک جگہ دیکھا ہے کہ قیامت میں سوائے زلیخا کے تمام عورتیں
جوان ہوجائیں گی، کیونکہ دنیا ہی میں انہوں نے جوانی مانگ لی ہے۔
مگر حور کو ایک جمال ہوگا اور وہ عطائی ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ
اللہ کو جمال پسند ہے جیسا کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا ہے
اِنَّ اللہَ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَال (اللہ حسین ہے اور حسن کو پسند فرماتا ہے)
روایت ہے کہ یوسف علیہ السلام بے انتہا حسین تھے، یہاں تک کہ
جب مصر میں قحط پڑا اور لوگ بھوک سے پریشان ہونے لگے اور حضرت
یوسف علیہ السلام کے خزانہ میں کمی آگئی اِس واقعہ کو لوگوں نے یوسف
علیہ السلام تک پہونچایا تو فرمایا کہ منادی کردی جائے کہ ہر روز خلق
جمع ہوکر بیرونِ شہر حاضر آئیں، میرا جمال دیکھ لیں اور سیر ہوکر واپس
جائیں۔ تمام لوگ ایسا ہی کرتے۔ حضرت یوسف نقاب رُخ سے
اٹھا دیتے اور سیر ہونے کا موقع عنایت فرماتے، جو شخص اُن کے
جمال پر نگاہ ڈالتا وہ دن بھر سیر رہتا (اس کو بھوک پیاس معلوم

Marfat.com

نہ ہوتی) سے

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے   بہ ازانکہ چتر شاہی ہمہ عمر ہائے وہوئے

(دل کے سکون کے ساتھ ایک حسین کے چہرے پر کچھ دیر کے لئے ایک نگاہ تاج شاہی سے بہتر ہے زندگی بھر کے ہاؤ ہو کے لئے کافی ہے)۔ پھر مولانا مذکور نے کہا کہ پیغمبر علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا یوسف علیہ السلام؟ تو پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھائی یوسف جمیل ہیں اور میں ملیح ہوں۔ بعد اس کے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کا جمال انتہا کو پہونچا ہوا تھا۔ بنی اسرائیل نے چاہا کہ آپ کے تابوت کو قبیس لے جائیں بہ سبب اس کے کہ کفار بنی اسرائیل پر حملے کیا کرتے تھے وہ تابوت کو نہیں چھوڑتے۔ اسی لئے بنی اسرائیل نے قبیس کا ارادہ کیا اور کہا کہ یوسف علیہ السلام کو یہاں کیونکر چھوڑ سکتے ہیں، لیکن دن کو نہیں لے جاسکتے اندھیری رات میں تابوت کو اٹھا کر آپ کے جمال کی روشنی میں راتوں رات لے چلے یہاں تک کہ قبیس پہونچ گئے، وہاں یوسف علیہ السلام کے آبا و اجداد کی قبریں ہیں چونکہ دنیا میں بادشاہی رکھتے تھے اسی لئے قبہ میں دفن نہ ہوئے۔

Marfat.com

اکیسویں مجلس (۲۱) } اکیسویں ماہ محرم روز جمعہ آستانۂ عالیہ کی خاکبوسی کی سعادت

نصیب ہوئی۔ دوزخ کا بیان اور گرم ہوا کا ذکر ہو رہا تھا۔ بندگی مخدوم شرفہ اللہ نے فرمایا کہ یہ گرمی دوزخ کے ڈھونک یا دو سانس کی ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ خود وہ دوزخ کس درجہ گرم ہوگا۔ بعض کتابوں میں مسطور ہے کہ آتش دوزخ پروردگار کے حضور میں روئی اور کہا اِشْتَکَتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّھَا فَقَالَتْ یَارَبِّ اَکَلَ بَعْضِیْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَھَا بِنَفَسَیْنِ نَفَسٌ فِی الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِی الصَّیْفِ فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَہٗ فِی الصَّیْفِ مِنْ حَرِّھَا وَاَشَدُّ فِی الشِّتَاءِ مِنْ زَمْھَرِیْرِھَا (دوزخ نے شکایت کی پروردگار سے کہا اے میرے پروردگار ہمارے بعض نے بعض کو کھالیا، پس تیار کی اس کے لئے دو سانس، ایک سانس گرمی میں اور ایک سانس جاڑے میں، سو وہ شدت جو ہم پاتے ہیں اس کو گرمی کے زمانہ میں اس کی حرارت سے، اور جو سختی ہم اٹھاتے ہیں جاڑے کے موسم میں اس کی ٹھنڈک سے)۔ سال بھر میں دوزخ دو سانس لیتا

Marfat.com

ہے۔ اس کی ایک سانس سے موسم گرما ہے اور دوسری سانس سے
موسم سرما، اگرچہ ہوا تین ہے، لیکن برسات عارضی ہے۔ جب پانی
برستا ہے تو برسات کہتے ہیں اور جب نہیں برستا ہے تو عفونت
ہوتی ہے یعنی گمھ جیسے گرمی کہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ بیچارہ آدمی دوزخ
کے ایک سانس کے اثر کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے
کُل دوزخ کی تاب کہاں سے لائے گا عقبات دوزخ بہت سخت
ہیں اور یہ طاعت وعبادت کی پونجی آدمی جو رکھتا ہے عقبات دوزخ
سے ہرگز نہیں بچا سکتی، مگر حق سبحانہٗ تعالیٰ کے فضل سے اور خدائے
تعالیٰ کا فضل بے اندازہ وبے حساب ہے ؎

گر فضل کنی یقیں برستیم ہمہ — وگر عذاب کنی وائے بر رسوائی ما

(تیرا فضل اگر کارفرما ہو تو میری رہائی یقینی ہے اور اگر تو عذاب کرے تو شرمناک
ہے ہماری رسوائی)۔ دوزخ کے بارے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اِنَّ جَهَنَّمَ سَبْعُوْنَ اَلْفَ وَادٍ فِیْ كُلِّ وَادٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ
شُعَبٍ فِیْ كُلِّ شُعَبٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ ثُعْبَانٍ وَسَبْعُوْنَ اَلْفَ
عَقْرَبٍ لَا يَنْتَهِیْ الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ حَتّٰى يُوَاقِعَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ

Marfat.com

معنی یہ ہوئے کہ پیغمبر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ دوزخ میں ستر ہزار وادی ہے اور ہر ایک وادی میں ستر ہزار درے اور ہر درے میں ستر ہزار سانپ اور ستر ہزار بچھو ہیں۔ کافر اور منافق کو چارہ کار نہیں ہے جب تک کہ ان سب سے نہ گذر لے۔ اور بالکل معمولی عذاب دوزخ کا یہ ہے کہ دو آتشیں نعلین پاؤں میں پہنائی جائے گی کہ اُس کی گرمی سے مغز دماغ کھولنے لگے گا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَدْنٰی اَھْلَ النَّارِ عَذَابًا یَتَنَعَّلُ مِنَ النَّارِ یُغْلِیْ دِمَاغُہٗ مِنْ حَرِّ نَعْلَیْہِ بس دیکھ لو جس پر کہ تخفیف عذاب ہے اس کا تو وہ حال ہے جو بیان ہوا ابھی ہے اس کو قیاس کرو کہ جو شدّت عذاب میں ہے اس کا کیا حال ہوگا اور اگر دوزخ کے عذاب کی سختی میں کچھ شک وشبہہ ہو تو اپنی انگلی کو دنیا کی آگ کے قریب لے جاؤ اور اسی سے آخرت کی آگ کو سمجھ لو۔ دنیا کی آگ آخرت کی آگ کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی، اِس لئے کہ دنیا کی آگ کو آب رحمت سے ستر مرتبہ دھویا گیا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے آنَّ

Marfat.com

نَارَ الدُّنیا غُسِلَ سَبعِینَ مَاءً مِن مَّاءِ الرَّحمَةِ حَتّٰی اَطَاقَهَا اَهلُ الدُّنیَا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا کل قیامت میں بہت سارے تندرست اور خوبصورت فصیح البیان لوگ آگ کی گرمی سے نالہ کریں گے۔ اور داؤد علیہ السلام کی نقل ہے کہ انہوں نے کہا کہ الٰہی تیرے آفتاب کی حدت تو مجھے برداشت نہیں ہوتی آتش دوزخ کی گرمی کیونکر برداشت کرسکوں گا، تیری رحمت کی پکار کی جب طاقت نہیں رکھتا ہوں تو تیرے عذاب کی آواز کو کیونکر برداشت کروں گا۔ یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کو بہت خوفناک بنایا ہے، میری اور تمہاری غفلت پر تعجب ہے، نہیں معلوم ہم لوگوں کے حق میں کیا مقرر ہو ۔

منم از ہمیں تفکر بتامل و تدبر
شب و روز در تحیر کہ شود چگونہ عالم

(میں میری یہ فکر مندی انتہائی گہرائی اور تدبر کے ساتھ دن و رات کی حیرتندی یہ سب جو مجھ پر طاری رہتی ہے اے آہ آخر میرا کیا حال ہوگا؟) اگر چاہتے ہو کہ ان عذابوں سے بچ جاؤ اور ہمیشہ کا چھٹکارا پاؤ تو نیک اعمال،

Marfat.com

نیک افعال، نیک احوال اختیار کرنے کی کوشش کرو تاکہ تمہارے لیے خیر و صلاح کا باعث ہو۔ اور عبادات و نیکوکاری کی کثرت سے ایسے ہو جاؤ کہ گویا ابراروں میں سے ایک ابرار ہو اس لیے کہ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (بیشک نیک لوگ جنت میں ہیں اور فاسق جہنم میں) نیکوکاروں کے اعمال کو وہ ضائع نہیں کرتا جیسا کہ اپنے کلام مجید میں خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (اللہ محسنین کے اجر کو ضایع نہیں فرماتا) اور حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو مومن کہ گناہوں کا بوجھ لے کر خداوند تعالیٰ کے پاس جاتا ہے تو تین کاموں میں سے کوئی ایک کام اس کے ساتھ وہ کرتا ہے۔ یا اپنی رحمت سے اُسے بخش دے، یا پیغمبروں کی شفاعت سے اُسے معاف کردے، یا بمقدار گناہ عذاب کر کے آزاد کر دے۔

گر گنہگارے در توبہ است باز   توبہ کن چوں در نخواہد شد فراز
گر بدیں درگہ بصدق آئی دمے   صدق ہا تو چیست پیش آید دمے

(تو گنہگار ہے تو کیا ہوا توبہ کا دروازہ کھلا ہے توبہ کر لے اس سے قبل کہ دروازہ

بند ہو، قلب سلیم کے ساتھ اس در پر اگر تو آئے تو صحیح حقیقت تیری کیا تیرے سامنے آجائے گی)۔ حاصل الامر اہل سنت والجماعت کے نزدیک بجز کفر کے سارے گناہ معاف ہوجائیں گے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ (اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشتا اس کے علاوہ جتنے گناہ ہیں اگر وہ چاہے تو ان سب کو بخش دے) رمز یہ ہے ؎

باز آ حسنم کہ در بکشادہ ایم
تو عزامت دِہ کہ ما اِستادہ ایم
عشق بازی بیں چہ حکمت می کند
می کند ایں کارِ رحمت می کند
گر ہمہ کس جز نمازی نیستی
حِکمتش را عشق بازی نیستی
کار حکمت جز چنیں نبود تمام
لاجرم جودش چنیں آید مُدام

(واپس پلٹ آخر میں تو دروازہ کھولے ہوئے ہوں تو ہمت کرکے

Marfat.com

آگے بڑھ میں تیرے لئے کھڑا ہوں' عشق سے کام لے دیکھ عشق کا کیا کرشمہ ہوتا ہے' کسی چیز کی پرواہ نہ کر' یہ سب کچھ رحمت سے ہوتا ہے۔ تمام کے تمام لوگ اگر نمازی ہوتے جب بھی سب کے سب عشق بازی کی حکمت سے واقف نہ ہوتے۔ حکمت کی منزل رحمت ہی سے مکمل ہوتی ہے۔ ہمیشہ اس کے جود وکرم ہی کی ضرورت ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے شرک ہی کی معافی کی نفی فرمادی ہے اور جتنی چیزیں شرک کے علاوہ ہیں اُن سب کی مغفرت مشیت سے متعلق ہے، جس طرح صغیرہ دون شرک ہے اُسی طرح گناہ کبیرہ بھی دون شرک ہے۔ مغفرت میں مشیت صغیرہ اور کبیرہ سب کے لئے ہے۔ یہاں تک کہ مشیت کے تعلق کا فائدہ ظاہر ہو' اُمیدوار رہنا چاہیئے کہ اس بارگاہ میں نا امیدی کا گذر نہیں' گرچہ مفلس ہو اور کوئی سرمایہ نہیں رکھتے' مگر مشرک تو نہیں ہو' اُس نے فرمادیا ہے اور نا اُمید نہیں کیا ہے' ایک عزیز نے اِسی کو نظم کیا ہے ؎

گر بدیں درگہہ نداری ہیچ تو
ہیچ نیست افگندہ کمتر ہیچ تو

Marfat.com

گر ہمہ زہد مسلم می خرند
ہیچ بر درگاہ او ہم می خرند

(اس دربار رحمت کے لئے اگر تیرے پاس کوئی سامان نہیں اور حال یہ ہے کہ تجھ سے زیادہ گرا پڑا کوئی نہیں تو پرواہ نہ کر اگر اُس کی جناب میں زہد و تقویٰ کی کوئی قیمت ہے تو کمترین بندوں کی کمتری بھی خریدی جاتی ہے)۔

(ترجمہ تمام ہوا بمنہ و کمال کرمہ)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com